دیوان محمدی

نیست جز مصطفٰے مرا در کار
ہست در دو جہاں محمدؐ یار

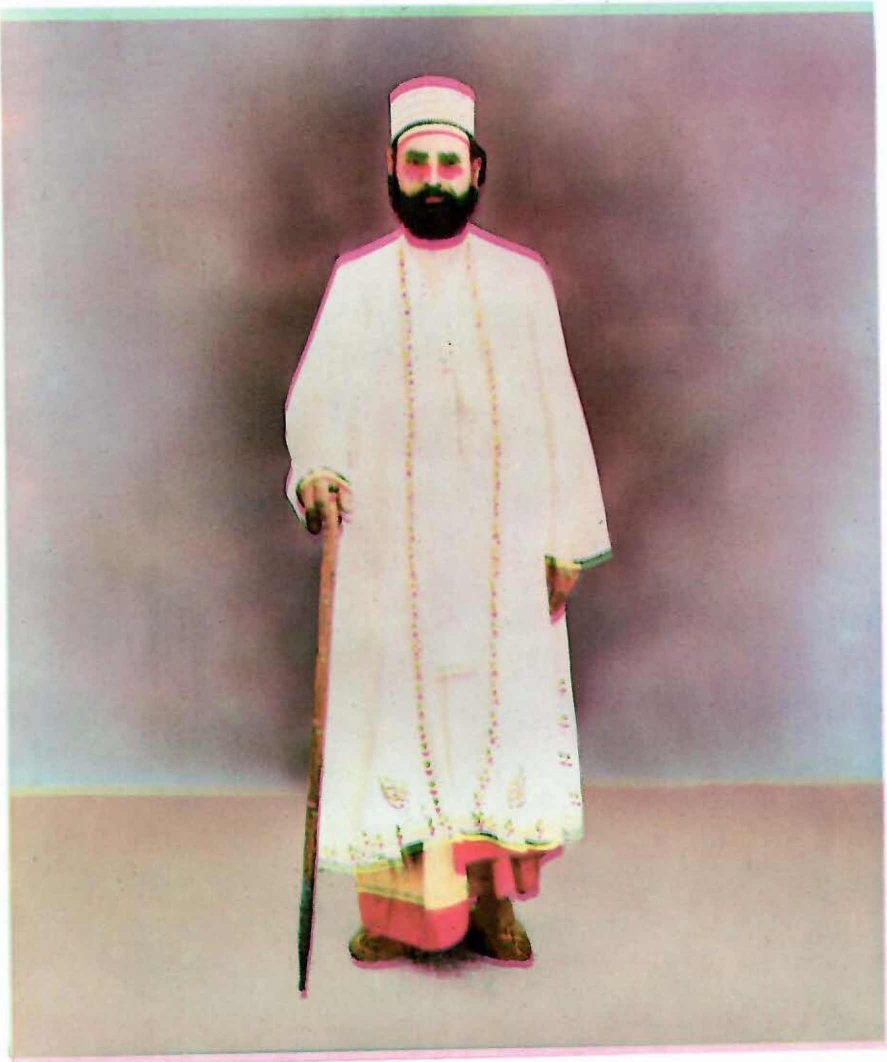
تصنیف

سلطان الکاملین حجۃ العارفین عبدالنبی المختار حضرت خواجہ محمد یار فریدی قدس سرہ

باغِ فریدؒ کے بُلبلِ فرید

حضرت خواجہ محمد یار فریدی قدس سرہ العزیز، عظیم صوفی شاعر حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے دبستانِ درد اور مکتبِ عینیت کے فرد ہیں۔ اور ان کا دیوانِ نعت و منقبت دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی ہے۔ نظریہ وحدت الوجود کے ترجمان صوفیائے کرام نے صرف ذاتِ واجب ہی کی محبت کے نغمے چھیڑے ہیں اور ایسے نغمات میں کہیں کہیں خواجہ باقی باللہ، مولٰنا جامی، بابا بلھے شاہ، شاہ لطیف، رحمان بابا اور خواجہ غلام فرید جیسے بزرگوں نے "احدِ بلا میم" کی بات بھی کی ہے۔ مگر نعت و منقبت میں نظریۂ وحدت الوجود کا برملا اظہار جس طرح خواجہ محمد یار فریدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اس کی کوئی دوسری مثال میری نظر سے نہیں گزری دورِ موجود کے لوگوں کو نعت و منقبت کا یہ انداز چونکائے گا کہ اب نعت و منقبت زیادہ تر سیرت و کردار کے حوالوں سے لکھی جا رہی ہے جبکہ اس نعت و منقبت کی بنیاد نظریہ وحدت الوجود ہے اور وہ حدیث جس میں نورِ محمدی کے نورِ الٰہی سے تخلیق ہونے اور پھر نورِ محمدی سے لوح و قلم عرش و کرسی اور کائنات انسانی کے وجود میں آنے کا بیان ہے یوں الوہیت، رسالت اور سلاسلِ ہدایت ایک ہی گلشن کے پھول نظر آنے لگتے ہیں ان نظریات سے قطع نظر، کلام میں درد کی تفصیل نے پتھر دلوں کو بھی رُلا دینے والی تاثیر پیدا کی ہے اور یہ اعجاز صرف عُرفا ہی کا حصہ ہے۔

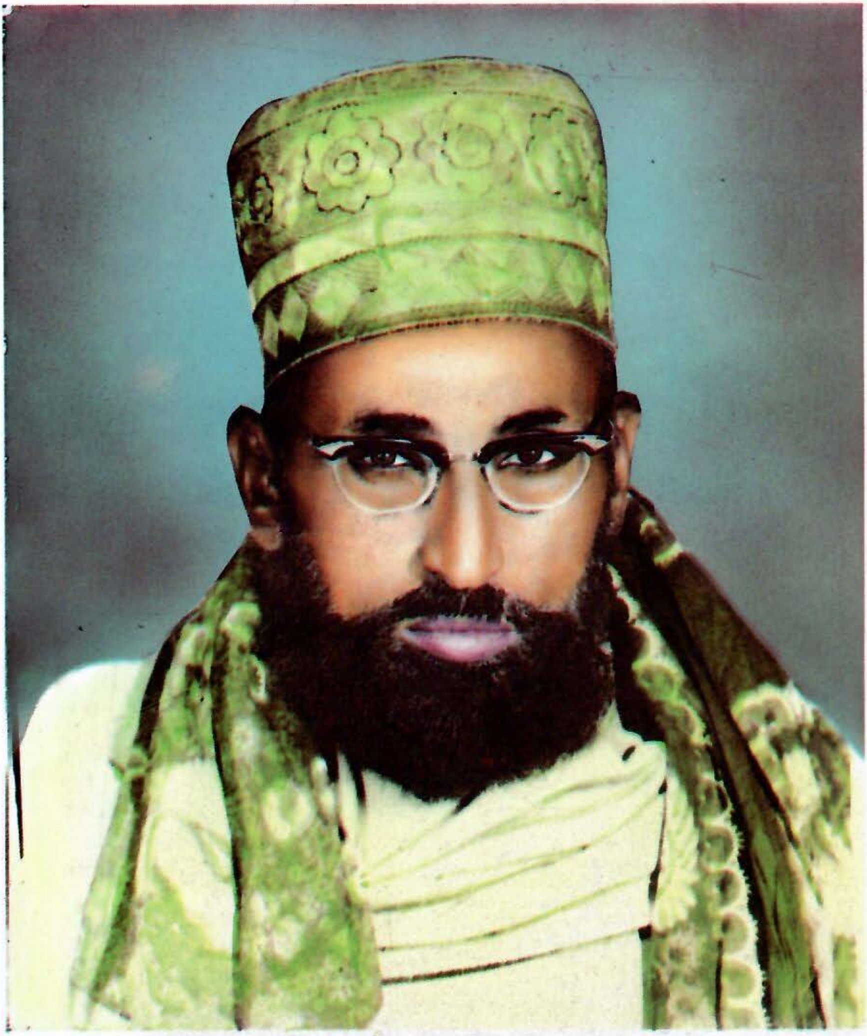
پروفیسر
حفیظ تائب
پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج



شبیہ مُبارک

حضُورِ پرنور عبد النّبی المختار حضرت خواجہ محمّد یار فریدی قدّس سِرّہُ العزیز

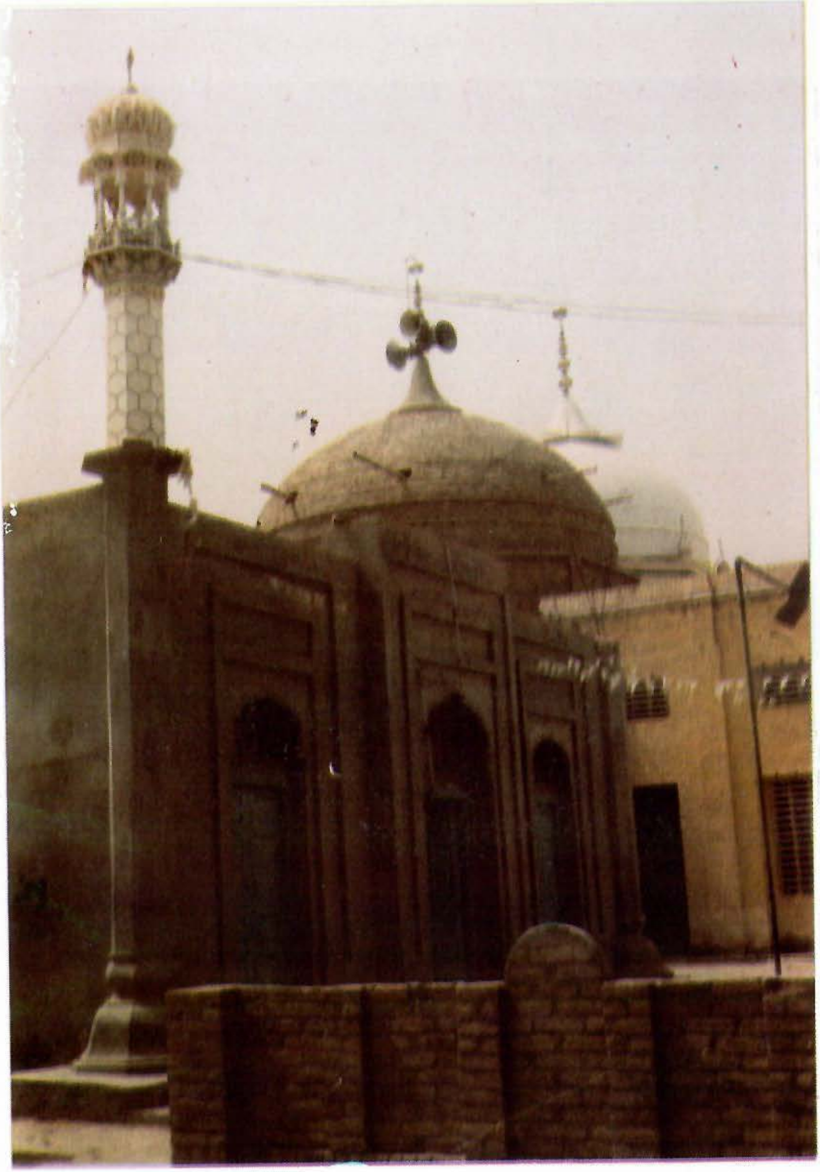
تواریخِ عُرس: ۱۲ تا ۱۴ رجب المرجب



شبیہ مُبارک

مرشدِ کامل، عبدُالنّبی المالک حضرت خواجہ غُلام نازک کریم محمدی فریدی قُدِّس سِرّہُ العزیز

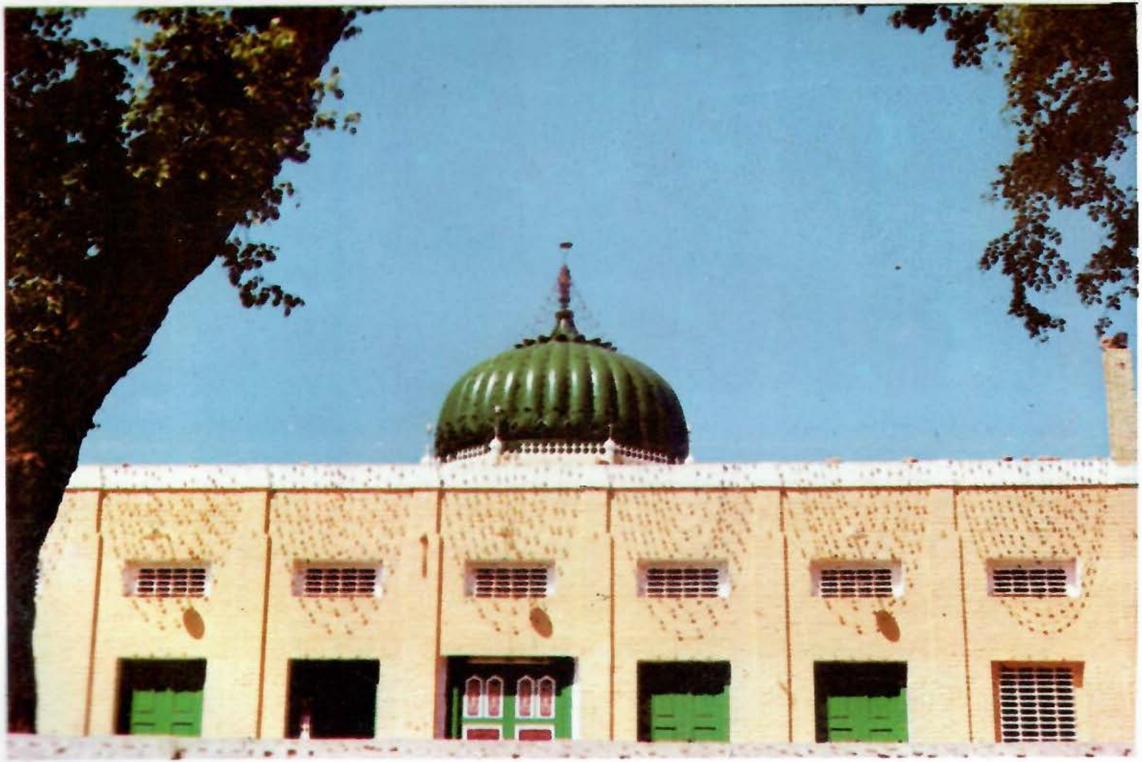
تواریخِ عرس: ۲۲ تا ۲۴ مُحرم الحرام



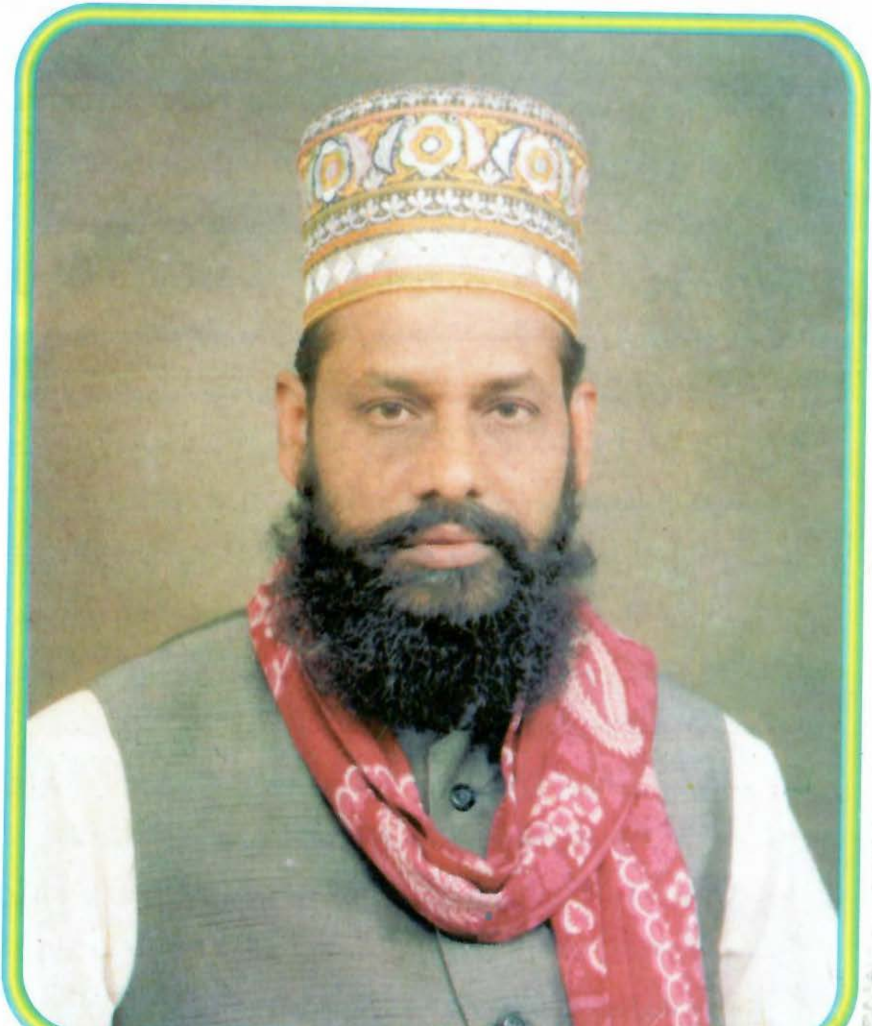
آستانۂ عالیہ دربارِ محمّدیہ کی جدید تعمیر



آستانۂ عالیہ دربارِ محمدیہ کی جدید تعمیر



آستانہ عالیہ دربارِ محمدیہ کا منظر



خواجہ غلام قطب الدین فریدی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت خواجہ محمد یار فریدیؒ
گڑھی شریف ضلع رحیم یار خاں

طلب کی باس

اشفاق احمد

روہی کے ایک چکارے کی تلاش میں میں نے اپنی زندگی کے کئی سال صرف کر دیئے ہیں لیکن ابھی تک اس کا کوئی اور چھور نہیں مل سکا۔ نقوش پا کا مل جانا منزل کے ملنے کی نوید نہیں ہوتا۔ اسرار گم گشتہ کے اشارے مسافت طے کرنے میں مدد نہیں دیتے۔ الفاظ و معانی اور بیان و کلام کی وضاحت سے فاصلے ختم نہیں ہوتے۔ معلوم سے جھولی بھر جاتی ہے لیکن لامعلوم کا سراغ نہیں ملتا اور دیوان محمدی اس حقیقت کی گواہی فراہم کر رہا ہے کہ اس کلام کے پوشیدہ اسرار، علم و حکمت کے رموز اور تہہ در تہہ معانی کی بنا خواجہ محمد یار فریدیؒ کا علم و ہنر، گن گیان اور حکمت و دانش نہیں بلکہ مرشد کے نصف قطر میں گزارا ہوا وہ وقت ہے جو اس عظیم شاعر، فلسفی، صوفی، فقیر کے گیان ساگر کے وجود میں آنے کا باعث بن گیا ہے۔

ایک استاد ایک دانشور ایک مولوی آپ کو خدا کے بارے میں، مذہب کے بارے میں، حق اور سچ کے بارے میں مدلل اور طول و طویل لیکچر دے سکتا ہے۔ پیچیدہ نکتے سمجھا سکتا ہے مگر ایک گرو ایسے نہیں کرتا۔ وہ اپنا آپ کھول کر آپ کے سامنے رکھ دیتا ہے اور آپ آگے بڑھ کر اس کے اندر سے حق اور سچ کا تحفہ اٹھا لیتے ہیں لیکن حق اور سچ کا یہ تحفہ اٹھانے کے لیے آپ کو چاچڑاں شریف کا سفر کرنا پڑتا ہے۔

مرشد کے دائرے میں رہ کر آپ کسی کی بھی شاگردی کر لیں، کسی سے علم حاصل کریں، کسی سے درس لے لیں عطا مرشد ہی کے سیٹلائیٹ سے ہوتی ہے، حکم اس کا چلتا ہے .بیٹری اسی کی بیعت سے چارج ہوتی ہے۔ لیکن ------- کسی گرو کا قائل ہونا یا اس کا گرویدہ ہونا یا اس کے سامنے اپنے آپ کو پامال کرنا بڑا مشکل کام ہے کیونکہ یہ انا اور تکبر کی موت ہے۔

سپردگی ایک اعتراف ہے، ایک اقرار ہے، ایک عہد نامہ ہے کہ میں نے اپنا آپ تیرے حوالے کیا اب جو جی چاہے اس کے ساتھ کرو، جیسے چاہو استعمال میں لاؤ، جہاں

چاہو پھینک دو' بالکل اسی طرح جس طرح آج کا پڑھا لکھا تعلیم یافتہ ماڈرن انسان اپنے آپ کو سرجن کے حوالے کر دیتا ہے کہ جدھر سے چاہو چیر دو' جہاں من چاہے پھاڑ دو' جیسے دل کرے نشتر چلاؤ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا- میرا سارا وجود' سارا جسم' میری روح میری انا' میری شخصیت سب کچھ آپ کے حوالے ہے- میں اپنے آپ کو آپ کے سپرد کرتا ہوں اور خوش دلی کے ساتھ سپرد کرتا ہوں ------ لیکن تصوف میں بے ہوش نہیں کیا جاتا اس لیے تصوف کا آپریشن تکلیف دہ اور درد انگیز ہے' اس میں بڑا دکھ اٹھانا پڑتا ہے' مرشد تمھارے وجود کے اور تمھاری انا کے گلے سڑے' سالخوردہ' صحت مند اور تازہ حصے کاٹ کاٹ کر پرے پھینکتا جاتا ہے' تم درد سے کراہتے ہو' اپنی بیچارگی پر آنسو بہاتے ہو' روتے ہو' چلاتے ہو لیکن ڈیرے کے آپریشن روم سے بھاگ کر دائرے سے باہر نہیں نکلتے ہو-

مرشد بڑا ظالم ہوتا ہے وہ ایک حد تک تو طالب کی مدد کرتا ہے' ایک مقام تک تو مرید کا مددگار بن کر رہتا ہے لیکن جب وہ آپ کو بارگاہ خداوندی کی چوکھٹ پر لے جاتا ہے تو آپ کو اندر دھکیل کر خود دروازے سے باہر رہ جاتا ہے اور جب آپ پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں تو وہ واپس جا چکا ہوتا ہے وہ آپ کو اور خدا کو' بندے کو اور آقا کو اکیلے میں چھوڑنے کا قائل ہے' وہ اس ملاقات میں خود معتبر بن کر ساتھ نہیں بیٹھ جاتا' فوٹو چھپوانے کے لیے' اخباری بیان جاری کرنے کے لیے' اپنی شوبھا بنانے کے لیے' وہ تو اپنا سب کچھ مرید کے حوالے کر کے جا چکا ہوتا ہے سب کچھ اسے عطا کر کے دور نکل گیا ہوتا ہے اسی لیے تو لوگوں کو خواجہ محمد یار فریدیؒ کا کلام پڑھتے ہوئے حیرانی ہوتی ہے کہ اس میں حضرت خواجہ غلام فرید کا لحن کدھر سے آگیا- ان کی ادائی کی گونج کدھر سے آگئی- ان کی سوچ کا ارتعاش کیسے شامل ہوگیا! جب مرشد کسی مرید سے (کسی وجہ سے!) خوش ہوتا ہے تو اس کو بتائے بغیر' جتائے بغیر' سنائے بغیر اتنا کچھ عطا کر جاتا ہے کہ اسے اپنے کھل سم سم دروازے کا علم ہی نہیں ہوتا جو ہمہ وقت اس کے لیے کھلا رہتا ہے-

خواجہ محمد یار فریدیؒ کے وجود پر اس کے غیاب میں' اس کے حضور میں' اس

کے اپنے زمانے میں، آج کے عہد میں اس کے مرشد کی عطا کا ترشح اسی طرح سے جاری رہے گا۔ یہ جو ان کی صوفیانہ تعلیمات اور روحانی اقدار ان کے آداب گفتار کے قرینے اور ان کے تبحر علمی کے نمونے ان کی شاعری کے آئینے میں نظر آتے ہیں تو اکتسابی علوم اور مدرسے کی تربیت کی بنا پر نہیں بلکہ اس مہکار کی بدولت ہیں جو مرشد کے لمس سے پیدا ہوئی ہے۔

روہی کے اس چکارے کو عقل و دانش، اظہار و اسلوب، عرفان حق یا تلاوت الوجود کی جدول اور وجدان کی اصطرلاب سے تلاش نہیں کیا جاسکتا، اس کے لیے صحرا کے عاشقوں نے ایک اور ہی اصول طے کر رکھا ہے کہ۔

مشام تیز سے صحرا میں ملتا ہے سراغ اس کا
ظن و تخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آ ہوئے تاتاری

اشفاق احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو المحمد جل مجدہ

نیست جز مصطفٰے مرا در کار

ما مستیم در دو جہاں محمد یار

دیوانِ محمدی

موسوم بہ

انوارِ فریدی

تصنیف

سلطان الکاملین حجۃ العاشقین عبد النبی المختار حضرت خواجہ محمد یار فریدی قدس سرہ

باہتمام

خواجہ غلام قطب الدین سجادہ نشین

آستانہ عالیہ دربارِ محمدیہ گڑھی شریف

تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان

نام کتاب .... دیوانِ محمدی

مصنف .... حضرت خواجہ محمد یار رحمتہ اللہ علیہ

ناشر .... خواجہ غلام قطب الدین

سجادہ نشین آستانہ عالیہ گڑھی شریف

کتابت .... محمد عبدالرحمٰن سدیدی معظمی چشتی لاہور

مطبع .... المکتبۃ العربیہ لاہور

بار .... ششم ستمبر 1998ء' جمادی الثانی 1419ھ

تعداد .... گیارہ سو' 1100

سائز .... 8=23x18

قیمت ....

☆

ملنے کا پتہ

تقدیم

اس حقیقت کو سبھی تسلیم کرتے ہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں اسلام کا فروغ و ارتقاء صوفیائے کرام کا مرہون منت ہے۔ نفوس قدسیہ کے اس کاروان عشق و آگہی میں کچھ شعرائے عظام بھی شامل رہے۔ ان شعراء میں خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ (وصال 1901) بہت ممتاز و منفرد ہیں کہ انہوں نے صوفیانہ شاعری کو انتہائے کمال تک پہنچایا لیکن یہ سلسلہ یہاں بھی رکا نہیں۔ بیسویں صدی میں جب مادیت کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ کا غلبہ ہونے لگا' عین اسی وقت زمانے میں تصوف کے وحدت الوجودی دبستان کو خواجہ محمد یار فریدیؒ قدس سرہ' جیسا اعجاز مند ترجمان میسر آیا' جنکی دلنواز و جاں گداز شاعری معارف و حقائق سے لبریز تھی اور جن کا لب و لہجہ عشق و نیاز سے مہکا ہوا تھا۔

خواجہ محمد یار رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا رومؒ سے خواجہ غلام فریدؒ تک قریب قریب ہر صوفی شاعر سے استفادہ کیا اور انہی کے آب و گل سے اپنے قصر شعر کی تعمیر کی' مگر اپنی انفرادیت اس قصر کے ہر ہر نفس سے نمایاں کر کے دکھائی۔ یہ عمل جوئے شیر لانے کے مترادف ہے اور کسی فرہاد ہی کا کارنامہ ہو سکتا ہے۔ انہوں نے اپنے انفرادی و اجتہادی اسلوب میں شریعت و طریقت کو ہم آہنگ کرنے کی سعی کی اور اپنے جذب و شوق سے پورے عہد کو متاثر کیا۔ وہ عرفانی سفر میں رفعتوں اور رسائیوں سے ہمکنار ہو کر بھی آگے ہی آگے بڑھتے جانے کے تمنائی رہے۔ ؎

میں بلبل فرید ہوں باغ فرید کا
عادی ہوں عین دید میں ہل من مزید کا

حضرت خواجہ محمد یار فریدی رحمتہ اللہ علیہ' گڑھی اختیار خاں ضلع رحیم یار خاں میں حضرت عبدالکریم رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ نسبی طور پر قطب شاہی اعوان ہیں اور سلسلہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم گڑھی اختیار خاں میں حاصل کی اور علوم اسلامی و تصوف کی تکمیل دارالعلوم چاچڑاں شریف میں ہوئی۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ان سے روحانی تعلیم و تربیت حاصل کرتے رہے۔ مرشد کامل کے وصال کے

بعد شیخ زادہ حضرت خواجہ محمد بخش عرف نازک کریم رحمتہ اللہ علیہ کی تربیت طریقت سے فیض یاب ہوئے اجازت خلافت حضرت معین الدین رحمتہ اللہ علیہ (نبیرہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ) سے عطا ہوئی۔ اس طرح عشق ان کے ہاں سہ آتشہ ہو گیا' جس کو سلسلہ عالیہ چشتیہ کی جذب و سرور سے معمور آب و ہوا میسر آئی تو یہ ایک دل آویز خوشبو بن کر پھیلنے لگا۔ عشق کی اسی خوشبوئے جانفرا کا نام "دیوان محمدی" ہے' جو سرمایہ اہل عرفان ہے اور درحقیقت "دیوان درد و سوز"۔ یہاں میر تقی میر کا ایک شعر بے اختیار یاد آتا ہے۔ ؎

مجھ کو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب میں نے
درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان کیا

اس دبستان درد و گداز کے فرد فرید کا وصال 14 رجب المرجب 1397 ھجری (1948 عیسوی) کو ہوا۔ تدفین اول قبرستان حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ میں ہوئی اور تدفین دوم و سوم گڑھی اختیار خاں میں ہوئی۔ جہاں "آستانہ عالیہ محمدیہ" مرجع خلائق ہے اور اس شعر کا مصداق ؎

وہ خاکسار ہوں برہم مرا مزار رہا
کہ خاک ہوکے بھی ہر ذرہ اشکبار رہا

خواجہ محمد یار رحمتہ اللہ علیہ محمد و محمد یار کے ساتھ بلبل اور فرد بھی تخلص فرماتے رہے۔ آپ مولانا روم کے عاشق اور خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کے پہلے شارح تھے اور ان کی لکھی خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کی ---- کافیوں کی شرح کتابی صورت میں بھی چھپی تھی ----- آپ وجد اور ترنم اور مواعظ دلنشیں سے ایک مدت تک سینوں میں عشق و محبت کی قندیلیں روشن کرتے رہے یوں ان کا یہ کہنا بالکل بجا ہے۔ ؎

ہم محمد ہیں درس دیتے ہیں
عشق احمدؐ کی درس گاہ میں ہم

"دیوان محمدی" تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں فارسی' دوسرے حصے میں اردو اور تیسرے حصے میں سرائیکی کلام ہے۔ ان الگ الگ حصوں میں ہر زبان کے مزاج کے ساتھ پورا پورا انصاف کرکے دکھایا گیا ہے' عربی الفاظ و تراکیب و آیات کا

استعمال بھی پوری مہارت سے کیا گیا ہے۔ فکر کی یکرنگی کی بہار خاص البتہ ہر حصے میں نمایاں ہے۔ ہر حصے میں حمد و نعت و منقبت کے ساتھ غزل بھی موجود ہے' لیکن کہیں بھی غیریت نظر نہیں آتی۔ وہ فنافی الشیخ' فنافی الرسولؐ اور فنافی اللہ کی جملہ منازل کی نشان دہی ہر صنعت میں کرتے ہیں۔ غزل میں البتہ مجازی رنگ بھی اختیار کیا گیا' لیکن مجاز کے ڈانڈے بھی حقیقت سے ملے ہوئے اور نظریہ وحدت الوجود ہر کہیں اپنا رنگ جمائے ہوئے ہے۔ ؎

اندر خم دو ابروئے یار استقامت است
تیر حقیقت است کمان مجاز ما

حمد و نعت و منقبت کی یکجائی ان کے ہاں جس بے ساختگی و خوبصورتی سے ہوئی ہے' وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس باب میں ہمہ اوست کی بوقلمونی دیدنی ہے۔ ؎

درید اللہ است دست مصطفےٰ
قل ہو اللہ است طغرائے نبی
ماحامد محمدؐ پاکیم از ازل
حمد خدا بجمد خداداں فروختیم

درک کنہش بس محال آمد تو اے بلبل مگر
ایں غنیمت داں کہ باشی در گلستاں کسے

"خطاب حضرت بوبہار ملتانی از عالم برزخ بسوئے بلبل" میں کہتے ہیں۔

فرید باصفا ہستی' محمد مصطفےٰ ہستی' چہاگویم چہا مستی
خدا ہستی خدا ہستی

بہ بیں بلبل تو ایں گل را' بجو از جزو تو کل را' نجوراز مشربم کل را
تو مارا دلربا ہستی

زبان اردو میں ایسے مضامین عجیب و غریب سادگی اور برجستگی سے ادا ہوئے ہیں۔ ؎

سرائیکی شاعری کا باب تو سراسر عشق ہے' سربسر درد و سوز ہے' ہمہ عینیت ہے۔ اس میں خواجہ محمد یار فریدی رحمتہ اللہ علیہ نے ایسا ایسا نعرہ مستانہ لگایا ہے کہ اہل عقل دنگ رہ جاتے ہیں اور اہل عشق پر کیفیت وجد طاری ہو جاتی ہے۔

دل سے نکل کر دل میں اترنے والے برجستہ و پرتاثیر اشعار "دیوان محمدی" میں

جابجا اپنی بہار دکھا رہے ہیں۔ ان میں فکر کی رفعت بھی ہے اور اظہار کی ندرت بھی۔ مضامین کی رنگارنگی ان پہ مستزاد ہے۔ پورا "دیوان محمدی" ان کی قادر الکلامی پہ شاہد ہے، لیکن قدرت کلام نے شاعری کو ہرگز بوجھل نہیں ہونے دیا' بلکہ آورد کی بجائے آمد کی کیفیت ہر کہیں نمایاں ہے۔ صرف چند مثالیں۔ ؎

ماسلطنت بکوچہ جاناں فروختیم
مور حقیر را.سلیماں فروختیم
ماوصل یار خویش بہ ہجراں فروختیم
یوسف فروختیم و چہ ارزاں فروختیم

انداز حسینوں کو سکھائے نہیں جاتے
جو امی لقب ہوں وہ پڑھائے نہیں جاتے
ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا
بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے
میں کیا کہوں کس رنگ کا اب درد ہے دل میں
بے درد کو یہ درد سنائے نہیں جاتے

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہوکے رہی
کہا نہیں کو جو کن کائنات ہوکے رہی

حقیقت محمد دی پاکوئی نہیں سکدا
ایتھاں چپ دی جا ہے الا کوئی نہیں سکدا

ہک مرد دتی کن سو ہے
سب اوہے' اوہے' اوہے
محمدؐ محمدؐ پکیندیں گزر گئی
احد نال احمد ملیندیں گزر گئی

اس پر یقین لہجے میں 'دل کی کیفیات بیان کرنا' اہل عرفان ہی کا حصہ ہے اور صرف یہی ایک بات خواجہ محمد یار رحمتہ اللہ علیہ کا مقام متعین کرنے کے لیے کافی ہے۔

حضرت خواجہ محمد یارؒ
اور
عشق رسول ﷺ

از - سید محمد فاروق القادری
ایم-اے گولڈ میڈلسٹ
سجادہ نشین شاہ آباد شریف
گڑھی اختیار خاں شریف

از صدائے سخن عشق ندیدم خوشتر
یادگارے کہ دریں گنبد دوار بماند

خواجہ محمد یارؒ اور عشق رسول ﷺ سرے سے دو باتیں یا دو عنوان ہیں ہی نہیں کہ ان کے درمیان تعلق یا تعلق کی نوعیت پر گفتگو کی جائے۔ خواجہ محمد یارؒ حب نبویؐ کے جس بلند مقام پر فائز تھے وہ لفظ "اور" کا بوجھ بھی برداشت نہیں کرتا۔ وہ خود عشق رسولؐ تھے۔ یوم الست سے ان کا خمیر عشق رسولؐ سے اٹھایا گیا تھا۔

خواجہ محمد یارؒ کا عشق رسولؐ کے بغیر تصور اسی طرح ناممکن ہے جس طرح عشق رسولؐ کی دلفریب داستان آخرین دور کے اس منفرد محب اور عاشق کے ذکر کے بغیر نامکمل ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں عیار انگریز کی ساری کدوکاوش جذبہ عشق رسولؐ کو کمزور کرنے اور اسے کچلانے پر مرکوز رہی اور اسے یک گونہ کامیابی بھی ہوئی مگر اسے نگاہ رسالت کا فیضان سمجھنا چاہئے۔ کہ اس نے بالکل غیر متوقع طور پر خواجہ محمد یارؒ ایسے چند باکمال لوگ پیدا کر دیئے جنھوں نے حضرت اویس قرنیؒ سے لے کر جامیؒ تک تمام اہل محبت کے نغمات کو اس انداز میں دہرایا کہ برصغیر کے مسلمانوں کی بیمار روحوں میں نئی زندگی تازگی اور حرارت پیدا ہو گئی۔

یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ ہر دور کے مسلم مفکرین نے مسلمان قوم کی زبوں حالی انحطاط اور زوال کے علاج کے لئے فکر و سوچ کی ہمیشہ ایک ہی راہ اختیار کی ہے اور وہ ہے محبوب ازل سرور عالم ﷺ سے والہانہ محبت اور آپ کی ذات اقدس سے رشتہ

غلامی کی از سرنو تجدید یعنی بہ مصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست۔

حضرت خواجہ محمدیار فریدیؒ نے ملت اسلامیہ کو عشق و محبت کا درس دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ نے عشق و محبت نبویؐ کا عملی نمونہ پیش کیا آپ حب نبوی کا ایسا پیکر تھے جس کی ہر تار ذات نبوی کے کسی نہ کسی وصف و جمال سے جڑی ہوئی تھی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی، اسم گرامی آتا تو آپ یوں تڑپ اٹھتے جیسے بے خبری میں کسی نے ہتھیلی پر انگارہ رکھ دیا ہو۔

آپ کی اس دعوت اور آواز میں آپ کا خون جگر شامل تھا۔ یہ آواز سراسر حال ہونے کی بنا پر اپنی دلکشی، رعنائی، انفرادیت اور نرالی ادا کی ایک ایسی الستی پکار تھی جس نے اہل دل تو اپنی جگہ رہے سخت سے سخت دلوں کے بھی تار ہلا دیئے۔ یہ آواز غافل روحوں اور بے چین دلوں کے درد کا درماں ثابت ہوئی۔

ماضی قریب میں برصغیر میں بڑے بڑے نامور اور جادوبیاں خطیب ہو گزرے ہیں۔ مثلاً سید عطاء اللہ شاہ بخاری بلاشبہ اردو زبان کے بہت بڑے خطیب تھے عرصہ دراز تک متحدہ ہندوستان کا کونہ کونہ ان کے سحر انگیز خطبات سے **گونجتا** رہا۔ مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ انہیں خواجہ محمدیارؒ ایسے متبع سنت، شب بیدار اور پیکر محبت کے نالوں سے قطعاً کوئی نسبت نہیں ہے وہ الفاظ کی جادوگری اور آواز کی سحرانگیزی تھی جبکہ خواجہ محمدیار نے نصف صدی تک منبر رسول پر درد و فراق کے ایسے نغمات چھیڑے جن سے انسان تو انسان چرند پرند اور درودیوار بھی وجد میں آکر موم کی طرح پگھل اٹھے۔ خواجہ محمدیار کی آواز وہ الستی آواز تھی جو ابن الفارض سے لے کر بلہ شاہؒ، شاہ حسینؒ، سلطان باہوؒ عبداللطیف بھٹائی اور خواجہ غلام فریدؒ کا مشترک سرمایہ ہے یہی وہ آواز ہے جس نے بلاامتیاز مذہب و ملت تمام انسانوں کے دل کے تار چھیڑے، اس آواز میں ذات حقیقی سے انسان کے تعلق اور نفس شناسی کے علاوہ انسانی دکھ درد غم اور خوشی دوسری واردات کو اس انداز میں سمویا گیا ہے کہ ؟ جیسی ہر انسان نے اسے اپنی ترجمانی سمجھا ہے ان کی بات ۔از دل خیزد و بردل ریزد، کی مصداق تھی۔

حضرت خواجہ محمدیارؒ نے عشق رسولؐ کی تحریک و تبلیغ کے لیے تین راستے اختیار کئے

وعظ و تقاریر، شعر و شاعری اور عملی نمونہ پیش کرنا۔

آپ کے وعظ و تقاریر روایتی انداز کے برعکس اپنے اندر جذب و مستی، حدت عشق، رموز عشق اور رہربات کے واقعاتی منظر کا ایک ایسا منفرد انداز رکھتے تھے جس کی نظیر دور دور تک نہیں ملتی۔ پچاس پچاس ہزار کا مجمع ہے مگر رات کے سمے میں جونہی محمد عربی کا یہ سچا عاشق

؎ سید و سرور محمد نور جاں، بہتر و مہتر شفیع مجرماں

کی دلکش صدا بلند کرتا تو واقعہ یہ ہے کہ کسی کو تن من کی خبر نہ رہتی۔ بعض اوقات چشم زون میں رات کے چار پہر گزر جاتے اور اچانک اس محفل میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے صبح آن دھمکتی۔

میرے والدگرامی راس الاصفیا حضرت سید مغفور القادریؒ فرماتے تھے کہ "ایک ایسی محفل میں جب مقام محمدیت پر خواجہ محمدیارؒ نے علم و فن کا ترانہ چھیڑا تو میں نے دیکھا کہ سامنے بیٹھے ہوئے شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی ایسے جید عالم دین کی روتے روتے داڑھی آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی"۔

علم سے عقل و خرد کو تو لاجواب یا مسحور کیا جا سکتا ہے۔ مگر بے چین روحوں، مضطرب قلوب اور شکوک و شبہات میں گرفتار سینوں کو یقین و معرفت کا نور عطا نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لیے اس نگاہ کی ضرورت ہے جس کے بارے میں حضرت اقبال نے فرمایا ہے۔

؎ فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا

بلاشبہ خواجہ محمدیارؒ کو قدرت نے پوری فیاضی سے یہ نگاہ عطا کی تھی۔ آپ نے آبائی علاقے کے علاوہ لاہور، امرتسر جالندھر، فیروزپور، پٹیالہ، لدھیانہ کے علاقوں کو اپنی تبلیغ اور رشد کا مرکز بنایا ان علاقوں میں ہزاروں لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

ایک محفل میں آپ کو فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان بریلوی کی موجودگی میں منبر نبوی پر بٹھایا گیا ایک عاشق رسولؐ کی اس سے بڑی خواہش اور کیا ہو سکتی ہے کہ سامنے بھی اپنے وقت کا نامور عالم، شیخ طریقت اور بلند مرتبہ عاشق رسولؐ ہو جو علم و معرفت کی تمام

لطافتوں اور باریکیوں کو نہ صرف سمجھتا ہو بلکہ خود اس راہ کا راہی ہو' خواجہ محمدیارؒ نے اپنا مخصوص خطبہ شروع کیا تو فاضل بریلوی نے اٹھ کر آپ کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالا اور فرمایا "سر آمد واعظین پنجاب" سوء اتفاق مسلسل سفر اور وعظ تقاریر کی وجہ سے آپ کا گلا جواب دے گیا اور خطبے سے آگے آپ ایک لفظ نہ کہہ سکے مگر آپ کو ساری عمر اس کا افسوس رہا۔

راقم السطور کے والد گرامی حضرت شاہ مغفور القادریؒ نے ایک دفعہ فرمایا کہ خواجہ محمدیارؒ کی کوئی بات ایسی نہ ہوتی جس کے لیے کتاب و سنت میں مضبوط دلیل موجود نہ ہو۔ ان کے مطابق دوران وعظ آپ پر علم و معرفت کی ایسی یلغار ہوتی جسے آمد کی بجائے واردات غیبی یا فیضان الٰہی کہنا زیادہ صحیح ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر محبت رسولؐ ہے کیا؟ میرے ناقص خیال میں بہترین انسانی اخلاق و مکارم' محاسن و فضائل اور اعلیٰ اوصاف و اطوار ہی وہ چیزیں ہیں جنہیں ہر دور میں پوجا گیا ہے۔ ان کی نشر و اشاعت کی گئی ہے اور کی جانی چاہئے۔

شہادت گہ عالم میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلیٰ انسانی اوصاف و مکارم اور محامد و محاسن کا ایک ایسا کامل نمونہ ہیں جن کی نظیر تاریخ آج تک پیش نہیں کر سکی' آپ کی ذات گرامی سے محبت دراصل ان اوصاف جمیلہ اور اخلاق عالیہ سے محبت ہے جس کی دانشوران عالم ابتدائے آفرینش سے آرزو کرتے آئے ہیں۔

میرے نزدیک محبت رسولؐ کی نعمت عظمیٰ عطا ہی اسے کی جاتی ہے جو عام انسانوں سے اپنے ذوق و فکر اور کردار و عمل سے بدرجہا ممتاز اور بلند ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جنہیں یہ نعمت عطا ہوتی ہے وہ اتباع نبوی میں فکر و عمل کا ایسا مینارہ نور ہوتے ہیں۔ جن سے ہر دور کے انسان روشنی حاصل کرتے رہتے ہیں۔

حضرت خواجہ محمدیارؒ انتہائی متواضع' منکسر المزاج' دردمند دل اور گداز قلب کے مالک تھے' زندگی میں شاید ہی کوئی شخص ان سے رنجیدہ خاطر ہوا ہو' وہ دوسروں کو رنج پہنچانے یا کسی کا دل دکھانے کے مفہوم ہی سے ناآشنا تھے۔

راقم السطور کے جد امجد شیخ المشائخ سید سردار احمد قادریؒ تین سال سے مدینہ منورہ

میں قیام پذیر تھے آپ مولانا عبدالباقی لکھنوی ثم المدنی سے دورہ حدیث اور فصوص الحکم کی تکمیل کر رہے تھے۔ کہ اس دوران ایک دفعہ آپ نے خواب میں سرور عالم ﷺ کی زیارت فرمائی آپ نے دیکھا کہ ایک انتہائی باوقار محفل میں ہزاروں لوگ حسب مراتب دم بخود بیٹھے ہیں اتنے میں سرور عالم ﷺ کے اشارے سے خواجہ محمدیارؒ اٹھے اور آپ نے مولانا جامی کی نعت کے یہ مصرعے انتہائی پرسوز آواز میں پڑھے۔

و صلی اللہ علی نور کز وشد نورہاپیدا　　زمیں ازحب او ساکن فلک در عشق اوشیدا

جب آپ اس مصرعے پر پہنچے۔

محمد احمد و محمود وے را خالقش بستود　　ازو شذ بود ھر موجود از و شد دیدہ ہا بینا

تو وجد میں آکر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔

میرے جد امجد نے مدینہ منورہ سے خط میں اپنے صاحبزادے (میرے والد گرامی) کو لکھا کہ خواجہ محمدیار کی خدمت میں جا کر انہیں مبارک باد پیش کریں اور میرا سلام پہنچائیں۔ والدگرامی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جونہی سلام پہنچایا خواجہ محمدیارؒ ماہی بے آب کی طرح تڑپتے ہوئے مدینہ منورہ کی طرف سر کے بل رینگنے لگے، آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہو گئیں۔ اور زبان پر یہ لفظ تھے، "وعلیکم السلام میرے حضور و علیکم السلام میرے حضورؐ"

خواجہ محمدیارؒ کی گفتگو، خامشی، اوڑھنا، بچھونا، نشست، برخاست، نظم، نثر، رات، دن، صبح وشام، خواب و خیال سب کا مرکز و محور موضوع اور عنوان صرف اور صرف ذات رسالتمآبؐ تھی انہوں نے اس عنوان میں اپنے آپکو اس طرح مٹایا اور جذب کیا کہ عنوان اور معنوں میں دوئی کا فرق مٹ گیا۔ گویا

انا من اھوی، و من اھوی انا　　نحن روحان حللنا بدنا

ما دو جانے آمدہ دریک بدن　　من کیم لیلیٰ و لیلیٰ کیست من

انہوں نے خود بھی اس طرف اشارہ کیا۔

مٹے کچھ ایسے کہ مٹ مٹ کے بے نشاں ہوئے، مگر یہ مٹنا ہمارا نشان یار رہا

وہ اپنی زندگی کے وظیفہ حیات سے متعلق خود فرماتے ہیں۔

محمد محمد پکینندیں گزر گئی   احد نال احمد ملینندیں گزر گئی

ذرا اس شعر کی معنویت اور بلاغت دیکھئے۔

خدا کوں ڈھوسے ڈھوسے محمد دے اولے   محمد کوں ڈہدیں ڈ کھیندیں گزر گئی

بعض نیم خواندہ دنیائے انسانیت کے مفکرین کی تلاش حقیقت کی داستان سے بے خبر لوگ وحدۃ الوجود پر برس پڑتے ہیں حیرت ہے کہ اگر وجود ایک نہیں ہے تو کیا وجود دو ہیں؟ اگر خوانخواستہ دو ہیں تو یہ شرک ہے۔

خیال رہے کہ وحدۃ الوجود کا تصور ہی وہ محفوظ راستہ ہے جس پر حقیقت کبریٰ کی معرفت کے سلسلے میں عقلی اور فکری طور پر کم سے کم اعتراض وارد ہوتے ہیں اس کے علاوہ انسان اپنے محدود فکر میں سوچ کی جو بھی راہ اختیار کرے گا اس پر اتنے شدید اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ کہ کسی طرح بات بنتی نہیں۔

پھر یہی وحدت کا وہ تصور ہے جو **الخلق عیال اللہ** (مخلوق اللہ کا کنبہ ہے) کا نظریہ پیش کرکے انسانوں میں نسلی، وطنی اور دوسری تمام تفریقیں مٹاتا ہے۔ اور یہاں پہنچ کر انسان اپنے بھائی بند (انسان) تو درکنار جانوروں، پرندوں بلکہ نباتات اور جمادات سے بھی محبت کرنے لگتا ہے۔ خواجہ محمد یارؒ اپنے تمام پیشرو صوفیا کی تقلید میں اسی مسلک محبت اور مشرب عشق کے علمبردار ہیں۔ خود فرماتے ہیں۔

مذاہب دے جھگڑے اساں چھوڑ بیٹھے   محبت دا جھگڑا چھڑا کوئی نئیں سگدا

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

ماراں کھاویں مار نہ آویں   بنڑ کھلیں دا کھوڑ تاں توں ہک تھیویں

ہک دے سانگے ہک دے کیتے   ہر دی جتی جوڑ تاں توں ہک تھیویں

اس حقیقت کا زیادہ واضح اظہار اس طرح فرماتے ہیں۔

زمانہ چھان مارا نیک و بد کو غور سے دیکھا

ہر اک شے میں حقیقت کا پتہ معلوم ہوتا ہے

خواجہ محمد یارؒ ایک ایسے محب عاشق ہیں جو بیک وقت درد و فراق، ہجر و وصال، بے قرار و شاد کام یعنی راہ محبت کی تمام منزلوں پر برابر فائز ہیں وہ راہ حقیقت میں کسی ایک

منزل پر نہ ٹھہرے ہیں اور نہ ہی ان کے ہاں کسی منزل کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔ میرے ناقص خیال میں یہ درد و محبت کا ایسا بلند مقام ہے جسے اس راہ کی معراج سمجھنا چاہئے۔ میں اس کی مثال اس طرح پیش کروں گا' فرماتے ہیں۔

عمر گزاریم کھپیدییں جھکنییں سڑدییں بلدییں' ڈکھدییں دکھدییں

یا

دل وچ درد ہزار مدتاں بیت گییاں

اسی مضمون کو زیادہ وضاحت سے اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

ڈکھ درد وچ لاچار ہاں' بے کار زار نزار ہاں
ہر دم تتی بیمار ہاں' گھن آ دوا ایویں ونج تے آ

اب ذرا درد و فراق اور ہجر و بعد میں تڑپنے والے عاشق زار کی کامیابی و کامرانی اور وصال کی شادکامی کا یہ انداز ملاحظہ فرمائیے۔

کنار یار سے نکلا نہیں محمد یار جہاں رہا وہ محمد سے ہمکنار رہا

راقم السطور کے نزدیک خواجہ محمدیارؒ فلسفہ وحدت الوجود کے صرف شارح اور مفسر نہیں ہیں وہ اس کے عملی معلم اور پیکر ہیں' جب وجود ہے ہی ایک تو ظاہر ہے کہ اس کے سوا کا تصور ہی عنقا ہے۔ اب یہی وجود محب بھی ہے محبوب بھی' طالب بھی ہے مطلوب بھی' وہ ظاہری اشکال و اجسام کو وجود حقیقی کے پرتو یا عکس سے قطعاً کچھ اور نہیں سمجھتے یہی وجود ان کے ہاں محمد (قابل تعریف یا لائق حمد) ہے' یوں بھی اگر اس نظریے کو ذرا وسیع پس منظر میں دیکھیں تو تمام اکابر صوفیا کے نزدیک حقیقت محمدیہ ہی وہ حقیقت الحقائق ہے جسے انہوں نے النفس الکائنہ قلم الاعلیٰ نورالانوار اور انسان کامل کے عنوانات سے یاد کیا ہے' فرماتے ہیں۔

اللہ ام وھم بندہ من غیر نمی دانم مسجودم **وافگندہ** من غیر نمی دانم
ہم خالق ومخلوقم ہم رازقِ و مرزوقم مطلوبم جویندہ من غیر نمی دانم
خود ساجد و مسجودم خود عابد و معبودم خود شیخ شنا سندہ من غیر نمی دانم

میں قارئین کی توجہ ایک بظاہر معمولی مگر بڑی اہم بات کی طرف مبذول کراتے ہوئے

بنام خدا انصاف طلب کرتا ہوں۔

"خواجہ محمد یارؒ کی پیدائش نشوونما تعلیم و تربیت تمام تر آبائی علاقے یعنی سابق ریاست بہاولپور کے علاقے میں ہوئی انہوں نے دلی، لکھنؤ یا ملک کے دوسرے بڑے علمی یا فکری مراکز کی شکل بھی نہیں دیکھی لیکن جب وہ مسند وعظ یا دنیائے شعر و ادب میں آتے ہیں تو نہ صرف برصغیر بلکہ عالم اسلام کے جلیل القدر علماء، شعراء اور خطباء کے ساتھ صف بصف نظر آتے ہیں"

سراسر وہی چیز نہیں تو اور کیا ہے؟

یوں تو خواجہ محمد یارؒ دنیائے شعر و ادب میں بالکل الگ اسلوب کے مالک ہیں۔ ان کے ہاں وحدت الوجود پھر اس وجود کے ظہور یا تجلیات کے موارد یعنی سرور عالم ﷺ اہل بیت، صحابہ کرامؓ اولیاء اللہؒ، مدینہ منورہ، بیت اللہ بے کراں مدح و ثنا کے مستحق ہیں۔ زندگی بھر ان کی فکری کدوکاوش انہی موضوعات کے گرد گھومتی رہی ان کے نزدیک یہ مختلف چیزیں نہیں بلکہ ایک حقیقت کے مختلف لباس اور رنگ ہیں۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کے سلسلے میں بھی انہوں نے ذرا مختلف پیرایہ اختیار کیا ہے۔ آج نعت کا انداز تبدیل ہو گیا ہے۔ اس وقت نعت سیرت و کردار اور افکار کے حوالے سے لکھی جا رہی ہے۔ مگر خواجہ محمد یارؒ نے قدیم دبستان فکر میں رہتے ہوئے بھی اپنا راستہ الگ اختیار کیا ہے۔ مثلاً ان کی نعت میں جو آفاقیت، مقام محمدیؐ تک عام انسانی عقل و فہم یا ادراک کی نارسائی اور بے چارگی، عظمت رسالت کے سلسلے میں الفاظ اور خیال کا عجز اور درماندگی، اپنی خودی، کمتری اور نفی پھر ذات اقدس کی تعریف و توصیف کے حوالے سے اپنے احساس اور خودی کا حوالہ ایسا دلکش اور روح پرور انداز ہے کہ انسان اسے کوئی زبان نہیں دے سکتا۔ صرف وجدانی طور پر اس کا لطف لے سکتا ہے۔ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

گرچہ حسان نیستم سحباں نیم   مدح او شیریں کند گفتار را

سرور عالم ﷺ کی ذات گرامی کے حوالے سے حقیقت محمدیہ کی بے کنار عظمتوں کے حضور آپ اپنا مجرا یوں پیش کرتے ہیں۔

حقیقت محمد دی پا کوئی نیں سگدا اتھاں چپ دی جا ہے الا کوئی نیں سگدا

ماوشما تو اپنی جگہ رہے اس ذات اقدس کی شان دیکھئے!

ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر ایہو راز مشکل ڈسا کوئی نیں سگدا

حقیقت الحقائق تک رسائی کی صورت یا راستہ کیا ہے صرف ایک ہی راستہ ہے فرماتے ہیں۔

حقیقت دے پردے پھڑیندے محمد خدا نال ہک تھی الیندے محمد

راقم السطور کے والد گرامی حضرت شاہ مغفور القادری جو خود انتہائی صاحب درد اور صاحب ذوق نظر بزرگ تھے یہ شعر معمولی ترمیم کے ساتھ اس طرح پڑھواتے تھے۔

حقیقت دے پردے کھولیندے محمد خدا نال ہک تھی الیندے محمد

سرورعالم ﷺ کی ذات اقدس سے والہانہ محبت کے سلسلے میں خواجہ محمد یارؒ کے یہ چند اشعار سنائے بغیر رہا نہیں جاتا۔

محمد مصطفیٰ راز خدا دی گال کیا پچھدیں
تھیا حق نال ہک حق دی حقیقت حال کیا پچھدیں
ایندی رفتار توں صدقے ایندی گفتار توں صدقے
ایندے دیدار توں صدقے ایندے خط خال کیا پچھدیں
ایندے اقوال تو صدقے ایندے افعال توں صدقے
ایندے احوال توں صدقے میڈے اعمال کیا پچھدیں
عبودیت کوں رنگ لائیس الوہیت کوں چمکائیس
تے ہر ہر حال ٹھمکائیس مفصل حال کیا پچھدیں

جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ خواجہ محمد یارؒ کا ممدوح محمد ﷺ ہے کیا یہ صرف کسی ایک وجود گرامی کا نام ہے میرے خیال میں خواجہ محمد یارؒ کے نزدیک یہ اسم گرامی حقیقت الحقائق، جان کائنات، روح تخلیق، حسن جہاں، زینت آسمان، فخر لامکاں اور مقصود خلد بریں ہے۔ آپ نے یہ مضمون اپنے مشہور شعر میں یوں ادا فرمایا ہے۔

نیست جز مصطفیٰ مرا درکار ہست در دوجہاں محمدیار

خواجہ محمدیارؒ کو کسی نعت گو شاعر کا باقاعدہ مقلد تو نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ ان کے کلام میں برصغیر میں فاضل بریلوی شاہ احمد رضاخاںؒ ، علامہ محمد اقبالؒ اور پیرمہرعلی شاہ صاحب گولڑوی کی نعتیہ شاعری کا معمولی فرق سے عکس صاف جھلکتا ہے۔ متذکرہ بالا تینوں بزرگ تلوار کی دھار پر چلے ہین اور کمال ہوشیاری سے چلے ہیں۔ جبکہ خواجہ محمدیارؒ جذب و مستی' حدت عشق اور وفور شوق میں کسی حد بندی کے قائل نہیں ہیں۔ مشہور بزرگ حضرت خواجہ غلام فریدؒ جو خواجہ محمدیارؒ کے شیخ طریقت ہیں آپ کے مقتداء قرار دیئے جا سکتے ہیں اگرچہ خواجہ غلام فریدؒ درد و فراق' اور جزوی طور پر وارد ہونے والے دکھ درد کے ایسے علیم النظیر شاعر ہیں جن کی مثال میرے ناقص علم کے مطابق سوائے شاہ عبداللطیف بھٹائی کے برصغیر کی تاریخ میں پیش نہیں کی جا سکتی اور نہ اس سلسلے میں کوئی ان کا ثانی ہے۔

اثرانگیزی اور سخت سے سخت دلوں کو موم کردینے کے اعتبار سے ہمارے دینی ادب میں غالباً" مثنوی مولانا روم سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں ہے۔ بلاشبہ دین اسلام بالخصوص ہادی برحق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات گرامی سے عشق و محبت کے ساتھ والہانہ تعلق کا جو اثاثہ موجود ہے۔ اس میں مثنوی مولانا روم کا بڑا حصہ ہے۔

سخت ناانصافی ہو گی اگر خواجہ محمدیارؒ کے تذکرے میں مثنوی کا ذکر نہ آئے' پیرغلام دستگیر نامی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ خواجہ محمدیارؒ کی درد بھری آواز میں' میں نے مثنوی سنی تو مجھے مثنوی پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ خواجہ محمدیارؒ مثنوی کے اشعار ترنم سے پڑھتے تو جس طرح خود روتے اسی طرح ساری محفل کو رلاتے۔ بعض اوقات گریہ و بکا کی یہ محفلیں ساری ساری رات جاری رہتیں اور جب لوگ ان پاکیزہ محافل سے رخصت ہوتے تو آنسوؤں کی لڑیوں سے اپنے گناہوں کے دفتر دھو کر وہ اپنے آپ کو انتہائی سبک بار محسوس کر رہے ہوتے۔

خواجہ محمدیارؒ کے وعظ و تقریر کا انداز ہو بہو مثنوی کا تھا' حکایات' تمثیل' منظرنگاری' ہنسانا' رلانا' موعظت و عبرت یہ ساری باتیں ساتھ ساتھ چلتیں۔ مگر آپ کے ہر قول و

فعل کا نتیجہ اور خلاصہ ' جز نغمۂ محبت سازم نوانہ دارد' کے مطابق صرف اور صرف ذات سیدالمرسلین ﷺ ہوتی۔

خواجہ محمدیارؒ نے نصف صدی کا طویل عرصہ "پیغام یار" کو عام کرنے میں گزارا' اس دوران ان کے خلاف فتوے جاری ہوئے انہیں بدعتی اور کافر تک کہا جاتا رہا مگر وہ اپنے مشن پر برابر قائم رہے آپ نے زندگی بھر مناظرہ بازی اور بحث و تکرار سے اجتناب کیا۔ میرا احساس ہے کہ برصغیر پر انگریز کی گرفت کے بعد عشق رسولؐ کے جذبے میں کمزوری کے جو آثار پیدا ہو چلے تھے' اسے دوبارہ نئی زندگی عطاء کرنے کے سلسلے میں خواجہ محمدیارؒ کا شمار فاضل بریلوی اور علامہ محمد اقبالؒ کی صفت میں باسانی کیا جا سکتا ہے۔

وہ خود کیا تھے ان کی اپنی زبانی سنئے۔

سب سے ملتا ہوں مگر سب سے جدا رہتا ہوں — وہ حقیقت ہوں جسے عشق کا ناداں سوچے
شیخ کا وہم برہمن کا گماں کیا سمجھے — کیوں مجھے فلسفی خاک بداماں سوچے
نہ ہی مسلم ہوں نہ کافر نہ گدا ہوں نہ خدا — مجھے سوچے تو کوئی سربگریباں سوچے

نہ محمد ہوں نہ احمد نہ ہوں واحد نہ احد
مجھے سوچے تو فقط حیرت حیراں سوچے

میں یہاں پر اس عاشق رسولؐ اور دیدہ ور عالم دین کی عملی زندگی کے بارے میں چند الفاظ عرض کرنا چاہتا ہوں کوئی نظریہ یا فکر کتنی بلند کیوں نہ ہو اگر اس کے پیچھے عمل کی قوت موجود نہ ہو تو وہ لفظی گورکھ دھندے کے سوا کچھ نہیں۔ سرور عالم ﷺ کی ذات اقدس کا سب سے بڑا معجزہ یا کمال یہی ہے کہ آپ نے اپنی تمام پاکیزہ تعلیمات اور افکار کا عملی نمونہ پیش کیا اور اس پر ایک پورے معاشرے یا تاریخ کی تشکیل فرمائی اس کی نظیر مفکرین عالم تو درکنار خود انبیائے کرام کی زندگیوں میں بھی نہیں ملتی' چنانچہ آپ کے صدقے آپ کی امت میں سے جو لوگ مقتدا یا مرجع عقیدت قرار پائے ان کی زندگیاں بھی براہ راست جمال رسالتؐ کا عکس اور پرتو تھیں یہی حب رسولؐ کا تقاضا اور منشا ہے۔ سرور عالم ﷺ کی محبت کا نتیجہ بھی یہی ہے کہ ان پاکیزہ اوصاف اور مکارم کی تبلیغ و ترویج کی جائے' جن پر آپ فائز تھے اس حیثیت سے ہم دیکھتے ہیں تو خواجہ محمدیارؒ کی زندگی

اسوہ رسولؐ کی تصویر تھی، آپ کا بیشتر وقت اللہ اور اس کے رسولؐ کی قیل و قال میں گزرتا، آپ نے زندگی ایک عام فرد کی حیثیت سے بسر کی۔ عام آدمیوں کے دکھ درد میں شریک ہونا، سب لوگوں کو حتی الامکان راضی رکھنے کی کوشش کرنا، اپنے لیے کوئی امتیازی علامت قائم نہ کرنا، اہل بیت اور مشائخ کے خانوادوں کے سامنے اپنی ہستی کو مٹا دینا، اپنی دوستی دشمنی میں صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ تعلق کو معیار بنانا آپ کی ایسی خصوصیات ہیں جنہیں محبت رسولؐ کے بغیر نہیں اپنایا جا سکتا۔

آپ نے زندگی کے آخری دور میں قرآن مجید حفظ کیا، قرآن و حدیث پر ایسا عبور کہ بقول غزالی زمان استاذی سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی اس دور کے علماء کو ایسا عبور بہت کم حاصل ہے"

الغرض سرور عالم ﷺ کی محبت کا یہ پیکر اپنی سیرت و کردار، قد و قامت، بول چال اور نشست و برخاست میں اس سے کہیں بڑا عاشق رسولؐ تھا۔ جتنا وہ اپنے وعظ و تقریر یا شعر و شاعری میں لگتا تھا۔

اللہ تعالیٰ ان کی قبر انور پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے (آمین)

سید محمد فاروق القادری
(ایم۔ اے گولڈ میڈلسٹ)
سجادہ نشین شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خان

فیضانِ فرید

ہنس کے کہا محمدا
میں ہوں محمد عرب!

حضرت قبلہ خواجہ محمد یار فریدیؒ قدس سرہ' صوفیائے کرام کی کہکشاں میں دمکتے ہوئے۔ تابندہ و خیرہ چشم نور کی ایک ایسی کرن ہیں جس کا شرارفسوں سلطان العارفین حضرت قبلہ خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کے شعلے سے پھوٹا۔ تمام صوفیائے کرام و اولیاء عظام کا رخ غار حرا سے پھوٹنے والے چاند کی طرف ہے۔ اسی ماہ دو عالمؐ کا نوران کے افعال و کردار پر منعکس نظر آتا ہے۔ اللہ کے یہ نرالے بندے اپنی خاکستر میں عشق حقیقی کی ایک ایسی چنگاری لے کر دنیا میں آئے جو ابدالاباد تک کڑی ور کڑی یونہی سلگتی رہے گی۔ لو دیتی رہے گی۔ ایک کا سلسلہ دوسرے سے یوں ملتا ہے جیسے دور سے آسمان پر ستاروں کے جھرمٹ بالکل ایک جیسے نظر آتے ہیں لیکن ذرا قریب ہو کر دیکھیں تو ہر ستارا دوسرے سے جدا نظر آتا ہے۔ البتہ سب کا مخزن نور اور ماخذ ظہور ایک ہی ہے۔

حضرت قبلہ خواجہ محمد یار فریدی رحمتہ اللہ علیہ کی ساری زندگی مرشد کی نگاہ فیض کا کرشمہ ہے۔ مرشد کامل ہو تو دل کی دنیا زیر و زبر کر کے رکھ دیتا ہے۔ حضرت قبلہ خواجہ غلام فریدؒ سائیں نے اپنی نگاہ فیض سے جناب خواجہ محمد یار فریدیؒ کو محمد یار فریدی بنا دیا۔

جب آپ فریدی ہوئے تو رمز محبت سے شناسا ہوئے۔ دید مزید کی لذت سے آگاہی ہوئی تو خواجہ محمد یار' محمدؐ کا یار بن گیا۔ محمدؐ نام کا خمار ایسا تھا کہ تزکیہ نفس و معرفت الہیہ کی ساری منزلیں طے کر گئے' اپنے ہی نام سے نسبت کا عصا نکلا جس نے حیات کے چڑھے دریا کو بیچ دھارے میں سے دو لخت کر دیا۔ جہاں وصال محبوب کا حسین سنگم تھا وہیں پر خواجہ محمد یارؒ کو دل کی ہر تمنا کا سراغ مل گیا۔

ہم نام محمد ہوں مداخ محمدؐ بھی
ہاتھوں سے نہ چھوٹے گا دامان محمد کا!

اپنے نام کی معنویت پر کس قدر نازاں ہیں۔۔۔

خطا میری سب سے بڑی تھی مگر!
محمدؐ نے بخشی خطائے محمد!

قدموں میں لوٹ پوٹ ہو کر رسائی حاصل کرنے کی ادا دیکھئے۔ ؎

ہنس کے کہا محمد! میں ہوں محمدؐ عرب
میرا جہاں گزر ہوا تیرا وہاں گزر نہیں

برصغیر کی پوری تاریخ میں صوفیائے کرام نے تبلیغ اسلام کے لیے جو سنہری کارنامے انجام دیئے ہیں انہی کی وجہ سے روح جنیدیؒ وصدائے بلالیؓ کی گونج ہمیشہ کے لیے اس سرزمین پر رہ گئی ہے۔ صوفی شعراء میں تین قدریں مشترک ہوتی ہیں۔

تصوف، تبلیغ اور شاعری

سارے صوفی شعراء نے تبلیغ و تدریس کے لیے شاعری کو ابلاغ و اظہار کا ذریعہ بنایا بلکہ بعض شعراء نے تو کئی کئی زبانوں میں شاعری کی خواجہ محمد یارؒ نے بھی تین زبانوں میں شاعری کی۔

شاعری ایک الہامی کیفیت ہوتی ہے۔ ایک ایسا وجدان جس میں لمحہ بھر کے لیے۔ بندے کی کوئی تار رب سے مل جاتی ہے۔ پھر من کا طنبورہ آپ ہی آپ بجتا رہتا ہے۔ زبان گہر اگلتی ہے اور قلم موتی چنتا رہتا ہے صوفیوں کی شاعری ساری اندر کی شاعری ہے۔ اندر کے ایک خوبصورت سفر کی داستان دل آویز ہے۔

من نمی دانم کجائم کیستم!
در خودی خود فنایم کیستم!
بے نوایم بے نوایم بے نوا
بے نوایاں را نوایم کیستم!

حضرت خواجہ محمد یارؒ قدس سرہ، کی شاعری طلب وصل و طرب وصل کے اندر جذب و کیف دوری و رنجوری۔ رسائی و نارسائی۔ بندگی و زندگی کا ایک خوبصورت گلدستہ ہے۔

دارالشفا میں رہ کے میں بیمار کیوں رہوں
چارہ ہے جب تو میرا تو ناچار کیوں رہوں

شاعری کیا ہے بس ایک مست الست کی سی کیفیت ہے کہ جس طرح کسی دیوانے کے ہاتھ میں نام محمدؐ کا اکتارا آگیا ہے اور زخمی انگلیوں کی پوروں سے نغمے پھوٹ رہے ہوں۔

ہم تو قرآن کے حافظ ہیں پڑھا کرتے ہیں
رخ محبوب! انوکھا ہے یہ قرآں اپنا

خواجہ محمد یارؒ کی شاعری پر اپنے مرشد قبلہ خواجہ پیر سائیں فرید سائیں کی شاعری کا رنگ بھی چڑھا ہوا ہے کیا کیجئے۔ جب مرشد قوس قزح کے سات رنگوں صبغۃ اللہ کا مظہر ہے تو پھر اس کا رنگ، حرف و آہنگ میں کیوں نہ چمکے گا۔

ہر ہک دے وچ ہک دا جلوہ
ہر جا ہک دے دیرے!

حضرت خواجہ غلام فریدؒ فرماتے ہیں۔۔

ہک جلوہ ہر ہر طرف ڈٹھم
سوگوٹھ ڈٹھم سو دیار ڈٹھم

درج ذیل اشعار حضرت خواجہ محمد یارؒ کے ہیں مگر فکری و لسانی ہم آہنگی کی وجہ سے اکثر لوگ انہیں خواجہ غلام فریدؒ سائیں کے اشعار سمجھ لیتے ہیں۔

حقیقت محمد دی پا کوئی نیں سگدا
ایتھاں! چپ دی جا اے الا کوئی نئیں سگدا
مذاہب دے جھگڑے اساں چھوڑ بیٹھے
محبت دا جھگڑا چھڑا کوئی نیں سگدا

حضرت خواجہ محمد یارؒ قدس سرہ، کی سرائیکی شاعری میں حزن و ملال، موسیقیت کا رچاؤ، فکری بالیدگی، دل کی کیفیتوں کا اتار چڑھاؤ، روایتی مٹھاس ایک انمٹ آس اور سوندھی سوندھی مٹی کی باس ہے۔

محمدؐ محمدؐ پکیندیں گزر گئی

احد نال احمد ملیندیں گزر گئی

ان کی شاعری صحرا میں پچھلے پہر و بے پاؤں چلنے والی ہواؤں کی طرح والہانہ اور دل میں اتر جانے والی شاعری ہے۔

سدا جیویں رقیباں وچ تے خوش تھیویں جیباں وچ!
اساڈے وت نصیباں وچ، لکھی ہی نت جدائی سانول
اکھیں دی چوک توں صدقے، کجل دی نوک توں صدقے
تساڈی جھوک توں صدقے، نہ تھندی ہی جدائی سانول

بشریٰ رحمن
31 مارچ 1991ء
"وطن دوست" لاہور

جوابی مراسلہ از پیر طریقت پیر منظور احمد شاہ صاحب (ساہیوال)

محب الفقراء غلام قطب الدین صاحب محمدی فریدی
وعلیکم السلاورحمتہ اللہ وبرکاتہ

جواب میں تاخیر ہو گئی۔ معذرت خواہ ہوں۔

حضرت قبلہؒ کے حالات زندگی شائع کرنے پر ہدیہ تبریک قبول فرمائیں مجھے حضرت علیہ الرحمتہ سے تعارف نہ تھا البتہ آپ کی سرکار دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عقیدت، ذوق و مستی، عشق و محبت کے متعدد واقعات سنے ہوئے ضرور تھے۔ مجھے ایک دوست نے دیوان محمدی پڑھنے کے لیے دیا۔ حسن اتفاق سے پہلا شعر جو نظر پڑا تو یہی تھا۔

بجاتے تھے جو انی عبدہ، کی بنسری ہر دم
خدا کے عرش پر انی انا اللہ بن کے نکلیں گے

آخری مصرعہ کے معانی، مفاہیم، تاویلات کے بحر عمیق میں غوطے کھاتا کھاتا سو گیا۔ ایک عظیم اجتماع میں حضرت کو خطاب کرتے سنا جلسہ سے فارغ ہو کر سیدھے میری طرف تشریف لائے محبت سے گلے لگایا میں نے ہاتھ چومے اور آپ نے بار بار میرا سر چوما اور فرمایا اگر درخت سے انی انا ربک فاخلع نعلیک کی آواز سے درخت کو خدا نہیں کہا جا سکتا تو حضور کی زبان سے انی انا اللّٰہ کے الفاظ سے آپ کو غلط فہمی کیوں ہو گئی۔ آپ تو ہمارے پیارے عزیز ہیں بس آنکھ کھل گئی اور جلد ہی دربار شریف پر حاضری دی۔ ان ہی کی محبت کی دلیل ہے کہ سجادہ نشیں صاحب جب ساہیوال تشریف لاتے ہیں تو ملاقات سے نوازتے ہیں۔ مجھے فرصت نہیں ورنہ تفصیلی مضمون لکھتا۔

دعاگو

ابوالنصر منظور احمد
بانی جامعہ فریدیہ ساہیوال
20-2-75

استدلال بحق شعر

از :- غزالی زمان علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمتہ اللہ علیہ

گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا
پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغا باز نہیں

سلام مسنون، دعا۔

حضرت قبلہ خواجہ محمد یارؒ صاحب کا وہ شعر جو تم نے لکھا ہے، اور اسی جیسی دوسری عبارات (جو مسلم بین الفریقین علماء کی کتابوں میں بکثرت پائی جاتی ہیں) مسئلہ وحدۃ الوجود پر مبنی ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تعینات سے قطع نظر کر کے موجود حقیقی یعنی مابہ الموجودیت حق سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں۔ ہر شے کا یہی حال ہے کہ تعینات کا انتقا ہو جائے تو حقیقت حقہ کے سوا کچھ نہوگا، اس میں نبی غیر نبی حتیٰ کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بھی خصوصیت نہیں، لیکن عامہ خلائق مظاہر ناقصہ ہیں۔ اور اولیائے کرام اپنے مراتب کے لحاظ سے کامل مظہر ہیں، اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ان سے زیادہ مظاہر کمال اور جمیع کائنات سے اکمل و افضل مظہریت حضور سید عالم ﷺ کے لیے حاصل و ثابت ہے۔ اس لیے کہ کمال امور اضافیہ عینی سے ہے۔ دیکھئے خواجہ محمد یارؒ صاحب کے شعر کا مضمون حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں ہے۔ فتوحات مکیہ جلد ثانی ص 167، **انت تحسبه محمد العظیم الشان كما تحسب السراب ماء وهو ماء فى راى العين فاذجئت محمدا لم تجد محمدا وجدت الله فى صورة محمدية رئيته برؤية محمدية**، یعنی تم محمد عظیم الشان ﷺ کو محمد گمان کرتے ہو جیسے کہ تم

سراب کو دور سے دیکھ کر پانی سمجھتے ہو اور وہ ظاہری نظر میں پانی ہی ہے، مگر حقیقتاً" آب نہیں ہے۔ بلکہ سراب ہے۔ اسی طرح جب تم محمد ﷺ کے قریب آؤ گے تو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پاؤ گے، بلکہ صورت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کو پاؤ گے، اور رویتہ محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے۔) اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے کلام میں اسی قسم کا مضمون موجود ہے۔ انتباہ کے ص 92 پر فرماتے ہیں، صورت مرشد کہ ظاہرا" دیدہ میشود مشاہدہ حق سبحانہ، و تعالیٰ است، در پردہ آب و گل و صورت مرشد کہ درخلوت نمودار میشود آں مشاہدہ حق تعالیٰ است بے پردہ آب و گل۔ غور کیجئے صورت مرشد کے دیکھنے کو حق تعالیٰ کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ اور آب و گل یعنی جسمانیت اور بشریت کو محض ایک پردہ قرار دے رہے ہیں۔

آج کے دیوبندی وحدۃ الوجود کے بھی منکر ہیں۔ حالانکہ جن حضرات کو یہ اپنے مشائخ قرار دیتے ہیں وہ اس مسئلہ پر بڑے متشدد اور حریص رہے ہیں۔ دیکھئے انور شاہ صاحب کشمیری اپنی کتاب فیض الباری جلد رابع ص 428، حدیث شریف **فکنت سمعہ الذی یسمع بہ** کے تحت دیوبندیوں کے بیان کردہ معنی کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

قلت و ھذا عدول عن حق الالفاظ لا ن قولہ کنت سمعہ الذی بصیغۃ المتکلم یدل علی انہ لم یبق من المتقرب بالنوافل الا جسدہ و شبحہ و صار المتصرف فیہ الحضرۃ الالھیۃ فحسب وھوالذی عناہ الصوفیۃ بالفناء فی اللہ تعالیٰ ای الانسلاخ عن دواعی نفسہ حتیٰ لایکون المتصرف فیہ الا ھو و فی الحدیث لمعۃ الی وحدۃ الوجود و کان مشائخنا مولعون بتلک المسئلۃ الی زمن الشاہ عبدالعزیز اما انا فلست بمتشدد فیھا۔ انتھی یعنی **کنت** سمعہ الذی کے یہ معنی بیان کرنا کہ بندہ کے کان آنکھ وغیرہ اعضاء حکم الٰہی کی نافرمانی نہیں کرتے، حق الفاظ سے عدول کرنا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے قول کنت سمعہ الذی میں **کنت** صیغہ متکلم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ متقرب بالنوافل یعنی بندہ میں سوائے جسد و صورت کے کوئی چیز باقی ہی نہیں رہی اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ ہی متصرف ہے اور یہی وہ معنی ہیں جن کو حضرات صوفیائے کرام

فنافی اللہ سے تعبیر کرتے ہیں' یعنی بندہ کا دواعی نفس سے بالکل پاک ہو جانا یہاں تک کہ اس بندہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شی قطعاً" متصرف نہ رہے۔ اور حدیث مذکور (فکنت سمعه) میں وحدۃ الوجود کی طرف چمکتا ہوا اشارہ ہے۔ اور ہمارے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے زمانہ تک اس مسئلہ وحدۃ الوجود میں بڑے متشدد اور حریص تھے میں اس کا قائل تو ہوں لیکن متشدد نہیں ہوں' اس عبارت سے مسئلہ وحدۃ الوجود کا اکابر و مشائخ دیوبند کے نزدیک حق ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اب شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت ملاحظہ فرمایئے۔ انتباہ ص 91' پر **لا الہ الا اللّٰہ** کے تحت فرماتے ہیں' نیست ہیچ معبودے و مقصودے و موجودے مگر حق تعالیٰ' مبتدی را ارادہ عوام بگوید نیست ہیچ معبودے' و متوسط را ارادہ خواص بگوید نیست ہیچ مقصودے' و منتہی را ارادہ اخص الخواص بگوید نیست ہیچ موجودے۔ اسی طرح انفاس رحیمیہ میں شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں۔ کفر شریعت دو معبود پنداشتن است' اسی طرح ص 33' پر عبارت ہے۔ خواجہ محمدیار" صاحب پر کفر کا فتویٰ لگانے والے آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے والد ماجد دو موجود حقیقی جاننے کو کفر حقیقی فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد دیو بندیوں کے مسلم بزرگ انور شاہ صاحب کشمیری کی عبارت سے محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کی توثیق سنئے۔ فیض الباری جلد اول ص 174' پر لکھتے ہیں' **اما اهل العلم منهم فاكثرها تتعلق بحث مسائل الصفات وغيرها و نعمت الكشوف هی۔** یعنی حضرات صوفیائے کرام میں سے جو لوگ اہل علم ہیں ان میں سے اکثر حضرات امور النہیہہ میں مسائل ذات و صفات سے تعلق رکھتے ہیں' جیسے شاہ ولی اللہ صاحب اور شیخ اکبر رضی اللہ عنہما۔ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کی توثیق ہمارے جلیل القدر فقہائے کرام نے بھی فرمائی ہے۔ دیکھئے درمختار جلد دوم ص 30 مطبوعہ نو لکشور لاہور میں ہے۔ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ **انه كان رضى الله عنه شيخ الطريقة حالا و علما و امام الحقيقة حقيقتا" واسما و محى رسوما المعارف فعلا و اسما۔** الحاصل خواجہ محمدیار"

صاحب کے اشعار کا مبنی مسئلہ وحدۃ الوجود ہے۔ اگر وحدۃ الوجود کو شرکیہ عقیدہ کہا جائے تو تمام مشائخ دیوبند کافرومشرک قرار پائیں گے کیونکہ وہ سب وحدۃ الوجود پر متشدد ہیں۔ جیسا کہ انور شاہ کشمیری کی عبارت منقولہ بالا سے ثابت ہے۔ پھران اشعار کی بنا پر اگر خواجہ محمدیارؒ صاحب کی تکفیر کی جائے، تو حضرت شیخ اکبر اور شاہ ولی اللہ صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کی عبارت منقولہ بھی بالکل خواجہ صاحب موصوف کی عبارت جیسی ہیں۔ لہٰذا ان دونوں کی تکفیر بھی لازم آتی ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کا مخالفین کے نزدیک مسلم بزرگ ہونا اس قدر واضح ہے کہ اس کے لیے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ اور شیخ اکبر رحمتہ اللہ علیہ کی توثیق انور شاہ صاحب کشمیری اور صاحب درمختار کی عبارتوں سے ظاہر ہے۔ لہٰذا شیخ اکبر علیہ الرحمتہ کی تکفیر انور شاہ صاحب اور صاحب درمختار کی تکفیر کو مستلزم ہوگی، کیونکہ کافر کی تکفیر فرض ہے اور اس کی توثیق حرام بلکہ کفر ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ خواجہ محمدیارؒ صاحب کا دامن اس مسئلہ میں ایسے اکابر امت کے ساتھ وابستہ ہے کہ جن کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب ، تمت بالخیر!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گرچه بے کارم بکردم کار را — صد ہزارا الحمد آں دلدار را

تا ثنا خوانِ محمّد گشته ام — رشک می آید بمن ابرار را

صد ہزاراں الصلوٰۃ والسلام — اے خدا از من رساں سرکار را

آں شہِ کون و مکان و لامکاں — ضامنِ ہر مسلم و کفّار را

دافعِ درد و مصیبت ہائے ما — شافعِ بدکار و بدکردار را

ہم بہ آل و ہم بہ اصحابش تمام — پیرِ چشتی مخزنِ اسرار را

گرچه حسّاں نیستم سحبان نیم — مدح او شیریں کند گفتار را

لب بلب جستم ولیکن لب زدم — چوں بشکلِ غیر دیدم یار را

دیدنم بنگر که با چشمِ سرم
شکلِ حق دیدم محمّد یار را

اے آنکہ نقشِ پائے تو نقشِ جبینِ ما
سوئے تو سجدہ حجتِ اسلام و دینِ ما

ما مستفیضِ احمد و توفیضِ احمدی
اے ابرِ نو بہار، کرم بر زمینِ ما

در دستِ خویش عُروۃُ وثقیٰ گرفتہ ایم
دامانِ یارِ ماست چہ حبلُ المتینِ ما

فارغ ز این و آں شوم ار یک نگہ کنی
قربانِ یک نگاہِ تو ہم آن و این ِما

ساقی و مَے و مُطرب و مَے خانہ و نگار
ایں پنج یار روز و شب آمد قرینِ ما

تنہا شدیم از دو جہان فارغ آمدیم
ہر لحظہ ہر دم است کسے ہم نشینِ ما

کَے پُر شود ز شربتِ دیدارِ آں نگار
جامِ نگاہِ چشمِ خداوندینِ ما

ترس اے فلک شکستن دلہار واندار

بس نازک است ایں دلِ نازک ترینِ ما

ما از سگانِ کوچۂ آں شاہِ صَولتیم

شیرِ ژیاں غلامِ غلامِ کمینِ ما

از بندگانِ حضرتِ سرکارِ نازکیم

سُلطانِ ما جنابِ محمّد معینِ ما

عبدالفرید و فرد و فریدیم از دو کون

اے مردِ راہ نوش زجامِ یقینِ ما

○

السّلام اے سیّد و سالارِ ما السّلام اے سرور و سرکارِ ما

السّلام اے قبلۂ حاجاتِ ما السّلام اے کعبۂ طاعاتِ ما

السّلام اے بادشاہِ کُن فکاں السّلام اے شاہبازِ لامکاں

السّلام اے نور بخش ہر ضمیر السّلام اے طُور بخشِ مستنیر،

السّلام اَے ناقہ خیرُ الرُّسُل ۔۔۔ السَّلام اَے شیر بخشِ جزو وکل

السّلام اَے کعبہ ہر خاص وعام ۔۔۔ السَّلام اَے قبلہ حال ومقام

خوش بگفت آں سید و مولائے ما ۔۔۔ در میانِ مثنوی حالِ شما!

در نیابد حالِ پختہ ہیچ خام ۔۔۔ پس سخن کوتاہ باید والسّلام

السّلام اَے خطِّ توحیدِ خُدا ۔۔۔ السّلام اے شرحِ شانِ مُصطفٰے

الوداع اَے جُرم بخشِ مُجرماں ۔۔۔ الفراق اَے دارِ تو دارُالاماں

الوداع اَے رُوئے تو قرآنِ ما ۔۔۔ الفراق اَے بوئے تو فرقانِ ما

الودع اَے درد وہم درمانِ ما ۔۔۔ الفراق اَے مشکل وآسانِ ما

از برائے مالک کون و مکان ۔۔۔ خواجہ عثمان شہِ ہر انس وجان

از خزان و بادِ آں آزاد باد ۔۔۔ گلشنِ شاہِ فرید آباد باد

میروم بازم بخواں بارِ دگر ۔۔۔ تا کنم خاکِ درت کُحلُ البصر

بُلبُلم گُل کُن مَرا از یک نظر

اَے نگاہِ پاکِ تو اکسیر گر!!

عرضِ حال بدرگاہِ حضرت بندہ نواز قبلۂ عالم سید محمد گیسو دراز رضی اللہ عنہ

اے عارفِ حقیقت و دانائے رازِ ما — شاہنشہِ زمانہ و بندہ نوازِ ما

اے پیر و دستگیر و تواں بخشِ ناتواں — اے حافظِ نشیبِ من و ہم فرازِ ما

من بدکن و پلید و پلیدی شعارِ من — تو پاک و پاکبازِ من و پاک سازِ ما

طے شد رہِ دراز بجذبِ درازِ تو — لطفِ دراز اے شہِ گیسو درازِ ما

من بندۂ فریدم و مولائے من فرید — بنواز بندہ را شہِ بندہ نوازِ ما

ہر چہ دہی بصورتِ حضرت فرید دہ — جز حضرتِ فرید نشد کارسازِ ما

آوردہ ام بدرگہِ پاکِ تو آں شفیع — کز بہرِ نازِ او کرمے بر نیازِ ما

محمودِ حق چراغِ جہاں کعبۂ دلم — ہر لحظہ سوئے قبلۂ رویش نمازِ ما

حمد و ثناء صانعِ مطلق کہ کردہ ست — محرابِ ابروئے تو برائے نمازِ ما

با چشمِ حق نگر نگرد دگر کسے بمن ما — عینِ حقیقت است شئونِ مجازِ ما

گل برگہ ست مخزنِ گل ہائے نو بہار — ما را بس است یک گلِ بندہ نوازِ ما

نامم محمد است و کلامم محمد است — جامِ محمدم بدہ اے چارہ سازِ ما

بدرگاہِ شہِ اجمیر جائے کردہ ام پیدا

کہ برعرشِ خدا من استوائے کردہ ام پیدا

اَلَا یا اہلِ یثرب من بایں چشمِ محمّد بیں!

ز اجمیری محمّد مصطفائے کردہ ام پیدا

کریمے دردمنداں رادوائے کردہ ام پیدا

رحیمے بیکساں راملتکائے کردہ ام پیدا

بچشمِ نرگسیں زحمت زدائے کردہ ام پیدا

شفیعِ ہر کسے رحمت کشائے کردہ ام پیدا

بہر مشکل عجب مشکل کشائے کردہ ام پیدا

کہ محبوبِ خدا نازک ادائے کردہ ام پیدا

حبیبِ ہر سیہ کارے طبیبِ ہر دولدارے

نوائے بے نواظِلّ خدائے کردہ ام پیدا

برائے لادوائے حضرتِ عیسیٰ بحمدِ اللہ

دریں اجمیر یک دارالشفائے کردہ ام پیدا

مکینِ لامکاں عرش آستاں ہردم گلِ خنداں
زبہرِ بلبلِ ایں گُل آشنائے کردہ ام پیدا

○

تاریخِ وصال حضرت خواجہ شاہ محمود صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

برفت از جہاں آہ شیخاً کبیراً
سمیعاً بصیراً بشیراً نذیرا

بدربارِ دُربارِ شاہِ سلیماں
علیماً کلیماً مشیراً وزیرا

مقامِ محمد چو محمود آمد
جہاں حامدش گشت حمداً کثیرا

مقامِ محمد نمرد و نمیرد
کہ حی باذنہٖ سراجاً منیرا

بفردِ فریدی خبر شد شنیدی
کہ محمود تا فاز فوزاً کبیرا

○

تا دلت گشت دلبرِ ما
ساجدِ تست ایں سرِ ما

خاک روبیِ درگہت را
ریشِ مانیز شہپرِ ما

بس کرم کردہ کہ می گفتی ‏ ‏ ‏ ‏ این سگِ ماست بر درِ ما

خاکپائے سگانِ راہت ‏ ‏ ‏ ‏ مشکِ ما نیز عنبرِ ما

بندۂ بندگانِ پاکت ‏ ‏ ‏ ‏ ہست کسریٰ و قیصرِ ما

این چہ گفتی سرم فدایت ‏ ‏ ‏ ‏ در سرِ تُست چوں سرِ ما

از ہوائے رُخت چہ گویم ‏ ‏ ‏ ‏ اے رُخت مہرِ انورِ ما

خوش نشیں اے جہاں غلامت ‏ ‏ ‏ ‏ بر سر و دیدۂ ترِ ما!!

غازۂ روئے ما سجودت ‏ ‏ ‏ ‏ خاکپائے تو افسرِ ما

آں فرید زمانست پیرم ‏ ‏ ‏ ‏ اے خدا ہیں مقدرِ ما

فردم و ہم فریدِ عالم ‏ ‏ ‏ ‏ شاہدِ ماست پیکرِ ما

چوں محمدؐ بگشت یارم

روز و شب ہست در برِ ما

○

خمرِ کہن بخشد بما ‏ ‏ ‏ ‏ جامِ فریدالدینِ ما

شُد خوردنش فرضِ خُدا ‏ ‏ ‏ ‏ در مذہبِ مادینِ ما

در شکلِ شیخِ بانشاں — شد جلوۂ آں بے نشاں
بنگر زچشمِ ما عیاں — اَے منکرِ آئینِ ما
از فقرِ فخرالدّینِ ما — شد جلوۂ شانِ خُدا
ایں جانِ ما بادا فدا — بر فقرِ فخرالدّینِ ما
شانِ خدا شانش بہ بیں — فیضانِ چشمانش بہ بیں
شاہِ جہاں شد بالیقیں — زد پیک پے تمکینِ ما
ہر نقش پائے فردِ ما — مسجُودِ مردانِ خُدا
یک مرد سازد گَردرا — پائے فریدالدّینِ ما
ما از ازل در دیرِ تو — مستغنیئیم از غیرِ تو
دائم خوریم از خیرِ تو — اَے منعمِ دیرینِ ما
آہش زآہِ مصطفٰے — جاہش زجاہِ مصطفٰے
نظرش نگاہِ مصطفٰے — طٰہٰ مایٰسین ما
قدرش گواہِ مصطفٰے — تاجش کُلاہِ مصطفٰے
داند الٰہِ مصطفٰے — تحسین ایں تحسینِ ما

در صورتِ خیرُ الرسل | در سیرۃِ مولائے کُل
در باغِ حق بے مثل گُل | شاہنشہِ مسکینِ ما
اے مطلعِ شمس و قمر، | اے مظہرِ خیرُ البشر
روزے کہ کردی یک نظر | تمکین بشد تلوینِ ما
اَے قبلۂ قدوسیاں | اَے کعبۂ اہلِ جہاں
بہرِ رسولِ مُرسلاں | مطلق بکن تعیینِ ما
دیدم عجب آئینۂ | تختِ خدا در سینۂ
سینا زرِ شکش کینۂ | یعنی شہِ بے کینِ ما
گشتیم ما ہم در بدر | رفتیم ما زیر و زبر
جز سجدۂ ایں پاک در | ہرگز نشد تسکینِ ما
از خدِّ اُو خوباں خجل | از قدِّ او سرواں بگِل
از مدِّ او شدُ مدِّ طفل! | ہیں اَے دِلِ حق بینِ ما
شد خضر و موسیٰ مستِ تو | خواہد خُدا پیوستِ تو
اَے دستِ ما در دستِ تو | اَے خواجۂ تلقینِ ما

گاہے نہ گفتی از کرم　　　اَے گلبنِ باغِ قِدَم

غمگیں مشو با ما چہ غم

اَے بُلبُلِ غمگینِ ما

تاریخِ وِصال حضرت خواجہ شاہ محمّد معین الدّین ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لَقَدْ رَاحَ مَنْ كَانَ شَيْخًا كَرِيمًا

جَلِيلًا جَمِيلًا رَؤُفًا رَحِيمًا

تَفَكَّرْتُ فِي إِرْخِهِ ذَاتَ يَوْمٍ

فَقَالُوا لَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا

۳۷ ــــــ ھ ــــــ ۱۳

کیست آں کو در نظر دارد عیاں صد گنجہا

کیست آں کو ہے زوا ید از دلِ ما رنجہا

گنج بخشِ رنج بخش و شاہ سازِ ہر گدا

کار سازِ بے نوا شاہنشہِ ہر دو سرا

سیّد و مخدومِ ما ثانی علی المرتضیٰ

رہبرِ ہر گمرہ و ہم گمرہاں را مدّعا

دلبرِ ہر دلبر و ہم دلبراں را منتہیٰ

سیرتِ آں مرتضیٰ و صورتِ آں مصطفےٰ

مظہرِ ذاتِ خدا و منظرِ بس دل رُبا

سیّد و مخدومِ ما ثانی علی المرتضیٰ

کعبۂ اہلِ دل و ہم قبلۂ اہلِ صفا

آستاں دارد مگر مسجودِ املاکِ خدا

گر بخواہد مے شود یک دم زمیں مثلِ سما

منکرِ شانِ خدا بنگر بیا با چشمِ ما

سیّد و مخدومِ ما ثانی علی المرتضیٰؓ

جسمِ تو نورِ خدا و روحِ تو نورِ علیٰ

طورِ تو شد جا بجا منظورِ ذاتِ مصطفیٰؐ

زورِ تو شیرِ وغا در زدن تو زورِ خدا

لافتیٰ اِلّا علی در شانِ تو دانم ردا

سیّد و مخدومِ ما ثانی علیؓ المرتضیٰؓ

چشمها دارد ز حشمت ایں سگِ کہف الورٰی

یک نظر بہرِ خدا اے تاجدارِ رہنما

تا شود دردِ دلِ ما از نگاہت کیمیا

گُل شود بُلبُل اگر باشد قبول ایں التجا

سیّدو مخدومِ ما ثانی علیؓ مرتضےٰ

بُلبُلِ باغِ فریدم گرچہ دارم صد خطا

عاشقِ شانِ مجیدم گرچہ دارم نقصہا

عُقدۂ دارم بکار و کارِ من در عقدہا

چشمِ رحمت بر کشا اے گنج بخشِ حق نما

سیّدو مخدومِ ما ثانی علیؓ المرتضےٰ

○

آنانکہ چشم بر رُخِ اللہ وا کنند — واجب بُوَد کہ گوشۂ چشمے بما کنند

محبُوبِ مُطلقیم و برُخ پردہ ہشتہ ایم — باچشمِ پردہ در، رُخِ مارا لقا کنند

ما در خودیٔ خویش خدارا بدیدہ ایم — از خود روندگاں ہمہ خود را خدا کنند

خوباں اگر بصحنِ دلم جلوہ ہا کنند — باآں مکاں مکینِ مرا سجدہ ہا کنند

زخمِ جگر کہ بہ نشود تا ابد مگر — خوباں اگر بہ تیرِ نگاہش دوا کنند

بے جُرم کشتن و بنمازش نیامدن — درکیشِ خویش بندگیٔ کبریا کنند

گاہے بچشمِ مہر نگاہے نہ کردہ اند — عذرِ ندیدن اینکہ ز دیدن حیا کنند

در چشمِ موتِ عاشق و در لب حیاتِ او — در بندگی نگہ ہمہ کارِ خدا کنند

با ظلم خو گرفتن و بے عدل زیستن — جائے نیاز بود مگر نازہا کنند

بینندگان بچشمِ حقیقت شناسِ خویش
نامِ کسے محمدِ خیرُ الوریٰ کنند

○

آمد بدرگہِ تو گنہگار یا فرید — در دستِ نفسِ خویش گرفتار یا فرید

دُور از لطافتے و سراسر کثافتے — ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُکُمْ دار یا فرید

من نابکار و سخت ستمگار یا فرید — تو کارسازِ ہر کس و ستّار یا فرید

من تلخ و تلخ کار و بد اطوار یا فرید — تو قند و قند ساز و شکربار یا فرید

صد رہزن اند در رہ و من ناتوان ترم — از بہرِ بختیار نگہدار یا فرید

از بہرِ قطبِ دین و شہنشاہِ عاشقین — در خیلِ عاشقاں خدا آر یا فرید

از دور در حضور رسیدم بلطفِ تو — الطافِ بے شمار تو درکار یا فرید

دیرینہ بلبلم ز ازل قیدِ دامِ تو — در گلستانِ خویش مرا دار یا فرید

اے کز نگاہِ نازِ تو ناز آفریدہ اند — وز طاقِ ابروئے تو نماز آفریدہ اند

زُلفِ مسلسلت کہ بدورِ تسلسل است — واللہ بس کہ مخزنِ راز آفریدہ اند

ہر چند ایں درازیے راہِ نگارِ ما — حبل المتینِ عشق دراز آفریدہ اند

در شوقِ آں گلم نشد از غنچہ در ظہور
در بُلبُل ایں چہ سوز و گداز آفریدہ اند

○

از قدِ او قدم تراشیدند — از یدِ او کرم تراشیدند

بہر تحریرِ قصۂ حُسنش — از دلِ ما قلم تراشیدند

عشق را چونکہ نیست پایانے — از چہ لوح و قلم تراشیدند

از احد احمد و ز انوارش — ہم عرب ہم عجم تراشیدند

تا شود طوقِ گردنِ عُشّاق — در سر زُلفِ خم تراشیدند

دام کردند از دلم آہے — کہ ازاں درد و غم تراشیدند

بُت پرستیم و بت گرانِ جہاں — بہرِ ما ہر صنم تراشیدند

شوخ چشمے نگر کہ از نگہش — جور و ظلم و ستم تراشیدند

گریۂ چشمِ ماچہ طوفان کرد — کہ ازو بحر و یم تراشیدند
از رُخ ہمچو ماہ و زُلفِ سیاہ — ہر دو دیر و حرم تراشیدند

فردِ وقتیم و از تفرّدِ ما
وحشت و خوف و رَم تراشیدند

اَے فخرِ ہر نبی و ولی یا علی مدد — علّام ہر خفی و جلی یا علی مدد
ہر مشکلے کہ حل نہ شود از تو حل شود — حلّالِ مشکلات کُلّی یا علی مدد
دلہائے اہلِ دل بسجودِ تو شاغل اند — مسجُودِ قلبِ اہلِ دلی یا علی مدد
در ظلِّ لطفِ عامِ تو عالم پناہ یافت — ظلِّ خدائے بے بدلی یا علی مدد
ہر مشکل از تو حل شد و تو حل نمی شوی — مکتوم و مغلق است علی یا علی مدد
لاریب اُمّۃً وسطا ذاتِ پاک تو — در اعتدال معتدلی یا علی مدد
نُورِ خدا بگشت عیاں صُورتِ علی — بے اختلاط آب و گلی یا علی مدد
بوبکر و ہم عمر شدۂ بعد ازاں غنی — صدق و حیا و ہم عدلی یا علی مدد
ایں مدحِ ناتمام زحُسنِ تمامِ تو — آورد بارِ منفعلی یا علی مدد

مدحِ تو مدحِ چشم بود نورِ چشمِ ما ! یعنی کہ دیدِ شانِ علی یا علی مدد

اُمیددارم ارچہ گنہگارم اَے کریم در جُودِ عام پئے عللی یا علی مدد

اَے منتہائے جملہ سلاسل چہ گو ئمت دانائے رازِ جزو و کلی یا علی مدد

من زشت و فعلِ من ہمہ زشت است یا علی من پُر دغل تو بے دغلی یا علی مدد

مولائے ما و لائے تو فرض است بر ہمہ جانانِ سیّدِ رُسُلی یا علی مدد

امداد یا علی مدد اَے مُرتضےٰ علی اَے یا علی علی ولی یا علی مدد

فریاد و زاریم نگر و لطف کن شہا

من بُلبلم تو پاک گلی یا علی مدد

○

بہ بُت خانہ مَرو زاہد مسلماں را کہ می پُرسد

بتاں را گرم بازار ست و یزداں را کہ می پُرسد

زدِل در سے بگو ہم عرض کن حالِ دلِ خود را

کہ ایں جا نزد مستاں کفر و ایماں را کہ می پُرسد

ہمہ تر دامناں سر سبز و باہم عشرتے دارند
توئی خود پاک داماں پاک داماں راکہ می پرسد

ببازارِ ایاز آں شاہ محمودے نمی ارزد
بملکِ کافراں آں شیخ صنعاں راکہ می پرسد

ببزمِ نازنیناں نازبیناں راکہ می پرسد
بخیلِ گل رُخاں بُلبُل غزلخواں راکہ می پرسد

○

جسمہا را جان مولانا فرید — جان را جاناں مولانا فرید
مُعجزِ فرقان مولانا فرید — معنیِ قرآن مولانا فرید
دیدنش دیدارِ حق بالاتفاق — صُورتِ رحمان مولانا فرید
زندگی بخش جہانِ مردگاں — چشمۂ حیوان مولانا فرید
ہر کسے دارد تمنّائے رُخش — یُوسفِ ذیشان مولانا فرید
جنّ و انسان و ملک در روزِ حشر — دست در دامان مولانا فرید
فخر می دارد بفقرش مصطفیٰ — فقر را برھان مولانا فرید

کوچہ اش را گر منیٰ گویم رو است | عارفاں قربان مولٰینا فرید
قطبِ اقطاب ست و غوثِ جزو کل | خاتمِ ہر شان مولٰینا فرید
انبیاء راغبطہٗ از ذاتِ تو | اولیاء حیران مولٰینا فرید
مُصطفٰےؐ از شوق او در گریہ | خسروِ خُوبان مولٰینا فرید
ہر کہ دیدش گفت سبحان الّذی | مظہرِ سُبحان مولٰینا فرید
از آسماں آمد ندا در گوشِ من | ما ہمہ غلمان مولٰینا فرید
چوں علیؑ المرتضٰی دارد یقین | مصطفٰےؐ راجان مولٰینا فرید
ہمچو سُلطان المشائخ بے خلاف | بر ہمہ سُلطان مولٰینا فرید
ذرّہ را می کند خورشید وقت | جنبشِ دامانِ مولٰینا فرید
عاجزم از درکِ کنہش عاجزم | برتر از امکان مولٰینا فرید
کافراں ہم درگہش را ساجد اند | کُفر را ایمان مولٰینا فرید

فردم و عبدُ الفریدم از ازل
بُلبُلِ بستانِ مولٰینا فرید

○

ز دربارِ رسولِ پاکِ ما رُوحُ الامیں آمد

زسرکارِ سلیماں ہُدہُدِ سدرہ نشیں آمد

بچشمِ عاشقاں شکرِ خدا نورِ مبیں آمد

بملکِ دلبری شاہنشہِ جملہ حسیں آمد

امامِ اولیا نورِ خُدا روشن جبیں آمد

بدستِ ما پس از صد التجا حبلُ المتیں آمد

چو پائے بے خطائے غوثِ اعظم برزمیں آمد

زمیں شد آسماں از آسماں صد آفریں آمد

تو ملتاں رقص کن آخر نمی دانی کہ در کویت

حبیبِ کبریا فرزندِ ختم المرسلیں آمد

ورائے عرش جا بودش نمیدانم کجا بودش

ز بہرِ ما تنزّل کردہ بر روئے زمیں آمد

کہ آمد از کہ آمد از کجا ایں نازنیں آمد

کہ از یمنِ قدومش فرشِ ما عرشِ بریں آمد

بلطفِ پاکِ موسیٰ قبلۂ محبوب سُبحانی

بحمد اللہ کہ بر تختِ ولایت صدرِ دیں آمد

برائے چشمِ بینا از مدینہ بر سرِ ملتان

بشکلِ صدرِ دیں خود رحمۃ للعالمین آمد

کریم آمد کریم آمد کریم ابن الکریم آمد

گدایاں مژدہ در ملتان شہِ تاج و نگین آمد

گل و بلبل بہم آمد خزاں را دورِ غم آمد

عرب اندر عجم آمد عجم خلدِ بریں آمد

○

سرو را گردش گردُوں بفرمانِ تو باد

بخت بیدارِ تو گو توسن بیکرانِ تو باد

تو ہمائی و جہاں زیرِ پناہ تو زیند

شعلۂ نارِ غضب بر پرِ دگران تو باد

بوفا غیر خدا مثلِ تو موجود نہ شد
بسخا حاتمِ طائی ز گدایان تو باد

حلقۂ زلفِ تو در گردنِ ثعبانِ تو باد
نقشۂ صورتِ رحمان بقرآنِ تو باد

دی کہ مے دید ز یعقوب شنیدی کہ چہ گفت
یوسفِ گم شدہ در چاہِ زنخدانِ تو باد

بظفر صد چو سکندر ز غلامانِ تو باد
بفقر صد چو خضر بستہ بدامانِ تو باد

مدعایم بدلم کرد بتکرار ظہور
بگلستانِ تو این بلبلِ گویانِ تو باد

تاریخِ وصالِ سلطان العارفین قطب الموحّدین خواجہ شاہ محمّد بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شاہ نازک نازنین چوں پا یزید | بُلبلے بود از گلستانِ فرید
سالِ وصلش خواستم ہاتف بہ گفت | بُلبُل از باغِ فریدالدّین پرید
۱۳۱۹ھ | ۱۳۲۸ھ

○

شہِ کُنتُ کَنزاً ہویدا برآمد | کہ قد جاءَ نورٌ منَ اللہ برآمد
خدا بُد ندانی جُدا شد نخوانی | چہ گویم کہ مشکل معمّا برآمد
چہ خاتم کہ نقشِ نگینش ہو اللہ | چہ خاتم کہ اِنّی اَنَا اللہ برآمد
چہ خوانم عروجش کہ محرم نیم من | دَنیٰ و تدلّیٰ و اَدنیٰ برآمد
ز رازش بعیدم ز نازش شہیدم | نیازش نگر عبد اللہ برآمد
مُحمّد مُحمّد مُحمّد مُحمّد | مُقدّس مُنزّہ مُزکّیٰ برآمد

زِفرشش چہ پُرسی کہ عرش است نامش
بیکفشے بعرشِ مُعلّٰی بر آمد

زاوجِ تنزّہ بفوجِ تشبّہ!
بقصرِ نبوّت شہنشاہ بر آمد

پَے دفعِ ظلمت زِ اقلیمِ وحدت
بشیراً سراجاً منیراً بر آمد

پَے فردِ پر دود آں فردِ عالم
کرم کرد در پردۂ یا بر آمد

○

شاہِ زین العابدین در خطّۂ ملتان رسید
صد ہزار الحمد کاندر جسمِ ملتاں جاں رسید

یا قمیصِ یُوسُفِ مصری بدستِ یک بشیر
بہرِ چشمِ حضرتِ یعقوب در کنعاں رسید

یا زجذبِ خاصِ آں خاتونِ دل درمصرِ ما
از مغاکِ چاہِ زنداں یوسفِ ملتاں رسید

طورِ ملتان نور شو اَے کفرِ مظلم دور شو
تو نمی دانی کہ ابنِ موسیٰ سُبحاں رسید

کفر رو کافور شو ظلمت بیا تو نور شو!
زانکہ زین العابدین از نورِ خود تاباں رسید

خادم ملّت نگر مخدومِ بے علت نگر
غازیِ ذلت نگر باشوکتِ شاہاں رسید

سیّد و سردار ہیں ابنِ نبی مختار ہیں
دلبر و دلدار ہیں چوں آیتِ قرآں رسید

شاہِ زین العابدین چوں شاہِ زین العابدین
شکرِ حق از شامِ خنداں خُرّم و خنداں رسید

من چہ گویم مدحِ ایں فرزندِ ختم المرسلین
بعد عمرے بر سرِ ما رحمتِ رحماں رسید

سیف دیں در مشت او صدرِ دیں بر پشتِ او
چُوں علی مُرتضےٰ شیرِ خُدا عزاں رسید

شاہِ جیلاں آفریں محبوبِ سُبحاں آفریں
لطفِ تو در وقتِ مشکل بہرِ فرزنداں رسید

شاہِ جیلاں المدد محبوبِ سُبحاں المدد
مالکِ احیاء دیں بر دینِ ماطو فاں رسید

صدرِ دیں محبوبِ سُبحاں بدرِ دیں مطلوبِ جاں!
من ہمی دانم کہ از لطفِ تو ایں ساماں رسید

شکرِ ایزد از گلستانِ فریدالدّین ما !
از برائے نعت سید بلبلے گویاں رسید

○

گدا آمد گدا یا فیضِ احمد | سراپا درد ہا یا فیضِ احمد
چو زلفِ تو پریشانست ہر دم | نہ سر دارد نہ پایا فیضِ احمد
محمدؐ طالع و محمُود بختی | توئی شانِ خدا یا فیضِ احمد
سکندر خسرو دارائے جہاندار | بدرگاہ ہست گدا یا فیضِ احمد
چو خضر از عمر برخوردار باشی | قبول آمد دعا یا فیضِ احمد
ہمی دانم کہ با تو عشق دارد | فریدُالدّین مسا یا فیضِ احمد
بشفقت سخت ناچاریم حقّا | بفرمانِ خُدا یا فیضِ احمد

سرے دارم کہ از تو سر نتابد	الیٰ یوم الجزا یا فیض احمد
نمی دانی کہ دارد ایں دلِ من	بکو بیت سجدہا یا فیض احمد
ہمی دانی مرا از مخلصانت	نمی دانی چرا یا فیض احمد
بقولِ دشمناں برگشتی از دوست	وفا کردی دفا یا فیض احمد
نباشد ہیچکس با دوست دشمن	چرا گشتی بما یا فیض احمد
چو دریا پاک دامانی برِ ما	جفایت شد وفا یا فیض احمد
نہ ترسم از جہان واز جہاں دار	خدا دارم خدا یا فیض احمد
ز قہرت سخت لرزانم کہ دانم	کہ ایں قہرِ خدا یا فیض احمد
نمیتوانم کشیدن ایں بلا را	کہ ہستم مبتلا یا فیض احمد
دلے دارم بسے غمگیں کہ دارد	بدل صد کربلا یا فیض احمد
خدارا بر دلِ زارم نگاہے	برائے مرتضیٰ یا فیض احمد
تو فیضِ احمدی بر من بہ بخشا	بجاہِ مصطفےٰ یا فیض احمد
کریم ابن الکریم ابن الکریمی	کرم بر حالِ ما یا فیضِ احمد
بہر کس عشقہا دارد دلِ من	زہر یک خدا یا فیض احمد

چو با دشمن ندارم کینہ من — بتو وارم کجا یا فیض احمد
ترا ہم با من غمگین جفائے — کجا باشد روا یا فیض احمد
بزیرِ بارِ تشدیدت خمیدم — چو دال مدعا یا فیض احمد
نمی دانم چہ گویم عذرِ تقصیر — سراپایم خطا یا فیض احمد
گنہگارم ولیکن بے گنا ہم — خدا دارم گواہ یا فیض احمد
دہاں دارم زباں دارم بفرما — کہ گویم عذر ہا یا فیض احمد
ہمی ترسم ز حکمِ لاتُزَکُّوا — بُرَکِیَّ مَنِ یشاء یا فیض احمد
اگر خواہی حقیقت ہا کماہی — درونِ دل درآیا فیض احمد
بیا اندر دلِ من خانہ کُن — دلے دارم صفا یا فیض احمد
باعدا ہم دعا کُن تا بہ بنید — درونم راز را یا فیض احمد
غلامِ نازکم عبد الفریدم — معینم پیشوا یا فیض احمد
گرفتارم گرفتارم گرفتار — گرفتارِ وفا یا فیض احمد
توئی خود جانشینِ غوثِ اعظم — توئی ماوائے ما یا فیض احمد
توئی مقصودِ ما یا فیض احمد — توئی رازِ خدا یا فیض احمد

تراوانم خلافت را سزاوار　　ترا دانم ترا یا فیض احمد

ترا زیبد کلاہِ پادشاہی　　توئی کہف الوریٰ یا فیض احمد

خلافت را خدا با تو سپرد ست　　خلافت کفر ہا یا فیض احمد

محال آمد ولایت بے ولایت　　کہ ہستی مرتضیٰ یا فیض احمد

ولایت دارم از فیضِ ولایت　　ولیکم بے ریا یا فیض احمد

حسوداں را حسد محجوب کردہ　　چہ گویم ماجرا یا فیض احمد

شدم تیرِ ملامت را نشانہ　　بعشقت سالہا یا فیض احمد

مریضِ لادوایم گر تو ہستی　　دوائے لادوا یا فیض احمد

بفتوائے دلم ہر دم بسُویت　　بود سجدہ روا یا فیض احمد

بگو بہرِ خُدا روزے بالطاف　　محمدؐ یارِ ما یا فیض احمد

گنہگارم نمی دانم پناہے　　بد امانت لکا یا فیض احمد

چو فرد از غیرِ تو فردست اُورا

چرا داری جدا یا فیض احمد

○

محمدؐ مصطفیٰ ثانی ندارد　　ندارد شانِ جسمانی ندارد

بصورت گرچہ انساں می نماید　　مگر نسیانِ انسانی ندارد

ظہورش حادث و ذاتش قدیم است　　چو ممکن لوث امکانی ندارد

بسلطانی مسلّم شد نیازش　　تکبّر ہائے سلطانی ندارد

خدا را بندہ و بندہ نوازے　　خدا دانش خدادانی ندارد

جمالش نصب عین مومنان است　　خیالش نطفہ زانی ندارد

میانِ خالق و مخلوق برزخیست　　عجب شانے کہ پایانی ندارد

بموئے می دہد ملکِ سلیماں　　غلامش میلِ سلطانی ندارد

ز سر تا پا ہمہ نورٌ علیٰ نور　　ازانجا ظلِّ ظلمانی ندارد

کرم کردی الٰہی بر دلِ من　　کہ در یادش پریشانی ندارد

شہنشاہے کہ طغرائش ہو اللہ　　بجز الفقر مہمانی ندارد

فرید وقت فرد ہر زمانست　　بملکِ دلبری ثانی ندارد

بیادِ آں محمدؐ ایں محمدؐ
نہ قصد گر مسلمانی ندارد

حبیبِ کبریا مخدومِ کلیر	دوائے لادوا مخدومِ کلیر
بچشمِ عاشقِ بے پاو بے سر	خداوٗ مصطفےٰ مخدومِ کلیر
اگر خواہی کہ یابی مدّعا را	بگو از دل کہ یا مخدومِ کلیر
برائے مشکلاتِ ہر دو عالم	عجب مشکل کُشا مخدومِ کلیر
علی احمد علاؤالدّین صابر	کرم فرمائے ما مخدومِ کلیر
دلاں را دلربا مخدومِ کلیر	متاعِ بے بہا مخدومِ کلیر
جمالِ مصطفےٰ مخدومِ کلیر	کمالِ مرتضےٰ مخدومِ کلیر

برائے بُلبلِ باغِ فریدی
گُلِ دائم بقا مخدومِ کلیر

○

ایں چہ بدمستم کہ ہشیارم ہنوز	طرفہ بے کارم کہ درکارم ہنوز
گرچہ آزادم گرفتارم ہنوز	شکلِ مظلومم ستمگارم ہنوز
کارسازا کارِ من در خامی است	بندہ ام یعنی خدا دارم ہنوز
چرخ می جوید تمنّائے دلم	گرچہ مقبولم گنہ گارم ہنوز

گہ کنم اقرار و گہ انکار ہم
موسیٰ و فرعون را یارم ہنوز

عاشقِ زخمم نخواہم مرہمے
کربلا ہا را طلب گارم ہنوز

اے کماں ابروئے ما بہرِ خدا
تیر ہا باید جگر دارم ہنوز

حق منم حقّا منم الحق منم
مومنم در زیر زنّارم ہنوز

گُل منم بلبُل منم غلغل منم
در گلستاں سخت منقارم ہنوز

○

نازِ او گوید کہ قربانم بباش
رازِ او گوید کہ نادانم بباش

موئے او گوید پریشانم بباش
روئے او گوید کہ حیرانم بباش

ماہ می گوید کہ جانانم بباش
شاہ می گوید کہ سلطانم بباش

کافراں ہم سجدہ سویت میکنند
کفر می گوید کہ ایمانم بباش

آمدم پیشِ تو با تیغ و کفن
از کرم فرما کہ قُربانم بباش

نورِ چشمِ عارفاں خواہی شُدن
خاکپائے شاہِ شاہانم بباش

گر وطن خواہی بیا اے بیوطن
تا ابد در کوئے جانانم بباش

کفر وایماں رانمی خواہد دلم　　اے خدائے من تو برھانم بباش

عشق می گوید کہ اوّل درد شو　　بعد ازاں شایانِ درمانم بباش

خواندنِ قرآں رالائق نیم　　اَے دِل پُر درد قرآنم بباش

فردم از غیرو فریدیم زحق

گر ہمی دانی زغِلمانم بباش

○

السّلام اے سیّد و مخدوم کلیر السّلام　　السّلام اے دلبرو دلدارِ داور السّلام

السّلام اے آنکہ شد کافر کفر از نورِ تو　　السّلام اے حجت اسلام برتر السّلام

السّلام اے نورِ چشم ذاتِ ختم المرسلین　　السّلام اے جانِ جانِ فاتحِ خیبر السّلام

السّلام اے آنکہ لاریبی تو محبوبِ خدا　　السّلام اے آنکہ سلطانِ برادر السّلام

السّلام اے قاتلِ اعدائے آں ختم الرّسل　　السّلام اے نورِ بازوہائے صفدر السّلام

السّلام اے کشتیِ شاہِ رسل بہرِ اُمم　　السّلام اے بحرِ وحدت راشناور السّلام

السّلام اے روح بخشِ مردگانِ بے خبر　　السّلام اے راحتِ دلہائے مضطر السّلام

السّلام اے نام پاکت درد(٢) و عالم دستگیر　　السّلام اے جامِ پاکت حوضِ کوثر السّلام

السلام اے گلبنِ باغِ فریدالدینِ ما | السلام اے سرِّ قالبِ شیخِ اطہر السلام
السلام اے آنکہ تدبیرِ تو تقدیرِ خدا | السلام اے معنیٔ اللہ اکبر السلام

السلام اے بلبلِ بے پر بدرگاہت مقیم
السلام اے پردہ مرغانِ بے پر السلام

○

اللہ ام و ہم بندہ من غیر نمی دانم | مسجودم و افگندہ من غیر نمی دانم
ہم خالق و مخلوقم ہم رازق و مرزوقم | مطلوبم و جویندہ من غیر نمی دانم
خود ساجد و مسجودم خود عابد و معبودم ✓ | خود شیخ شناسندہ من غیر نمی دانم
از عشق خرابم من معشوق عتابم من | چشمیست چو بینندہ من غیر نمی دانم
در عشق فریدم من جز خویش ندیدم من | بے مثلم و مانندہ من غیر نمی دانم
در راہِ خدا ہستم ہم نیستم و ہستم | ہم مردہ و ہم زندہ من غیر نمی دانم
در دست طریقِ من مر دست فریقین من | با دوست رسانندہ من غیر نمی دانم
ہم یوسف و محبوبم ہم عاشق و یعقوبم | در عشق نہ لغزندہ من غیر نمی دانم
از غیر جدا ایم من خود عین خدا ایم من | امواجم و جوشندہ من غیر نمی دانم

ہم نوحم و طوفانم ہم موسیٰ و عمرانم — ہم احمد زیبندہ من غیر نمی دانم

جبریلم و تنزیلم قُرآنم و ترتیلم — بر خویش فرستندہ من غیر نمی دانم

از لوثِ زمیں پاکم شاہنشہ افلاکم — بر عرش نشینندہ من غیر نمی دانم

مزمار و سرایندہ گویندہ و شنوندہ ✓ — ہم صوفیِ رقصندہ من غیر نمی دانم

من طالعِ مغرورم من صالحِ مسرورم — من رند خروشندہ من غیر نمی دانم

درویشم و دلریشم بے یارم و بے خویشم — در صورتِ چسپندہ من غیر نمی دانم

چوں ابر گہر بارم چوں برق شرر دارم — ہم سوزم و سوزندہ من غیر نمی دانم

از ناز شہیدم من ہم ظلِّ فریدم من — خورشیدم و تابندہ من غیر نمی دانم

فردم بحقیقت من در دم بطریقت من — از حُبِّ نبیؐ زندہ من غیر نمی دانم

مرثیہ و تاریخِ وصال حضرت خواجہ شاہ قطب الدین صاحب غلام فرید ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آں چناں در جہاں پریشانم — کہ نہ بے جانم و نہ با جانم

کیستم اے خدا نمی دانم — نیستم چرخ لیک گردانم

این چه کردی عجب کرم کردی — ناگهاں بُردهٔ دل و جانم

قطبِ دیں حضرتِ غلام فرید — مالکِ ملکِ دین و ایمانم

قبلهٔ گُل رُخانِ ایں عالم — کعبهٔ اولیاء دورانم

در فراقش چه گویمت چونم — که با آتش کباب سوزانم

سالِ وصلش چو خواستم از دل — گفت حیرانم و نمی دانم

هاتفم از زبانِ شیخ بگفت — بشنو از من که ختم پیرانم

لال گشتم و گر نمی گویم
گرچه من بُلبلِ غزل خوانم

○

باجمیر آمدم دلدار دیدم — به عشقش هر کسے سرشار دیدم

زدربارش اگر پرسی زمن پُرس — که ایں دربار را دُر بار دیدم

مُعین الدّین حسن شاهِ دوعالم — مجسّم رحمتِ غفّار دیدم

محیطِ عالم آمد رحمتِ اُو — بهر جا لطفِ اوے در کار دیدم

چه پرسی از مقامِ شیخِ اکبر — مقامش برتر از اذکار دیدم

خداوندِ خداوندانِ عالم ملک را ساجدِ سرکار دیدم
بمعنی مالکِ مُلکِ ولایت بصورت احمدِ مختار دیدم
بجُنبش متفق شیخ و برہمن بیک جا سبحہ و زُنّار دیدم
کریم ابن الکریم ابن الکریمی شفیع المذنبین ستّار دیدم
مجیبِ مستغیثان و غریباں قریبِ غافل و ہشیار دیدم
حبیبے درد منداں را طبیبے رقیبِ بیکس و بیمار دیدم
مظفّر آمدم بر نفس و شیطان چو اجمیری محمّد یار دیدم
گُلِ بُلبُل ہمہ با خار باشد
گُلِ اجمیر را بے خار دیدم

○

بندۂ پروردگارِ نازکم زندۂ از اعتبارِ نازکم
دردمندم دل فگارِ نازکم مستمندم بے قرارِ نازکم
خاکپائے شہ سوارِ نازکم سُرمۂ چشم غبارِ نازکم
خندۂ لب ہائے یارِ نازکم گریۂ شب ہائے تارِ نازکم

شیرِ نر از ہیبتم لرزد ہمے — از سگانِ شیر خوارِ نازکم
دامِ صیّاداں نمی گیرد مرا — آہوم لیکن شکارِ نازکم
یک خس ام اندر شمار کیستم — شکرِ حق اندر شمارِ نازکم
قصہ خوانِ شہر یارِ نازکم — یادگارِ روزگارِ نازکم
فرض شد تعظیمِ من بر عاشقاں — ساکنِ ملکِ دیارِ نازکم
کے بود یارب کہ در چشمم رسد — روز و شب در انتظارِ نازکم
شاہِ شاہانم نمی دانی کہ من — یک غلامِ داغدارِ نازکم
حیرت اندر حیرت اندر حیرتم — موجِ بحرِ بے کنارِ نازکم
قبلۂ دیں کعبۂ اربابِ حق — طاقِ محرابِ مزارِ نازکم
پاکم از لوثِ شکِ فاذ ناس ریب — سایۂ دیوارِ دارِ نازکم
من مُریدِ آں فریدِ ملّتم! — کُشتۂ نازِ نگارِ نازکم
نازکِ ما حیدرِ کرّارِ ما — من کیم من ذوالفقارِ نازکم
کارِ من دائم کشادِ کارھا — در جہاں مختارِ کارِ نازکم
از ہزارانِ فریدم از ازل — تا ابد بر شاخسارِ نازکم

نازک اندازم سپایم نازک است   من نیم خود پردہ دارِ نازکم

بلبلِ مستانہ ام بنگر بمن

گل بداماں از بہارِ نازکم

○

پیرِ منم مرید ہم   قُفل منم کلید ہم

قبلۂ دو جہاں منم   کعبہ حق نشاں منم

بندۂ خواجگاں منم   شاہ منم برید ہم

بر سرِ دار تختِ من   در دلِ نار بختِ من

قاتلِ جانِ سختِ من   تیغ منم شہید ہم

ھادیِ حق نما منم   بندۂ یک خدا منم

دردِ منم دوا منم   فرد منم فرید ہم

گر بعرب محمّدم   مظہرِ ربّ سرمدم

در حدِ خویش بیحدم   احمدم واحید ہم

○

تعالی اللہ کہ در کویش رسیدم
خدا را بیں کہ در شانِ مجیدم

ز قُرب و بُعدِ دلدارم چہ پُرسی
کہ خود را عینِ آں دلدار دیدم

چہا گویم کجا ہستم چہ گشتم
ز خود رفتم بخود بیخود رسیدم

محمّد یار شُد اسرار آں یار
شمیدم ہم بدیدم ہم چشیدم

محمّد بخشتم و ہم قطبِ توحید
مَے میخانہ و ساقی عیدم

وضو باید بخونم عاشقاں را
کہ من از خنجرِ عشقش شہیدم

اسیرے عشقم و سیرے ندارم
نہ سیّارم کہ طیّارم پریدم

کرمہا باید اے ساقی، باقی
جہنّم وار در ھَل مِن مّزیدم

کرمہا یا فریدالدین کرمہا
بہر دم طالبِ ذوقِ جدیدم

نہ بلبل ہستم و نے گل پرستم
مقیّد نیستم مطلق فریدم

○

درد مندم دوا نمی دانم
مستمندم شفا نمی دانم

بندِ زلفت چہ ذو قہا دارد
از کمندش رہا نمی دانم

کار ہادارم وزبے کاری — کردنِ کارھا نمی دانم

مطلق از مطلقم چہا گویم — ابتداء انتہا نمی دانم

آفرین بر علوِ ہمتِ من — مقصد و مدعا نمی دانم

تاکہ من ترکِ آرزو کردم — آرزو التجا نمی دانم

جُز غبارِ رہِ تو اے جاناں — سُرمۂ چشمہا نمی دانم

آنچناں بندہ ام کہ معدومم — خویشتن را خدا نمی دانم

ہر چہ ہستم خدا ہمی داند — در جہاں جُز خدا نمی دانم

مایۂ نازِ من نیازِ من ست — ناز بیں ناز را نمی دانم

یا فریدا ایں چہ کردہ بامن — ہم مرا ہم ترا نمی دانم

فردا از فرد و مرد آزادم
کفر و اسلام را نمی دانم

○

در حضرتِ دلدار رسیدیم رسیدیم
ہر لحظہ دریں شان مجیدیم مجیدیم

فسردیم زِ اَغیار و فریدیم زِ اَنوار

از تیغِ وفادار شہیدیم شہیدیم

شاہنشہِ ہر شاہ و شہنشاہِ جہانیم

چوں بندۂ سرکار فریدیم فریدیم

○

عدیم الفر ہستم غرقِ فریدم | تعالی اللہ کہ در شانِ مجیدم
خدایم مُرشدم نعمَ المرادم | غلامم بندہ ام مخلص فریدم
گدا شاہم نہ افزایم نہ کاہم | نہ آنستم نہ اینم بے ندیدم
رسیدم در مقامِ لِی مَعَ اللہ | غلامِ ہمّتِ نازک فریدم
قلندر نیستم زاہد نیم من | بہ تیغِ نازِ او اکبر شہیدم
فریدیم فریدم از دو عالم | مجرد ہستیم از خود فریدم
فریدُ الہمّتم نازک مزاجم | غلامِ نازکم عبدالفریدم
نہ گل ہستم نہ بلبل فردِ وقتم | خودم خود را بچشمِ خویش دیدم
نمی دانی کہ در مُلکِ تجلّی | بہر جا ہر زماں شانِ جدیدم

فَسُبحَانَ الَّذِیُ اَسریٰ بِعَبدِہٖ زنازکِ نافِ فریدُالدّین رسیدم

مِنَ المَسجِدِ اِلَی الاَقصٰی دویدم

زاحمد تا احد یک دم رسیدم

گمرہم راہ ندانم چہ کنم! جانبِ دوست دوانم چہ کنم

دل کند سجدہ مغاں راہر دم بندۂ پیرِ مغانم چہ کنم

چشم بر راہِ بتاں می دارم محرمِ رازِ بتانم چہ کنم

یار را طرف مقرر نہ بود ہر طرف زاں نگرانم چہ کنم

ساقیا درد بمن بخش کہ من درد و فریاد و فغانم چہ کنم

سجدہ و ساجد و مسجود منم عینِ آں جانِ جہانم چہ کنم

چرخ گردید و نیا بید برش من سیہ پوش ازانم چہ کنم

نہ نبیّم نہ براقے دارم بستہ جسم گرانم چہ کنم

یا فریدا ر تو تغافل داری بے تو گر برق جہانم چہ کنم

گفتمش چارۂ دردم فرما گفت بنگر کہ عیانم چہ کنم

فردم و عبدِ فریدم زِ ازل
گرچہ من شاہِ شہانم چہ کنم

○

من نمیدانم کجایم کیستم
در خودیِ خود فنایم کیستم

لِیْ مَعَ اللّٰہِ است اندر وقتِ من
گر نہ من عینِ خدایم کیستم

مومن و کافر گماں دارد بمن
ہر یکے را مقتدایم کیستم

بندۂ فقرم نمی دارم خدا
مالکِ مُلکِ غنایم کیستم

عاشقم رندِ غریقِ الحیرتم
بندہ ام خود را خدایم کیستم

عشق می نازد بمن در وقتِ من
شاہِ عشقم یا گدایم کیستم

بے نوایم بے نوایم بے نوا
بے نوایاں را نوایم کیستم

خاک راہِ دردمندانم مگر
دردمنداں را دوایم کیستم

سجدۂ من فرض شُد بر جملہ
نقشِ پائے مصطفایم کیستم

فردم و عین الفریدم بالیقیں
نازکم نازک نمایم کیستم

مصطفےٰ دیدم خُدارا یافتم — مبدا و هم منتهی را یافتم

رفتم از خود مدعا را یافتم — در خودیٔ خود خدا را یافتم

هم چو دالِ مدّعا گم گشته ام — گم شدم تا مدّعا را یافتم

خاکِ مارا پیرِ ما اکسیر کرد — در نگاهش کیمیا را یافتم

یا فریدُالدّین محبوبِ خُدا — درد ها داری دوا را یافتم

من غلامِ همتِ خویشم که من — در دلِ خود دلربا را یافتم (نسخه)

خاکِ کوئے مصطفےٰ باید شدن (بپایش) — من بکویش انبیا را یافتم (بکوئے)

مصرعے گفتی که دُر سُفتی تو فرد

مصطفےٰ دیدم خدا را یافتم

○

وجود و واجد و موجود مائیم — شهود و شاهد و مشهُود مائیم

نیاز و نازِ ما بنگر که هر دم — سجود و ساجد و مسجُود مائیم

مُقیّد مطلق و از هر دو مطلق — خُدا و بنده و معبُود مائیم

نمی دانی تو رازِ مدّعا را — دلیلِ و مدعا مقصود مائیم

محمدؐ را چہ پرسی از محمدؐ[ا]

محمدؐ حامد و محمود مائیم

یا فرید از تو بیانے می کنم
بے نشانے را نشانے می کنم

تا کنم مرغِ مدیحت را شکار
تیر را اندر کمانے می کنم

تخمِ مہر و ماہ می کارم بدل
ایں زمیں را آسمانے می کنم

تو کجا ادراکِ عبائے ما کجا
لامکاں را در مکانے می کنم

ذاتِ تو عشقست و عشقِ پاک را
حرزِ جاں حرزِ جہانے می کنم

اسمِ اعظم اسمِ پاکت یا فرید
کیمیا بود و عیانے می کنم

یا فرید و یا فرید و یا فرید
ہر زماں وردِ زبانے می کنم

اے دراز از ذکرِ تو کوتاہ من
نقطہ را داستانے می کنم

چرخ را در چرخ اندازم اگر
عرش را حیرانِ شانے می کنم

من نہ آنم تا بگویم شرحِ تو
خامشی را صد بیانے می کنم

عجز در ادراکِ تو ادراکِ تو
ناتوانی را توانے می کنم

[ا] تخلص نام پاک محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم بروز یکشنبہ ۱۳۵۵ھ در کوٹ مٹھن شریف عطا شد، الحمدللہ علی احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ بقامہ قدس

من ندانم کیستی لیکن شہا — جستجویت ہر زمانے می کنم

می فتد از زینۂ زیرین تو — فکر را برقِ جہانے می کنم

اَے فرید پاک وے بامت بلند — نیستی را نرد بانے می کنم

من کیم تا در رسیم بر بامِ تو — نیستی را امتحانے می کنم

بشنو از نے چوں حکایت میکند — نیستی را مدح خوانے می کنم

از جدائی ہا شکایت می کند — واصلش با جان جانے می کنم

اَے خداوندِ فریدِ بے نیاز — نیستی را ارمغانے می کنم

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف — مصطفٰے را درمیانے می کنم

عقل قربان کُن بہ پیشِ مُصطفٰے — مولوی فرمود آنے می کنم

اے گدایت مالکِ ہر دو جہاں — بر تو قرباں دو جہانے می کنم

اَے فدایت عقل و رباغِ جنوں — مُرغِ دِل را آشیانے می کنم

تا رسد خاکِ درت بر رُوئے من — سجدہ ھا بر آستانے می کنم

کارِ من زشتی و خوبی کارِ تو — تو چنین کُن من چنانے می کنم

عشق کَے دارد نہاں اسرار را — بر سرِ منبر فغانے می کنم

هست لَاخَوفٌ کمالِ عاشقاں ‎ ‎ هر کسے را راز دانے می کنم

رُوئے بُت رُوئے خدا دانستہ ام ‎ ‎ نقل از پیرِ مغانے می کنم

بُت پرستی هست ایمانِ دلم ‎ ‎ کافرم گر خوف جانے می کنم

من شفیعِ خویش بر درگاہِ تو ‎ ‎ فخرِ دیں فخرِ جہانے می کنم

یک نگاہے تا شود کارم تمام ‎ ‎ می شود اکنوں گمانے می کنم

بُلبُلِ آشفتہ بودم گُل شدم

جائے خود در گلستانے می کنم

○

یوسفم در چاہِ کنعاں من بُدم ‎ ‎ نیز یعقوبم کہ گریاں من بُدم

هم زلیخا بودم اندر مصرِ حسن ‎ ‎ هم خریدارِ حسیناں من بُدم

مظہرِ اسرارِ حق لاشک منم ‎ ‎ بر سرِ یر دار رقصاں من بُدم

ساقی و هم جام و هم مینا و مے ‎ ‎ سیّد و سردارِ مستاں من بُدم

در فروغِ مجمعِ قُدّوسیاں ‎ ‎ نازنینِ نازنیناں من بُدم

قطبِ دیں و هم مُعینُ الدّین شدم ‎ ‎ آبروئے مہ جبیناں من بُدم

نازکِ وقتم فریدُ العہتم　　فخرِ عالم فخرِ دوراں من بُدم

نازنین محبوبِ ربّ العالمین　　ہم خدا بخش و خدا داں من بُدم

حضرتِ عاقل محمّد عقلِ کُل　　قاضیِ دیوانِ امکاں من بُدم

پاک بے باکم کہ رندم بے نفاق　　خاکروبِ کوئے رنداں من بدم

فردم از غیرے فریدُالدین خویش
پیش ازیں بُلبُل غزلخواں من بُدم

○

چشم کُشا مُلکِ بقا را بہ بیں!　　در ہمہ جا روئے خدا را بہ بیں

چشمِ خُدا بیں تو خدا را بہ بیں　　در ہمہ جا صورتِ ما را بہ بیں

وہم تو ہر لحظہ خطا می کند　　جملہ یقیں باش خطا را بہ بیں

غیرِ خُدا نیست بملکِ وجود　　اَے دلِ آگاہ خدا را بہ بیں!

رُوئے نگارست بزلفش عیاں　　منّت ایں زلف دوتا را بہ بیں

ابرِ سیاہ پردۂ شمس و ضیا　　ابرِ مبیں شمس و ضیا را بہ بیں

پردہ کجا پردہ نشیں خویش را　　پردۂ خود کرد حیا را بہ بیں

زخم کند شکوہ نمک پاش را — زخم نگر تیرِ دوا را بہ بیں
دست کشا جانبِ ایں نر گدا — دست خدا را و گدا را بہ بیں
من زازل ساجدِ کوئے تو ام — بر رُخِ من داغِ وفا را بہ بیں
فردم و در شکل فرید آمدم — حسن بہ بیں یاری یار را بہ بیں

فردم و در شکلِ فریدم عیاں
چشم کشا حضرتِ ما را بہ بیں

○

درد ہا را دوا فریدُالدّین — دُرد ہا را صفا فریدُالدّین
خاک گشتیم و کامیاب شدیم — خاک را کیمیا فریدُالدّین
ما ہمہ بندگانِ درگاہش — ✓ ہست مولائے ما فریدُالدّین
حلِّ مشکل اگر ہمی خواہی — ہست مشکل کشا فریدُالدّین!
بے نوائی اگر بیا ایں جا — بے نوا را نوا فریدُالدّین
دیدنش دیدنِ رسولُ اللہ — مظہرِ مصطفٰی فریدُالدّین
بے تو روزم بشب ہمی ماند — چشمِ رحمت کشا فریدُالدّین

کافرم گر نہ یادِ تو دارم　　ذکرِ ما فکرِ ما فریدُالدّین

قطبِ اقطاب غوثِ ہر عالم　　مرکزِ دورِ ہا فریدُالدّین

فردم از غیرو مردِ می دانم

غازیِ بے ریا فریدُالدّین

○

منظرِ اَینَما فریدُالدّین　　مظہرِ اِنّما فریدالدّین

متّفق شیخ و برہمن گوید　　ہست غوث الوریٰ فریدالدّین

از حقیقت اگر ہمی پرسی　　عین سرِّ خدا فریدالدّین

از ازل حلقۂ تو در گوش است　　لطف کُن لطف یا فریدالدّین

فرد بودی فرید ما گشتی　　مرحبا مرحبا فریدالدّین

کفر ایماں شود اگر بیند　　آں رُخِ حق نما فریدالدّین

تا شود چشمِ من حقیقت بیں!　　چشمِ رحمت کشا فریدالدّین

خاکپائے سگانِ درگاہت　　سُرمہ چشمِ ما فریدالدّین

من ندانم کہ کیستم لیکن　　جسمِ ما جانِ ما فریدالدّین

واجسبم عین الوجودم بالیقین | فارغم از بندِ آب و قیدِ طین
چرخ می گردد بگردم ہر زماں | قبلہ ام ہم کعبہ صدق و یقیں
خاکیاں در شوقِ من از سالہا | بر سرِ افلاک املاک ایں چنیں
انبیاء و مرسلاں در عشق من | اولیاء از درد در آہ و حنیں
بندہ ام خود را خدائم حیدرتم | گاہ می باشم چناں گاہے چنیں
شرک می سوزد زِ آہِ گرمِ من | کفر می خواند مرا سُلطانِ دیں
آدمِ وقتم نمی دانی مَرا | سجدہ ام فرض است بر روح الامیں
کُنہہِ ذاتم را نمی داند کسے | چشم بکشا جُلوۂ ذاتم بہ بیں
نازنینم ناز می زیبد من | نقش پائم مسجد صد نازنیں
کفر ھا دارم بدل گویم اگر | کفر گوید اِنَّہٗ مِنَ الْکَافِرِیْنَ

فردم از اغیار و یارِ ہر کسم
زانکہ ہستم رحمۃً للعالمین

○

اے سلیماں سرنگوں از شوکتِ طغرائے تو!
طوق دارد شاہِ اسکندر بگردن رائے تو

مالک الملکی یقیں دارم بریں دعوائے تو!
عرشِ رحماں دانم آں فرشے کہ باشد جائے تو

نقشہ ہستیِ تو دارد بدلِ محکم ثبوت
کافرم گر جاہلم از لفظ و ہم معنائے تو

قُم باِذنِ اللہ ہمی گُفتی مسیحا مردہ را
زندگی دارد جہاں از عشوۂ لبہائے تو

عیسیٰ مریم کجا دارد روا اندر ادب!!
بر زمیں باشی و آں بر گنبدِ خضرائے تو

کارِ من از تلخ و ترشیہا کہ دارِ پُر نصیب
دمبدم دارد تمنّائے ہمیں حلوائے تو

لُطف ہا بنمودہٗ الطاف ہا فرمودہٗ
جانرا زمن بر بودہٗ قُربان بریں پروائے تو

دورِ قدحت دائر و مستاں بہ مستی مشتغل!
بُخل دارد بہرِ ما خود دُردیِ صہبائے تو

مرہمے دادی و عیسیٰ را بلطفت شُد شفا
جرحِ ما ہم بہ شود از مرہمِ عیسائے تو

تا ابد باشی چہ شُد گر کردۂ عیشم خراب
بس بود عیشم کہ باشد رُوئے من بر پائے تو

وعدۂ اِمروز را فردا مکُن بہرِ خُدا
جاں بلب دارم ندارم فرصتِ فردائے تو

بُلبُلِ محزوں کہ خار و خارِ غم اندر دلش
نالہ ھا دارد بدل از جُنبشِ سودائے تو

○

الحمد یا فرید غنی شُد گدائے تو!
یعنی کہ نیست در دلِ اُو جز ہوائے تو

نے آرزوئے جنّت وئے اشتہائے حُور

بیگانہ شد ز ہر دو جہاں آشنائے تو

دیدم ترا ؤ غرق بدریائے حیرتم

اَے اِنتہائے منتہیاں ابتدائے تو

بر چشمِ خویش بوسہ زنم گر تواں بود

ہر جا کہ دید دید رُخِ حق نمائے تو

شہبازِ اوجِ قربم و شاہنشہِ جہاں

صلِّ علیٰ چہ رتبۂ ادنیٰ گدائے تو

من یک نیم کہ بستۂ زنجیرِ تو شدم

اَے دلبرانِ جملہ جہاں مبتلائے تو

ہم تو گدائے خویشی و ہم تو خدائے خویش

زاں بے خطا بود ہمہ تیرِ دعائے تو

از لطفِ خوش بہ بلبلِ خوشگو بوقتِ خوش

خوش باش حاصل است ہمہ مدّعائے تو

تاریخِ وصال

حضرت عبدالرحیم شاہ مجاور دربار حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عبدالرحیم شاہ کہ بعد از وصالِ اُو | تصویرِ شیخ بُرد بخود از خیالِ اُو
اے بلبلِ فریدؔ بگو انتقالِ اُو | دل مستِ جامِ عشق فرا بد سالِ اُو

○

بیند ہمہ جا عاشق بیدار ہو اللہ | دلدار ہو اللہ دل آزار ہو اللہ
رمزِ حرم و معدنِ اسرار ہو اللہ | کنزِ کرم و احمد مختار ہو اللہ
بوبکر و عمر قاتلِ کفار ہو اللہ | عثمان و علی حیدرِ کرّار ہو اللہ
ہم مفتی و ہم قاضیِ غدّار ہو اللہ | منصور ہو اللہ رسن و دار ہو اللہ
شد زاہد و باسبحہ ریاکار ہو اللہ | خود برہمن و صاحبِ زُنّار ہو اللہ
عقلِ کل و خوش کار و خوش اطوار ہو اللہ | قاضی بقضا نائبِ سرکار ہو اللہ
محبوبِ خدا بخش خدا یار ہو اللہ | فخرِ دو جہاں سیّدِ ابرار ہو اللہ

خود دار و خود انگار و خدا یار ہو اللہ
در مُلکِ خدا مالک و مختار ہو اللہ

فردست و فریدست ز اغیار ہو اللہ
در لطف مزیدست بہر کار ہو اللہ

ہر غمزدہ را مُونس و غمخوار ہو اللہ
فریاد رسِ ہر دلک زار ہو اللہ

سُلطانِ جہاں نازک ہشیار ہو اللہ
مرہم نہ دردِ دل افگار ہو اللہ

در شکلِ معین شیخ مددگار ہو اللہ
در قطب مبیں مرکزِ دوّار ہو اللہ

در صُورتِ آں یوسفِ بازار ہو اللہ
در شکلِ زلیخائے خریدار ہو اللہ

فردِ زمن و مظہر انوار ہو اللہ

اللہ محمدؐ است و آں یار ہو اللہ

○

ساقی بیار بادہ بماہِ صیام دہ
با صائماں ز بادۂ جاں بخش جام دہ

با پختگانِ خویش کرم ہا نمودہ
با خامگانِ خویش تو آں جامِ خام دہ

انعام بودہ ایم بانعام مست کُن
بالطفِ عامِ خویش بعاماں پیام دہ

با بندگانِ خاصِ تو الطافِ خاص کُن
با بندگانِ عامِ تو جامِ عوام دہ

ما بر بُراقِ ہمتِ عالی نشستہ ایم
بہر خدا بدستِ محبّاں زمام دہ

با مفتیاں زِ حِلّتِ خمرِ طہور گو — با محتسب زِ بادہ پرستاں سلام دِہ

در ماہ سوزہ رونقِ بیت الحرام ہیں — در مسجدِ حرام شراب حرام دِہ

خاکِ درت کہ سجدہ گہِ جملہ اولیا است — کُحل الجواہر است بہر خاص و عام دِہ

در بزمِ عیشِ خویش کہ بے خویش میشوی — اوّل بخویش و بعد بدرویش کام دِہ

مل را بہ رند بخش کُن و گُل بہ بُلبلے

در مُلکِ مُفسداں ہمہ عدل و نظام دِہ

○

تاریخِ ولادت

برخوردار عبدالباری ابن مولانا عبدالباقی صاحب ہمایونی

دلے عالمے را بجرد ند شاد — بتولیدِ مولود فرّخ نژاد

خدایا بعمرش درازی بدہ — علومش چو آں فخر رازی بدہ

الٰہی بایں عبدِ باقی خویش — کرم ہا بفرما ز امید بیش

بہر دم باآں یار غم خوار یاد — چو بُلبُل باآں گُل گرفتار باد

سحر وقت خوش بود رفتم بباغ — خبر شُد کہ آمد بعالم چراغ

۱۳۴۷ھ

بندہ را عینِ خدا بینم بہ چشمانِ کسے

خود خبر را مبتدا دانم بہ برہانِ کسے

خم شد ایں پشت تنم از بارِ احسانِ کسے

بد الف شد لام چوں گیسوئے پیچانِ کسے

سبز شد ایں کشتِ من از ابرِ نیسانِ کسے

بے سبب بارید برمن لطفِ بارانِ کسے

کار لا در ذمۂ چاکِ گریبانِ کسے

کارِ الّامی کند روئے درخشانِ کسے

شد جفا عینِ وفا از لذتِ آنِ کسے

کفر شد ایمان خوشا توحیدِ مستانِ کسے

در معین الدّین بہ بیں تصویرِ قرآنِ کسے

در فریدُالدّین نگر فردیتِ شانِ کسے

تیغِ ابرو تیرِ مژگاں غمزہ جنگ آزما

بہر قتلِ ما چہ ساماں کرد قربانِ کسے

جاں بدہ جاناں بخر از تاجرِ بازارِ او
اے خدا در حیرتم از نرخِ ارزانِ کسے

بر مثالِ حضرتِ یعقوب بعد از عمرہا
چشمِ دل وا شد بہ بوئے پاک دامانِ کسے

دلبرا بہرِ خدا گاہے بیا در کوئے ما
تا بہ بینی زیرِ پایت جان و ایمانِ کسے

ماہِ یوسف مشرقش بد چاہِ کنعانِ کسے
آخر آمد مغربش چاہِ زنخدانِ کسے

درک کنہش بس محال آمد تو اے بلبل مگر
ایں غنیمت داں کہ باشی در گلستانِ کسے

○

چہ گویم مدحت اے شاہِ نظامُ الدّین حقّانی
کہ ہر گز نامدت ثانی، مگر محبوبِ سُبحانی

تو اکرم از کریمانی، تو اعظم غوثِ دورانی
تو اقدم در ہمہ شانی، تعالی اللہ چہ سُلطانی
تو سلطان بر سلاطینی، تو طوفان بر شیاطینی!
تو غُفراں بر مساکینی، بہر شانے خدا شانی
حبیبِ جان و جانانی، طبیبِ درد پنہانی
مجیبِ مستغیثانی، رحیمی نیز رحمانی
جہاں را از تو آبادی، جناں را از رخت شادی
بدہلی ہمچو بغدادی، چو شانِ شاہِ جیلانی
فزوں از چونی و چندی، بروں از قید و پابندی
خدا داں را خداوندی، بری از لوثِ امکانی
نہ از انسی نہ از جانی، نہ از املاک رُوحانی
نہ تحتانی نہ فوقانی، ندانم جُز بہ نادانی
زمنہ حکمیست تا ماہی، جہاں دار و شہنشاہی
عجب محبوب اللّٰہی، عجب مطلوبِ رَبّانی

دلے دارم سیہ خاکے، مریضِ فسق و بے باکے
پلیدے سخت ناپاکے، بلطفش پاک گردانی
تو وارثِ شانِ لولاکی، تو مالکِ عرش و افلاکی
تو بُلبُل زا گُلِ پاکی، تو ہر دم بے خزاں پاکی

○

چہ گویم از عُروجت غوثِ اعظم پیرِ لاثانی
کہ سُبحَانَ الَّذِیْ اَسرٰی عجب محبوبِ سُبحانی
خدا روئی، خدا خوئی، خدا دانی، خدا شانی
خداوندانِ عالم را خداوندی و سُلطانی
تو عبدالقادر و قادر، اُمُورِ حق ز تو صادر
تو قادر بر سرِ غادر، تو غوثِ جنّ و انسانی
تو بازِ اشہبی شیخ شیوخی نورِ رَبّانی
تو ظِلِّ احمدِ مُرسل، پناہِ انسی و جانی

شہودِ شانِ بے چُونی، نمودِ سِرِّ مکنُونی
کلیدِ کنزِ مخزونی، کلیدِ گنجِ پنہانی

توکانِ شانِ محبوبی، توجانِ ابنِ یعقوبی
خدا را خاص مطلوبی، جہاں را دین و ایمانی

دمِ معجز نما داری، خمِ زلفِ دوتا داری
دو عالم مبتلا داری، چو ابرو تیغِ بُرّانی

تو بر شاہاں شہنشاہی، کنی ہر چونکہ میخواہی
تو بر عالم یداللّٰہی، جہاں داری جہانبانی

صفائے مصطفےٰ داری، ضیائے مرتضیٰ داری
قدم بر اولیاؑ داری، تو محی الدّین جیلانی

حبیبِ ذاتِ اللّٰہی، زِ سرِّ خاص آگاہی
بظاہر آمر و ناہی، بباطن آنچہ می دانی

نبی را قُرّۃُ العینی، علی را فخرِ کونینی
تو از بحرینِ حسنینی، تو ہم لؤلؤ و مرجانی

بسوئیم یک نگاہے کن، گدارا پادشاہے کن
مرا اندر پناہے کن، زِ شرِّ نفس و شیطانی

بہارِ باغِ بغدادی، بہ بغداد از تو آبادی
تو بُلبُل را گُلِ شادی، تو ہر گل را گلستانی

○

دلے دارم کہ می دارد نیازے ۔۔۔ بمحبوبِ خُدا خلاق نازے
جبینم سجدھا بارد بہر دم ۔۔۔ بہ نقش پائے مخدومِ حجازے
فقیرِ مکّہ و پیرِ مدینہ ۔۔۔ شہنشاہے مگر نامش ایازے
بدامِ موئے آں خوشخوئے صیدم ۔۔۔ کہ عمرِ اُو چو گیسُویش درازے
نہ در مسجد نہ در دیر است جاہم ۔۔۔ حقیقت گشتہ ام بے امتیازے
چہا گویم کہ چوُنم در غمِ اُو ۔۔۔ بایں دولت شدم سلطانِ رازے
ہمی دارد دلم ہر آن و ہر جا ۔۔۔ بمحرابِ خمِ ابرو نمازے
بملکِ بیخودی رفتم چہ مستم ۔۔۔ کہ می دانم حقیقت را مجازے
گہے فردم گہے عبدالفریدم ۔۔۔ گہے بندہ گہے بندہ نوازے

تاریخِ وصالِ حضرت شاہ محمود صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخِ اُمّتِ مظہرِ شانِ جلی — مشکلاتِ خلق را ہمچوں علی

غوثِ عالم غوثِ اعظم را نشان — چشتیاں را در جہاں حُجّت جلی

آں شہِ محمودِ محمودُ الصّفات — خاکِ پائش بہرِ دلہا صیقلی

مخزنِ اسرار و محبوبِ خدا — بر دلش یکساں نہان و منجلی

رفت از ما آہ و شُد عالم سیہ — سینہ دارم ز دردش ممتلی

فرؔد را گفتم بگو تاریخِ اُو

گفت حاتم شیخِ بے علّت ولی

○

غیاث المستغاث اے قبلۂ ہر باقی و فانی

تو غوثِ اعظمی از بہرِ ماہ و پیرِ پیرانی

امامِ اولیا محبوبِ ذاتِ پاکِ عثمانی

بدورت العجب نبود کہ خواہد قطبِ ربّانی

رسولِ مصطفےٰ نائب بجا سرکارِ لاثانی
بدامانت معلق ہر کسے از انسی و جانی

کریم ابن الکریم ابن الکریم و شاہ شاہانی
گدائے درگہت رامی رسد دعوائے سلطانی

دلے دارم کہ دارد در دلِ خود صد پریشانی
چہ گویم شرحِ دل شرح دلِ ما خوب میدانی

شہ مشکل کشا بہرِ خدا امیدہا دارم
طفیلِ احمدِ مرسل تو نومیدم نگردانی

ز دور آمد بدرگاہت فقیر اے قبلۂ دلہا
چہ باشد گرد را از یک نظر با یار برسانی

غریبم بے نوایم بے سر و پایم بحیرانی
روا باشد کہ عاجز را تو از درگاہِ خود رانی

رسولِ ما ترا محرم رسل نمود از بہرِ ما ایں جا
کہ در ہندوستاں از بہرِ دردِ ما تو درمانی

بدست ظالمے افتادہ ام درماندہ ام دردا

چہ کاہد گر مرا از ظلم او شاہا تو برہانی

بکن ظلام مارا عدل کیش و یا زبخش کن

کہ ناہنجار دارد طبع فرعونی وہامانی

غم امروز و فردا را بروں کن از دلم شاہا

فراغ دل عطا کن از برائے ذکر ربانی

توائے بلبل چہ غلغل می کنی در حضرت گلہا

نمی دانی نزاکت ھائے محبوبان سبحانی

○

خطاب حضرت نوبہار ملتانی رحمۃ اللہ علیہ از عالم برزخ بسوئے بلبل

فرید باصفا ہستی | محمد مصطفےٰ ہستی | چہا گویم چہا ہستی

خدا ہستی خدا ہستی

کجا بودی کجا ہستی | چرا بودی چرا ہستی | بجسنت مبتلا ہستی

بلا اندر بلا، ہستی

بہارِ حُسنِ خوشیم من
نگارِ نازکیشم من
نہ کم ہستم نہ بیشم من
نگر گر چشم وا ہستی

بہ بین بلبل تو ایں گل را
بجواز جزو تو کل را
بخور از مشربم مُل را
تو مار ادلربا ہستی

○

کعبہ ام نقشِ کفِ پائے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم
قبلہ ام کوئے مُصفّائے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

ہر کسے دارد تمنّائے دگر
دین وایمانم تمنّائے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

فارغم کردی ز دنیا و ز دیں
شاد باش اے پاک سودائے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

از مقامِ مصطفیٰ پُرسی اگر
بر سرِ عرشِ خدا پائے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

در ید اللہ ست دستِ مصطفیٰ
قل ہو اللہ ست طغرائے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

منکران مشربِ توحیدِ حق
غافلند از لا و الّائے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

در خدا و مصطفیٰ دانند فرق
برقہا بر فرقِ اعدائے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

در احد احمد نگر تا حل شود
عقدۂ میمِ معمائے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

از ازل من بلبلِ مستانہ ام
بر گلِ حسنِ دلآرائے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

○

ہر چہ کردی ہمہ وفا کردی!
بنگر اے دلبر اچھا کردی

اے نمک پاشِ زخمِ عشّاقاں
زخمِ دل را عجب دوا کردی

اے خداوندِ جملہ محبوباں
با محبّاں چہ لطف ہا کردی

از محبّاں نیاز و ناز از تو
حقِ نازت شہا ادا کردی

نائبِ غوثِ اعظمے یعنی
در جہاں ختمِ اولیا کردی

منِ بے دل چہ حالِ دل گویم
قلب را خانۂ خدا کردی

محمّد کہ با محمّد خویش
ہر چہ کردی ہمہ وفا کردی

○

ہ : باقسمیہ است ۔

خط

بجانب مولانا محمّد ابراہیم صاحب ساکن گڑھی یٰسین ضلع سکھر

بخدمت حضرتِ عالی مقامے
امامے حجّتِ ہر خاص و عامے

قسیمِ حوضِ کوثر را غلامے
یقیناً عاشقِ خیرُالانامے

بطورِ قبر حق را ہمکلامے
بنورِ احمدی خُلّت مقامے

خلیلِ وقت و ابراہیم نامے
کلیمے حافظِ خیرالکلامے

صبا برخیز و باصد احترامے
بوقتِ سجدہ گو از ما سلامے

پس از تسلیم و ہم تعظیم بسیار
بکن مطلوبِ ما را صاف اظہار

بعُرسِ گنج بخشِ فیضِ عالَم
رسم یا نہ رسُول اللہ اعلم

بلاہور و بسرہند و بہ کلیر!
بپائے سر رَوَم اَللہُ اکبر!

بعزمِ ایں دلِ مضطر چو دیدم
یقیں آمد کہ در کلیر رسیدم

ز مخدومِ علی احمد نگاہے
گدا را می کند یک پادشاہے

بحمد اللہ کہ در کلیر رسیدم
بحمد اللہ بدیدم ہرچہ دیدم

شہنشاہے حبیبِ کبریائے — طبیبے دردمنداں را دوائے

تعالی اللہ بچشمِ دلربائے — کند نا آشنا را آشنائے

اگر خواہد خدائے ذوالجلالے — دہد ما و شمارا اتّصالے

بسوئے روضۂ کلیرؒ دویدم — رسیدم ہم بدیدم ہم خمیدم

برآور مقصدِ دل را خدایا — طفیلِ احمدِ خیرالورایا

بمولانا محمد قاسم از ما — رسد صد ہا سلامے پر تولّا

محمد یارؔ بس کن ایں کلامے

کلامے را بود آخر ختامے

سیّد و سالارِ سلطاں الصّلوٰۃ والسّلام

بادشاہِ جنّ و انساں الصلوٰۃ والسّلام

قبلۂ قلبِ مریداں الصّلوٰۃ والسّلام

کعبۂ جانِ غریباں الصّلوٰۃ والسّلام

کام بخشِ نامراداں الصّلوٰۃ والسّلام

جام بخشِ رندشاداں الصّلوٰۃ والسّلام

دستگیرِ دستگیراں الصّلوٰۃ والسّلام

مقتدائے جملہ پیراں الصّلوٰۃ والسّلام

جرم بخشِ جرم کاراں الصّلوٰۃ والسّلام

عذر خواہِ خاکساراں الصّلوٰۃ والسّلام

مسجدِ روشن ضمیراں الصّلوٰۃ والسّلام

معبدِ سرکارِ میراں الصّلوٰۃ والسّلام

منظرِ حسنِ الٰہی الصّلوٰۃ والسّلام

مظہرِ ذاتِ کماہی الصّلوٰۃ والسّلام

خاک پایت سرمہ جاں الصّلوٰۃ والسّلام

گردِ راہت جان وایماں الصّلوٰۃ والسّلام

از محمّد بندہ تو الصلوٰۃ والسّلام

مجرمِ شرمندہ تو الصلوٰۃ والسّلام

اے آنکہ ہوائے تو سلمانیٔ ما
دعوٰے شناس تُست نادانیٔ ما

عمریست کہ در راہِ طلب می پوئیم
پوئید نعما دلیلِ نادانیٔ ما

مُشرک بودیم تا طلبگار بودیم
مطلوب شدیم وشُد پشیمانیٔ ما

ہر لحظہ بجدِ خویشتن مشغولیم
الحمد لنا ببیں خُدادانیٔ ما

تا بندہ سلطانِ مشائخ شدہ ایم
بر خضر و سکندر ہست سُلطانیٔ ما

محبُوبِ خدا فرید و فرد از ہمہ کون
دانستنِ اُو کمال انسانیٔ ما

شاہنشاہِ وقت خویشتن و تصویرِ خُدا
تفسیرِ محمّد ست لاثانیٔ ما

خود حامد و خود حمد و محمّد مائیم
حیرانیٔ ما خوش است حیرانیٔ ما

چرا آمد ندانم بے نیاز اندر نیاز ایں جا

حقیقت راہمی بینم عیاں شکلِ مجاز ایں جا

عجب دیدم تماشائے بدرگاہِ فریدالدّین

ولی ایں جانبی ایں جا خدائے کارساز ایں جا

یکے بینم خدا و مُصطفٰے را فاش می گویم

کہ بیروں رفتہ ام ز اقلیمِ فرق و امتیاز ایں جا

گہے مولاستم گاہے غلامم مستیم بنگر

گہے چوں شاہِ محمُودم گہے مثلِ اَیاز ایں جا

ہماں راز یکہ اندر دل نہاں می داشتم آخر

بگفتم بر سرِ ممبر بہ پیشِ اہلِ راز ایں جا

کشادِ کار اگر خواہی نیاز اندر نیاز افزا

کہ شاہنشاہِ ناز آمد بتصویرِ نیاز ایں جا

زوَالیلِ اذا یغشٰی چہ پُرسی از منِ ناداں

نگنجد در بیانِ طُولائی زلفِ دراز ایں جا

مپرس از ایں محمدؐ رازھائے آں محمدؐ را
گہے مسجود و گاہے ساجد خود در نماز ایں جا

شہِ ملکِ قضا ایں جا حبیبِ کبریا ایں جا!
معین و قطبِ دیں ایں جا فریدؒ و فخر و ناز ایں جا

علاجِ لاعلاج ایں جا شہِ نازک مزاج ایں جا
کریم ابن الکریم و مخزنِ توحید و راز ایں جا

بیا در کوٹ مٹھن تا رُخِ خیر الوریٰ بینی
کہ در شکلِ فرید آمد شہنشاہِ حجاز ایں جا

چہ گویم شان شاہِ فیض احمد رانمیدانی
کہ شاہنشاہِ خوباں پاکداماں پاکباز ایں جا

○

اے آنکہ نازھائے تو شرحِ نیازِ ما
قربان کبر و نازِ تو صدھا نمازِ ما

اندر خمِ دو ابروئے یار استقامت است

تیرِ حقیقت است کمانِ مجازِ ما

محمُود غزنوی کہ شہنشاہِ وقت بود

عشقش گرفت وگشت غلامِ ایازِ ما

خاکِ رہِ حبیب طبیبِ دو چشمِ ما است

کُحلُ الجواہر است غُبارِ حجازِ ما

○

دی در تلاشِ دل شدم و دل رُبا بگفت

دلہا معلّق اند بزلفِ درازِ ما

از بہر دیدنِ تو حریص است دیدہ ام

اے دیدنِ تو مایۂ صد حرص و آزِ ما

مومن چو کافر است بفتوائے کفرِ من

از جملہ عالم است ہمیں امتیازِ ما

تو محض مہر و رحمت و ما پُرخطا و جُرم

اَے طالبِ گناہِ من و عشقبازِ ما

آں طاق ابروئے تو کز ابروئے تُست

محرابِ را مسجد است برائے نمازِ ما

نامم محمدؐ است تو بخشندۂ بمن

جامم بہ بخش ساقیٔ بندہ نوازِ ما

○

شورِ دوران است کارِ یارِ ما — گُل بدامانست خارِ یارِ ما

ہر حسیں را مُبتلا دارد ہمی — جانِ خوباں شُد نثارِ یارِ ما

ما فقط در انتظارِ اُو نئیم — ہر کسے در انتظارِ یارِ ما

خاکپایش غازۂ رُوئے بتاں — سُرمۂ ایشاں غبارِ یارِ ما

چشم بکشا تا بہ بینی العیاں — جلوہ ہائے بیشمارِ یارِ ما

یارِ ما گش بے کنار آمد ولے — جائے ما اندر کنارِ یارِ ما

مستحق دارِ یار آمد سرم — تختِ عشاق است دارِ یارِ ما

نادر عشقیان

از مقامِ آں فریدالدّین مپرس — بس بلند آمد منارِ یارِ ما

از محمد بخش میدارد اُمید — ایں محمّد یادگارِ یارِ ما

باخدا گوید محمّد بخش کن! — ایں گناہِ بے شمارِ یارِ ما

ہست مقبول محمّد مصطفیٰ

ایں محمّد یار یارِ یارِ ما

○

در خمِ ابرو خمیدن آرزوست — سجدہ ہا را آفریدن آرزوست

سالہا در پردہ ہایت دیدہ ام — یک زماں بے پردہ دیدن آرزوست

عمرہا در خاک وخوں غلطیدہ ام — سوئے افلاکم پریدن آرزوست

یا الٰہی گر رسم در کوئے اُو — خاکِ کویش را چشیدن آرزوست

دیدہ ام صد بار آں دلدار را — دیگرم صد بار دیدن آرزوست

اے گلستانِ فریدالدّین ما — در چمن ہایت چمیدن آرزوست

آرزویم را نگر شوقم بہ بیں — در مقامِ او رسیدن آرزوست

خارِ عشقش را بہ بیں گوید بمن — در دلت ہر دم خلیدن آرزوست

تا محمّد را محمّد دیدہ ام

زیرِ پائش آرمیدن آرزوست

بسرِ سگت کہ سرم از دگرے خبرے نشُد
بسگِ درت کہ سگ ترا بدگرے درے گزرے نشد

بہ تمثلِ تو کہ در زمیں بہ مثالِ تو بشرے نشُد
بہ تجلّی تو کہ در فلک بجمال تو قمرے نشد

بطلب اگر چہ دویدہ ام بغبار تو نہ رسیدہ ام
بکمان تو چہ خمیدہ ام کہ ہلالِ من بدرے نشد

بجبین تُست یمینِ من کہ زمین تُست جبینِ من
بہ تو سجدہ حجتِ دینِ من چہ شد ار ترا اثرے نشد

ہمہ عمر رفت بجستجو شدہ سالہا است بہ گفتگو
تو گہے نہ گفتی کہ اے عدو ہنرِ ترا قدرے نشد

نہ جنوں کہ با تو ترش شوم نہ سکوں کہ گنگ و خمش شوم

نہ فنون کہ شاغل و خوش شوم من از تو یک نظرے نشُد

بہ نمودِ تُست نمودِ من بوجودِ تست وجودِ من!

بشہودِ تست شہودِ من ز حقیقتم خبرے نشُد

نہ تو آں کسی کہ بمن رسی نہ من آں کسم کہ بتو رسم

چہ کنم صنم بتلاشِ تو بوطن ز من سفرے نشُد

زِ خیالِ غیر تو رستہ ام دلِ خویش را بتو بستہ ام

بغمِ فراقِ تو خستہ ام کرم تو چارہ گرے نشُد

بہ بطونِ محمدؐ امجدم بظہورِ صورتِ احمدم

بجز از نثارِ محمدؐم بدلم دگر خطرے نشُد

○

بد قبلۂ جاں صورتِ زیبائے محمدؐ — شُد کعبۂ دل نقشِ کفِ پائے محمدؐ

حیران کُن ہر فلسفی و عقلِ کُل آمد — ممکن نہ بود حلِّ معمّائے محمدؐ

از اسم و صفت درگزر دسرِّ خدا ایں — از ذاتِ خُدا بود تجلائے محمدؐ

سر گوئی برو ترک تو کردن بود آساں　　مشکل بود ایں ترک تمنّائے محمدؐ

مقصود ز کونین بُد ایں نقشِ محمد　　نقّاشِ ازل بود سراپائے محمدؐ

شُد نفی وجودم ہمہ از لائی محمدؐ　　اثبات من از رحمت الائے محمدؐ

از قامت او ہست قیامت بقیامتہ　　قربان بقیامِ قد بالائے محمد

از حُسنِ محمدؐ چہ تواں گفت محمدؐ

خود حُسنِ ازل بود تماشائے محمدؐ

○

دردمندیم و درد ملّتِ ماست　　درد دلدار دین و دولتِ ماست

ننگ و ناموس رانمی خواہم　　ذلّتِ کوئے دوست عزۃ ماست

زخم بر زخم بآئید م ہر دم　　مرہم زخم ما جراحت ماست

فاعلِ فعل چوں ہو اللہ است　　ایں دلیلِ کمال عصمت ماست

ہست مسجودِ ما محمدؐ ما!

سجدہ در گہش عبادتِ ماست

اے آنکہ بجز دردِ تو درمان نباشد
جز کفرِ سرِ زلفِ تو ایمان نباشد

شیطان بود آنکس کہ کند منعِ سجودت
انکارِ تو جز در دلِ شیطان نباشد

سلطان نشد آنکس کہ گدائے تو نباشد
بے گریۂ درگاہِ تو سلطان نباشد

در مذہبِ ما کفر بود غیرِ تو دیدن
بینندۂ غیرے تو مسلمان نباشد

الحمد کہ با فردِ فرید است خطابم
آں گوہرِ پاکست کہ در کان نباشد

مثلِ او محال است مثالِ او یقیناً
در بلخ و بخارا و بدخشان نباشد

از راہِ تعین گذرے کرد باطلاق
مدحش نتواں کرد کہ امکان نباشد

دی یوسفِ کنعان ہمی دید و ہمی گفت
کس نیست کہ از حسنِ او حیران نباشد

محمود محمد شدہ محمود محمد
حمد لیست کہ در طاقتِ انساں نباشد

○

اے آنکہ شرحِ نازِ تو طرحِ نیازِ ما
رازِ حقیقتِ تو ظہورِ مجازِ ما

در پردہ و پردۂ ما را دریدہ
بے پردہ باش تا نگری سوز و سازِ ما

سلطانِ غزنوی کہ تسلط تمام داشت
بد بندۂ فگندۂ بپائے ایازِ ما

عالَم غبارِ تست زِ زلفِ درازِ تو قربانِ تارِ زُلفِ تو عُمرِ درازِ ما

در بستہؔ و جملہ جہاں را شکستہ اے بستۂ تو ہم عجم و ہم حجازِ ما

در پنج وقت جانبِ کعبہ است سجدہ در ہر زماں بہ سوئے محمدؐ نمازِ ما

مدحِ محمدؐ عربی شانِ ما شدہ است

جانِ محمدؐ است محمّد نوازِ ما

○

الحمد یا فرید کہ نعمت تمام شُد

یعنی اسیرِ زلفِ تو ہر خاص و عام شُد

فیضِ تو دیدہ ایم کہ عالم فرا گرفت

لطفت شنیدہ ایم کہ ہر صبح و شام شُد

فیضِ فرید قطبِ جہاں کعبۂ شہُود

از فیضِ یک نگاہِ تو شیخ و امام شُد

در خورد سالگی و یتیمی بلطفِ تو

دُرِّ یتیم گشت و محمّد مقام شُد

عمرش دراز و قدرِ رفیعش فراز باد
مقبول شُد دعا که اجابت غلام شُد

حلاّلِ مشکلاتِ جہاں فیضِ احمد ست
از فقر نام صاحبِ نظم و نظام شُد

شاہِ جہاں محُمّد صادق کریم وقت
صدقش نگر کہ بندۂ و پیر و غلام شُد

در بندگیش شاہیٔ مضمر بدیدہ ایم
شاہنشہ است گرچہ بظاہر غلام شُد

عمرش چو خضر باشد و شوکت سکندری
ایّامِ کامراں بکامش مدام شُد

عمّ نبی بمرقدِ پاکت کہ در جہاں
فرزندِ تو چو طفلِ خدا نیک نام شُد

من بندۂ محُمّد پاکم زصدقِ دل
مولائے من محُمّد خیرالانام شُد

من بندۂ کمینۂ نُورِ محمّدم | مستِ مئے شبینۂ نُورِ محمّدم

شیر ژیاں ز رعبِ من آید بلرزہ | من یک سگِ کمینۂ نُورِ محمّدم

تلوین برفت و صاحبِ تمکین گشتہ ام | لذت چشِ سکینۂ نُورِ محمّدم

پاکم ز اسم و رسم مُبرّا ز کین و خشم | پیوستہ زیرِ سینۂ نُورِ محمّدم

عقل کُل ام کہ بندۂ عاقل محمُّدم | جا کردہ در مدینۂ نُورِ محمّدم

چوں ذوالفقارِ حیدرِ کرّار ہر دمے | قتّالِ اہلِ کینۂ نُورِ محمّدم

دریائے بے کنار گر امواج میزند | من ساکنِ سفینۂ نُورِ محمّدم

من عاقلم کہ دست بداماں عاقلم | دیوانۂ حسینۂ نُورِ محمّدم

ایں سینۂ من است کہ گوید بہر کسے | تنور آتشینۂ نُورِ محمّدم

شُد سالہا کہ بر درِ پاکش نشستہ ام | اُمید بر خزینۂ نُورِ محمّدم

نامم محمّد است پناہم بہر دو کوں
منقوش در نگینۂ نُورِ محمّدم

○

زندگی بے یار پُر خارے بود | زندگی با یار گلزارے بود

گر نباشد یاری روح القدس عیسٰیِ مریم چو بیمارے بود

عشق چوں در خشم می آید گہے شیخِ صنعاں زیرِ زنّارے بود

ہست بے رنگی مقامِ آشتی موسٰی، فرعون را یارے بود

بر سرِ دار خدا منصور دار ہر کہ او بر دار سردارے بود

گر نہ ابراہیم وقتی دم مزن مدّعی نمرودِ فی النّارے بود

گر نہ مسجودش محمّد مصطفٰے است

ایں محمّد یارِ غدّارے بود

○

جاں دادہ ایم و حضرتِ جاناں گرفتہ ایم

یوسف گرفتہ ایم و چہ ارزاں گرفتہ ایم

خاکِ درِ حبیب ز یزداں گرفتہ ایم

بختے نگر کہ تختِ سلیماں گرفتہ ایم

چیزے گرفتہ ایم و پشیزے ندادہ ایم

بازورِ عشقِ احمد فاراں گرفتہ ایم

شاہنشاہیم و مُلک خُدا ملکِ ماشد ست
ما ملک را بفقرِ فقیراں گرفتہ ایم

سلطاں نخوئیم و تکبّر ردائے ماست
ایں کبرِ از تکبّرِ یزداں گرفتہ ایم

اندر خودیٔ خویش خدا را بدیدہ ایم
ایں دیدن از شمیدنِ خوباں گرفتہ ایم

دردِ محمّدیم و محمّد طبیبِ ماست
بہرِ دوائے درد چہ درماں گرفتہ ایم

○

ما سلطنت بگو چہ جاناں فروختیم | مورِ حقیر را بسلیماں فروختیم
ما وصلِ یارِ خویش بہ ہجراں فروختیم | یوسف فروختیم و چہ ارزاں فروختیم
در بندگیٔ پیرِ مغاں پیر گشتہ ایم | ما زندگی بہ بندگی آں فروختیم
زخمِ جگر بہ ہیچ دوا بہ نمی شود | داروئے زخم را بہ نمکداں فروختیم
تسکینِ قلب و حاصلِ عمرِ دراز را | با حلقۂ زِ زلفِ پریشاں فروختیم

تا جنسِ عشقِ یار زدکاں خریدہ ایم — کفراں بگیر و دیں بہ مسلماں فروختیم

لامذہبیم و مذہبِ ما ترکِ مذہب است — زاں مذہبے بمشربِ رنداں فروختیم

ما حامدِ محمدِ پاکیم از ازل

حمدِ خدا بحمدِ خدا داں فروختیم

○

در دست دوائے دردمنداں — زخم است شفائے دردمنداں

در راہ حبیب برق رفتار — گرد است غذائے دردمنداں

با غیرِ تو مشتغل نباشند! — ایں است وفائے دردمنداں

از گرمیِٔ آہِ شاں بتر سید — گرم است ہوائے دردمنداں

افلاک زِ آہِ شاں بترسند — قرباں بادائے دردمنداں

در دیر و حرم گزر ندارند — دار ست برائے دردمنداں

پاک اند زِ مذہب و زِ ملّت — جانم بفدائے دردمنداں

مردند زِ سرِّ تو نگفتند — ایں است وفائے دردمنداں

اللہ محمد، محمد بنگر — اینست خدائے دردمنداں

قطبِ دورِ زماں فریدُالدّین غوثِ ہر انس وجاں فریدُالدّین
کعبۂ جسم وجاں فریدُالدّین قبلۂ گل رُخاں فریدُالدّین
ملجائے بیکساں فریدُالدّین ماوائے عاصیاں فریدُالدّین
نورِ چشمِ جہاں فریدُالدّین چشمِ بینندگاں فریدُالدّین
ذکرِ رُوحانیاں فریدُالدّین فقرِ فخرِ جہاں فریدُالدّین
ہست مولائے بندگانِ خُدا بندۂ بندگاں فریدُالدّین
از مکانش اگر ہمی پُرسی ساکنِ لا مکاں فریدُالدّین
در فنائش بقا ہمی نگرم باقی وجاوداں فریدُالدّین
خواجگانِ زمانہ غلمانش خواجۂ خواجگاں فریدُالدّین
سُرمۂ چشمِ خواصگانِ خُدا خاک پائے سگِ فریدُالدّین
المدد المدد فریدالدین الاماں الاماں فریدُالدّین

اے محمّد نگر محمّد را
ہست عین وعیاں فریدُالدّین

بوسۂ رویت شفاً عاشقاں   سجدۂ کویت دواً عاشقاں

ایں قدر دانم کہ در ملکِ مجاز   تیغِ ابرویت قضاً عاشقاں

سیرِ جبریل است تا المنتہےٰ   منتہایش ابتدأ عاشقاں

کارِ ہر کس نیست ترکِ مدعا   ترکِ او شد مدعاً عاشقاں

گر محمّد نیست مسجُود دلم
کافرِ عشقم خُداً عاشقاں

○

روا باشد زما دلبر دگاں اَے دلبرا رفتن

تو جانِ جانما کے زیبدت از جانِما رفتن

نخستیں لطفہا کردن بہ زنجیرِ دِفا بستن

پس آنگہ پردہ ہا کردن بصد ناز وادا رفتن

جفا کردن جفا کردن وفا را زیرِ پا کردن

زخونِ ما حنا کردن بملکِ اِنّما رفتن

ہمیدانم کہ در ملکِ وفا شاہنشہی کردی

ترا با ما جفا کردن نہ زیبد بے وفا رفتن

بہ ہجراں سالہا سوزیدن و یک دم نیاسودن

چو زلفِ خود پریشاں کردن بے اعتنا رفتن

بسیرت چوں علی المرتضیٰ مولائے ما گشتن!

بصورت بے کدورت چو محمدؐ مصطفیٰ رفتن

مریض لادوا ہستم بہ عشقت مبتلا ہستم

مریضِ بے نوا را یک نظر نادیدہ وا رفتن

کجا رفتی، کجا رفتی، چرا رفتی، چرا رفتی

ملول از ما شدی کردی پسند از پیش ما رفتن

فرید پاک در اوصاف تو رطب اللساں آمد

ازاں ہرگز نتاند از درِ تو ایں گدا رفتن

تو عاشق بر رضا بودی محبِ مصطفیٰ بودی

نشاید بے رضائے ایں رضا سوئے قضا رفتن

بجز تو این محمد یار را اے دل رُبا ہرگز
نشاید ماندن این جا جانبِ دارُالبقا رفتن

○

فریدُالدّین محبوبِ الٰہی — تو مختاری کنی ہر چونکہ خواہی
تو سلطانُ المشائخ بالیقینی — تُرا زیبد کلاہِ پادشاہی
کریم ابن الکریم ابن الکریمی — کریمانِ جہاں را قبلہ گاہی
حقائق رانمی دانم تو دانی — حقائق را کُشا بر من کماہی
گنہگارم نمی دانم پناہے — پناہم دہ کہ عالم را پناہی

محمد یار شُد یارِ محمد
کہ یارِ من تو محبوبِ الٰہی

○

اے آنکہ جہاں راز پناہِ تو اماںے — سرگشتۂ عشقِ تو جہانے بجہانے
شُد کُشتۂ تیرِ نگہت گبر و مُسلماں — شُد بستۂ زنجیرِ دو زلفت دو جہانے

از وہم و گماں برتر و در ملکِ یقینیم
تیرِ تو چہ تیرے و کمانے چہ کمانے

قتلِ دو جہاں بر تو مباحست نگارا
پاکیم ز اد ناس تو وہم و گمانے

ہر جا کہ رسیدیم ہمہ روئے تو دیدیم
خود جلوۂ تو ہست بہر جا و مکانے

اسکندری و فتحِ مبین ست غلامت
از تیغِ تو کس را نہ پناہے نہ امانے

بر خاک نشستیم و ز افلاک گزشتیم
اے خاک درِ پاکِ تو اکسیر زمانے

در سجدۂ درگاہِ فریداست سرِ ما
سرکار فریداست خداوند جہانے

شد عمرِ محمّد ہمہ در حمد محمّد۔
الحمد کہ در حمدِ الٰہ است زبانے

حصّہ

دوم

◎

اُردو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُمُّ الکتاب ہے رُخِ زیبا فرید کا

کیا خوب فاتحہ ہے کتابِ مجید کا

تختِ فرید تخت ہے ربِّ فرید کا

نقشہ کھچا ہوا ہے یہ عرشِ مجید کا

سُنتے ہیں دیکھتے ہیں سمیع و بصیر ہیں

مُنکر کو ہے وعید عذابِ شدید کا

ذکرِ فرید ذکرِ خُدا ہے خُدا گواہ

ہے فَاذْکُرُوا میں تذکرہ ذکرِ جدید کا

اَبْعَدُ بعید سب کہیں یَا اَیُّھَا الفرید

یاں فرق اُٹھ چکا ہے قریب و بعید کا

میخانۂ فرید میں مستوں کی دھوم ہے

مستانہ ہو رہا ہے زمانہ فرید کا

بس یا فرید کہتے ہی جنت ملی ہمیں!

اللہ ڈھونڈتا ہے بہانہ فرید کا

میں بُلبُلِ فرید ہوں باغِ فرید میں!

عادی ہوں عینِ دید میں ھَلْ مِنْ مَّزِید کا

○

آیات بیّنات ہیں مکھڑا فرید کا — دیدارِ کردگار ہے چہرا فرید کا

انور ہے آفتاب سے ذرہ فرید کا — کھلتا نہیں کسی سے مُعمّا فرید کا

تفسیرِ والضّحیٰ ہے تجلّی فرید کا — تصویرِ مصطفےٰ ہے نظارا فرید کا

جب تک سکون و گردشِ ارض و فلک رہے — بجتا رہے الٰہی نقّارا فرید کا

دریائے بے کنار ہے قطرہ فرید کا — ملتا نہیں کسی کو کنارا فرید کا

لاکھوں جِلائے آپ نے ٹھوکر کے زور سے — اُٹھتا نہیں مسیح سے مارا فرید کا

غیروں کے در پہ جانے کی حاجت نہیں رہی — کافی ہے ہم کو ایک سہارا فرید کا

شاہ و گدا فقیر و غنی سب کو ہے پسند

بلبل مگر ہے خاص پیار افرید کا

○

آج دلبر کو ہم نے دیکھ لیا — حق کے مظہر کو ہم نے دیکھ لیا

اُن کی شوخیٔ نگاہ میں ہر دم — تیر و خنجر کو ہم نے دیکھ لیا

پھر کسی پیر کی نہیں حاجت — شیخِ اکبر کو ہم نے دیکھ لیا

اُن کی قامت نہیں قیامت ہے — شورِ محشر کو ہم نے دیکھ لیا

تجھ کو اے دلربا خدا رکھے — صنع قادر کو ہم نے دیکھ لیا

آج نیکی مری تمام ہوئی — نیک منظر کو ہم نے دیکھ لیا

لبِ شیریں کی مسکراہٹ میں — لبِ کوثر کو ہم نے دیکھ لیا

فردِ ہو کر فرید بن آیا

رازِ داور کو ہم نے دیکھ لیا

○

سہرا

بر شادی کتخدائی حضرت قبلہ خواجہ فیض احمد رضا صاحب رضی اللہ عنہ

حق نے دولہا پہ شفاعت کا اُتارا سہرا
ساری اُمت کے لیے بخش کا چارا سہرا

بخت بیدار ہوا تخت پہ آیا سردار
عرشِ اعظم کے فرشتوں نے اُتارا سہرا

چشمِ بد دُور کہا حُوروں نے اللہ غنی
سرِ سرکار پہ کیا خوب سنوارا سہرا

پاک گلزار سے گُل چُن کے پرویا ہم نے
پاک دامن کے لیے پاک پیارا سہرا

دلربا دلبر و دلدار، دلآرا سہرا
نورِ جاں نورِ جہاں نور نظارا سہرا

فیضِ احمد پہ رہے فیضِ محمدؐ ہر دم
باغِ تفرید سے آیا ہے ہمارا سہرا

ہم نے مانا ہے عجب شان تھی پہلی لیکن!
کوئی دِکھلا دے ہمیں ایسا دُلارا سہرا

آج اُترا ہے یہاں عرش کا تارا سہرا
کل بجے گا وہاں جا کے نقّارا سہرا

شانِ محبوب ملی، آن ملی محبُوبی
فضل دوبارہ ہوا آیا دوبارہ سہرا

کیا عطا ہوتا ہے مالک کو الٰہی دیکھیں
پھُول ہلکے ہیں مگر شان کا بارا سہرا

آلِ محبوب کو اولاد کا ہے وصل نصیب
جمع بحرین ہے گا خضر خُدارا سہرا

لاکھ الحمد کہ گلزارِ فریدُالدّین سے
آج بُلبُل نے عجب نذر گزارا سہرا

کیا کہوں، حیرت میں ہوں رُتبہ رسُولُ اللہ کا

سب بڑوں سے ہے بڑا چھوٹا رسُولُ اللہ کا

بندگی سے آپ کی ہم کو خُداوندی ملی

ہے خداوند جہاں بندہ رسُولُ اللہ کا

مَر گئے مرتے ہیں لاکھوں حسرتِ دیدار میں!

پر کہیں اُٹھتا نہیں پردہ رسُولُ اللہ کا

حَیّ و قیّم ہے ہمارا مُصطفےٰ صلّی علےٰ

تا ابد رائج رہے سِکّہ رسُولُ اللہ کا

خاکِ پائے مصطفےٰ کی حق نے فرمائی قسم

کون ہو سکتا ہے ہمپایہ رسُولُ اللہ

قُدرتِ قادر سے ہے ایجادِ جملہ ممکنات

پر بنا سکتا نہیں ہمتا رسُولُ اللہ کا

مملکتِ سُلطانِ اعظم کی کہاں تک ہو بیاں

مالک و مملوک ہے سارا رسُولُ اللہ کا

واجب و ممکن یہاں ملتے ہیں اے موسیٰ و خضر

مجمع البحرین ہے چشمہ رسولُ اللہ کا

سجدہ آخر وہ آلہ حور و ملک جنّ و بشر

دیکھ لیں بے پردہ گر مکھڑا رسولُ اللہ کا

آپ ہیں یکتا خدا یکتا کی یکتائی کو دیکھ

شانِ یکتائی میں ہے جلوہ رسولُ اللہ کا

ہے نظیرِ احمدِ مرسل یقیناً ممتنع

اس لیے ملتا نہیں سایہ رسولُ اللہ کا

نعت خواں بلبل تو اب بس کر بیانِ مصطفےٰ

تیرے لفظوں میں نہیں معنا رسولُ اللہ کا

○

قبلۂ قبلہا غریب نواز　　کعبۂ اولیا غریب نواز

ہے بدارُ الشفاءِ عثمانی　　مرھمِ لا دوا غریب نواز

منکروں کو لگے ہیں تیغ سے تیز　　دل سے جب نکلے یا غریب نواز

مُنکرو کب ندائے غائب ہے — دیکھ لو جا بجا غریب نواز

دلبرِ با وفا غریب نواز — کانِ جود و حیا غریب نواز

دشمنوں کا بھلا ہوا تم سے — دوستوں کا بھلا غریب نواز

تیرا میخانہ سُن کے آیا ہوں — دُور سے مے پلا غریب نواز

سُن رہا ہوں کہ تیرے در پر ہے — میرے دل کی دوا غریب نواز

میری بگڑی کہیں نہیں بنتی — تُو بنا، تُو بنا غریب نواز

دل ہے ویراں، بنا غریب نواز — گھر ہے اُجڑا بسا غریب نواز

کر برائے خُدا، برائے رسُول — میری حاجت روا غریب نواز

میں غریب اور تو غریب نواز — لطف فرماؤ یا غریب نواز

مُجھے دارالشّفا بِلا تیرا — در ہے دارالشفا غریب نواز

یک نظر از تو تا ابد کا ہے — چشمِ رحمت کُشا غریب نواز

یک نظر از تو کرد مستغنی — از کہ از ماسوا غریب نواز

دافعِ ہر بلا غریب نواز — رافع رُتبہ ھا غریب نواز

تو جو چاہے تو دل میں غل نہ رہے — میرا دل کر صفا غریب نواز

مجھے دشمن کی ضرب میں ہر دم نہ رکھو مبتلا غریب نواز
مار دشمن کو یا سدھار اس کو دو سے اک کر دکھا غریب نواز
کیا کہوں مختصر ہی کہنا ہے دل کا ہو مدّعا غریب نواز

بلبلا گر ترانہ خواہی
بشنو از ما کہ یا غریب نواز

○

خدا کی پاک صورت کو محمد میم کہتے ہیں
محمدؐ بے کدورت کو خدا یا پیر کہتے ہیں
حسیں جتنے ہیں عالم میں غلامانِ محمدؐ ہیں
اسی کو حسن والے حسنِ عالمگیر کہتے ہیں
فریدُالدّین کی تنویر کو سب دیکھنے والے
محمدؐ مصطفےٰ کے حسن کی تصویر کہتے ہیں
نگاہ و زلف نے مل کر مسخّر کر لیا عالم
نگہ شمشیر زلفِ یار کو زنجیر کہتے ہیں

رُخِ ابیض جمالِ اللہ خطِ اسود جلال اللہ

رُخِ تاباں کو قرآں خط کو ہم تفسیر کہتے ہیں

فقط اک راز ہے دل میں کہ جس کو جاننے والے

جگر کے واسطے دل کے لیے اکثیر کہتے ہیں

محمدؐ بن کے جینا جامِ توحیدِ خُدا پینا!!

قلندر اس کو حضرتِ عشق کی تفسیر کہتے ہیں

○

دارالشفا میں رہ کے میں بیمار کیوں رہوں

چارہ ہے جب تُو میرا تو ناچار کیوں رہوں

عبدالفرید ہو کے لباسِ فرید میں

شاہنشہِ جہاں بنوں نادار کیوں رہوں

ہے آرزو یہ دل میں کوئی آرزو نہ ہو!

مطلوب جب کہ میں ہوں طلبگار کیوں رہوں

مدحِ محمدّی سے محمدّ بلا ہے نام

مدّاح بے گنہ ہوں گنہگار کیوں رہوں

○

فریدالدّین یار از نہانی دیکھتے جاؤ

محمدّ مصطفٰے کی العیانی دیکھتے جاؤ

بہت دیکھے ہیں محبُوبانِ عالَم تم نے اَے یارو

فریدُالدّین کی یوسُف نسمانی دیکھتے جاؤ

مُریدی لاتخف سنتا ہے ہر اک چاہنے والا

یہاں دریائے رحمت کی روانی دیکھتے جاؤ

اَلاَ یا ساکنانِ پاک پتن ، کوٹ مِٹھن میں

فریدُالدّین لاثانی کا ثانی دیکھتے جاؤ

بیانِ زُلف میں آیا ہے واللّیلِ اذا یغشٰی

شبِ تاریک میں عنبر فشانی دیکھتے جاؤ

شہنشاہِ جہاں ہو کر جہاں کی پاسبانی کی
شہنشاہی میں شانِ پاسبانی دیکھتے جاؤ

نشاں میں بے نشاں کی بے نشانی دیکھتے جاؤ
مکاں میں لامکاں کی لامکانی دیکھتے جاؤ

محمدؐ میں فنا ہو کر محمدؐ بن کے نکلا ہے
حبیبِ کبریا کا شیخ فانی دیکھتے جاؤ

○

صورتِ رحمان ہے تصویر میرے پیر کی
عَلَّمَ الْقُرْآن ہے تقریر میرے پیر کی

کیا کہوں کس سے کہوں کہنے کی حاجت ہی نہیں
کھلتی ہے تصویر سے توقیر میرے پیر کی

دیکھتے ہی مٹ گیا نقشِ خودی دِل سے میرے
راجمِ شیطان ہے تصویر میرے پیر کی

منکرِ دیدار کو اقرار ہوتا ہے نصیب
حجّت و بُرھان ہے تصویر میرے پیر کی

کیا خدا کی شان ہے یا خود خُدا ہے جلوہ گر!
مِلتی ہے اللہ سے تصویر میرے پیر کی

کیا عجب جذّاب ہے زُلفِ مُسلسل آپ کی
وحشیوں کی جان ہے زنجیر میرے پیر کی

جِنّ و انسان و مَلک، حور و فلک سجدہ میں ہیں
بس خلافت ہو چکی تحریر میرے پیر کی

مُتّفِق ہیں کافر و مُسلِم فریدُالدّین ہیں
کیا نرالی شان ہے تسخیر میرے پیر کی

سنگ دل جیسا ہو میرے سامنے ہوتا ہے موم
یہ میری صورت میں ہے تاثیر میرے پیر کی

خاک نر ہوتی ہے پتھر لعل بنتے ہیں یہاں
باعثِ ایمان ہے اکسیر میرے پیر کی

جان والے مشتغل ہر آن ہوتے ہیں مگر
مشتغل ہر آن ہے تصویر میرے پیر کی

خُلد ہے یا قُبۂ بیضا ہے یا عرشِ خُدا
وہ جمالی شان ہے تعمیر میرے پیر کی

کوٹ مِٹھّن پاکپتن ہے فریدُالدّین کا
پاکپتن میں بھی ہے تفسیر میرے پیر کی

غوثِ اعظم ہے فریدُالدّین اے چشمِ بصیر!
فرش سے تا عرش ہے تنویر میرے پیر کی

دفترِ یَمحُو و یُثبِت پر ہے تیرا اقتدار
گُل بنا بُلبُل کو اے تقدیر میرے پیر کی

کُھلے جلوے ہیں اِس در پر فقط اللہ اکبر کے
ہمیں سجدے روا ہیں خواجۂ اجمیر کے در کے

یہ ہر دم کہہ رہے ہیں در پہ تختے سنگِ مرمر کے
کہ پھر مرتے نہیں جو جی اُٹھے اُس در پہ مَر مَر کے

یہ سنگِ در ہے یا مظہر ہے حُسنِ لایزالی کا ! ! ! !
کہ لاکھوں مہ جبیں ہیں جبّہ سا اُس پاک پتھر کے

عجب میخانہ دیکھا اُس شہِ اجمیر کے در پر
کہ ساقی بے تمنّا دے رہا ہے جام بھر بھر کے

وہ قدقامت کہ قد قامت صلوٰۃ آمد تعالیٰ اللہ
جھکے یاں آن کر سر قمری و سرو و صنوبر کے

یہ کیا گرمیِ خورشیدِ شہِ اجمیر ہے یا رب !
کہ چشمے کھُل رہے ہیں چشمِ نابینائے شپّر کے

وہ بُت ہے بُت شکن اپنا کہ جس کے زورِ ایماں سے
بتوں کے سر جھکے مسجد بنے بتخانے آذر کے

کُجا لفظِ ثنائے ما، کُجا شانِ خدائے ما
ثنا خوانوں میں گنوایا ہے نام اپنا ثنا کر کے

خزاں کو اس گلستاں میں اماں ہرگز نہیں ملتی
گُلِ احمر سے بلبل بے خطر لے جام احمر کے

○

کون ہے وہ جو میرے درد کا درماں سوچے
کون ہے وہ جو میرے کفر کا ایماں سوچے
نہ ہی مسلم ہوں نہ کافر نہ گدا ہوں نہ خُدا
مجھے سوچے تو کوئی سر بگریباں سوچے
سب سے ملتا ہوں مگر سب سے جُدا رہتا ہوں
وہ حقیقت ہوں جسے عشق کا ناداں سوچے
شیخ کا وہم برہمن کا گماں کیا سمجھے
کیوں مجھے فلسفیٔ خاک بداماں سوچے
نہ محمدؐ ہوں نہ احمد نہ ہوں واحد نہ احد
مجھے سوچے تو فقط حیرتِ حیراں سوچے

○

تمہارے آگے کسی کا چراغ جل نہ سکا

جلا تو بجھ نہ سکا اور بجھا تو جل نہ سکا

میری فغاں پہ تو آنسو بہائے غیروں نے

تمہارا دل کوئی پتھر سا تھا پگھل نہ سکا

ہزاروں چارے نکالے تھے تیرے ملنے کو

مگر تو مل نہ سکا کوئی چارہ چل نہ سکا

تیرے ستم کے فسانے سُنا سُنا کر کے

بہت سنبھالا تھا دل کو مگر سنبھل نہ سکا

ہزاروں پھسلے ہیں اس راہ میں مگر میں تو

کریم کے کرمِ خاص سے پھسل نہ سکا

محمدؐ عجمی کے نصیب کے صدقے

کسی کے جال میں ایسا پھنسا نکل نہ سکا

○

دین و دنیا سے بَری نکلے ہیں الفت والے
کفر کو چومتے ہیں ذوقِ محبّت والے

شانِ ربّی ہے جو کہلاتے تھے مسلم کل تک
آج کافر ہیں، نہ مسلم ہیں نہ ملت والے

تیری قامت نے قیامت کو ندامت بخشی !
تیرے قربان ارے موہنی قامت والے

عشق میں سُود کا سودا نہ زیاں کا خطرہ
دشمنِ جان پہ جاں دیتے ہیں چاہت والے

رنگ و بے رنگ میں گر فرق ہے اے اہلِ فراق
کیوں محمّد کو خدا کہتے ہیں وحدت والے

ہم تو لعنت سے بھی رحمت کے مزے لیتے ہیں !
ہم نہیں ڈرتے ڈراتے ہیں لعنت والے

جو محمّد میں فنا ہو کے محمّد نہ بنے
کیوں اسے دار پہ لٹکائیں شریعت والے

درد جس دل میں نہیں وہ دل نہیں
یار کے رہنے کی وہ منزل نہیں

جو نہ تڑپے زیرِ خنجر وقتِ قتل
کشتۂ تسلیم ہے بسمل نہیں

گل کے رہنے والے سب ہیں اہلِ دل
اہلِ دل جو ہیں وہ اہلِ گل نہیں

تیرا ملنا یا محمد مصطفیٰ
کیوں نہیں آساں اگر مشکل نہیں

⊙

میری اب زندگی کو ختم ہو جانا نہیں آتا
مرا ایسا ہوں کہ پھر مجھ کو مر جانا نہیں آتا

میری پستی کو جو تحت الثریٰ کا شان رکھتی تھی
خدا کے عرش سے بھی پست کہلانا نہیں آتا

پلا ہوں جن کے ٹکڑوں سے انہیں گانا سناؤں گا
مجھے اب محفلِ اغیار میں گانا نہیں آتا

نہ سمجھا جتنا سمجھایا تھا ہم نے قلبِ ناداں کو
ہمیں اب اپنے نادانوں کا سمجھانا نہیں آتا

نہ پیتا ہوں نہ کھاتا ہوں فقط دیکھا ہی کرتا ہوں
مجھے پینا نہیں آتا مجھے کھانا نہیں آتا

فریدالدّین کی درگاہ کے سگ کی وہ ہیبت ہے
کہ شیروں کو بھی اُس کے سامنے آنا نہیں آتا

محمّد یار بقا آخر وہ اپنے گھر میں جا پہنچا
کسی کو اپنے گھر سے لوٹ کر آنا نہیں آتا

○

ناز والے نیاز کیا جانیں — کفر والے نماز کیا جانیں
جو مقامِ تمیز سے گزرے — بے تمیز امتیاز کیا جانیں
جو پلیدوں سے مل کے کھاتے ہیں — پاک احمد کا راز کیا جانیں
زاہدِ خشک عمر کے بے جگر — ہمتِ عشق باز کیا جانیں
بدعتی قرنِ نجد کے شیطان — رمز و رازِ حجاز کیا جانیں
جو گرے ہیں نشیبِ اسفل میں — وہ عروج و فراز کیا جانیں
اپنے بندوں پہ لطف فرمانا — میرے بندہ نواز کیا جانیں

حسنِ ظن نے گنہگار کیا ۔۔۔ بدگماں پاک باز کیا جانیں
جو ہوس کے شکار بن بیٹھے ۔۔۔ وہ حقیقت مجاز کیا جانیں
اللہ اللہ محمّد عربی! ۔۔۔ لوگ تیرا افراز کیا جانیں
دشمنِ دیں عدو محمّدؐ کے ۔۔۔ میرا سوز و گداز کیا جانیں
غزنوی شانِ ناز کے شانی ۔۔۔ شانِ حضرت ایاز کیا جانیں
جو گرفتارِ زلفِ یار نہیں ۔۔۔ طول زلفِ دراز کیا جانیں
بندگانِ محمّدِ عربی ۔۔۔ رسمِ انداز و ناز کیا جانیں

اِک گنہگار رہوں زمانے میں
یہ مزا پاکباز کیا جانیں۔

(۱)

مرگئے ہیں کسی کی چاہ میں ہم ۔۔۔ گر پڑے ہیں کسی کے چاہ میں ہم
اب ہمارا پتہ نہیں ملتا! ۔۔۔ مٹ چکے ہیں کسی کی راہ میں ہم
جرم میرے ہی عذر خواہ بنے ۔۔۔ اب تو ہیں جرم کی پناہ میں ہم
بادشاہی ملی تباہی میں ۔۔۔ شاہ ہیں حالتِ تباہ میں ہم

اِک نگاہِ فرید کے صدقے — بے گناہ ہو گئے گناہ میں ہم!
ہم کو جنت ملی ہے دنیا میں — کیوں رہیں آخرت کی چاہ میں ہم
بے گناہوں نے جب کہ طعن کیے — جو گنے ہو گئے گناہ میں ہم
ہم کو عصمت ملی ہے رحمت سے — گرچہ مشاق ہیں گناہ میں ہم
چھپ گئے گرچہ حکم نافذ تھا — دامنِ رحمتِ الٰہ میں ہم

ہم محمد ہیں درس دیتے ہیں
عشقِ احمد کی درس گاہ میں ہم

○

جو ہمارے یار تھے وہ چل بسے — جو نکو کردار تھے سب چل بسے
اب تو دل میں ہے فقط خارِ فراق — جو گلوں کے ہار تھے سب چل بسے
اب تو نادانوں کی بستی ہے جہاں — جو بڑے ہوشیار تھے سب چل بسے
دل کو اک دم بھی نہیں ملتا سکون — دل کے جو دلدار تھے سب چل بسے
شیر افضل ہم شریف و ہم غلام — چار تھے غمخوار تھے سب چل بسے
سِندھ میں عبد المجید باوفا — وجد میں طیّار تھے سب چل بسے

کو دکرنی اللہ رخاکستر ہوئے عشق کے کفار تھے سب چل بسے

عشق کے سلطان بدشتِ کربلا تشنۂ دیدار تھے سب چل بسے

گشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں دیدار تھے سب چل بسے

عشق کی بازی کو جیت کر چت گرے کیا بڑے ہونہار تھے سب چل بسے

جو محمدؐ بن کے رکھتے تھے دھیان

خود محمدؐ یار تھے سب چل بسے

○

کہوں کیا عشق میں یارو کہ کیا معلوم ہوتا ہے

بہر صورت بہر مورت خدا معلوم ہوتا ہے

خدا کہتے ہیں جس کو مصطفےٰ معلوم ہوتا ہے

جسے کہتے ہیں بندہ خود خدا معلوم ہوتا ہے

محمدؐ سے جدا ہو کر خدا کی جستجو والا!

خدا کو چھوڑ کر اہلِ ہوا معلوم ہوتا ہے

دلِ دانا نے گر سمجھا نہیں اسرارِ یزداں کو
خطا والا مجھے کیوں بے خطا معلوم ہوتا ہے

خدا دانی نے کیا کیا لذتیں بخشیں خدا داں کو
خدا کے جاننے والا خدا معلوم ہوتا ہے

زمانہ چھان مارا نیک و بد کو غور سے دیکھا!
ہر اِک شئے میں حقیقت کا پتہ معلوم ہوتا ہے

شہِ توحید نے کیا شان بخشی ہے موحّد کو
کہ رہزن بھی بشکل رہنما معلوم ہوتا ہے

ہزاروں روپ بدلے سینکڑوں اشکال دکھلائے
مجھے سارا جہاں بہروپیا معلوم ہوتا ہے

فریدُالدّین دلبر کی نگاہوں کے تصدّق سے
زمانہ سارا مجھ کو دل ربا معلوم ہوتا ہے

کسی نفسِ مقدّس یا کسی کے پارسا دل کو
دلِ بدکار بھی اِک پارسا معلوم ہوتا ہے

شہِ خیر الوریٰ کے عشق میں اب تو محمدؐ بھی

محمدؐ مصطفےٰ کا نقشِ پا معلوم ہوتا ہے

○

میری طرف بھی اِک نظرِ پاک دیکھیے

مخدومِ پاک وارثِ لولاک دیکھیے

اک عمر سے میں لٹکا ہوں فتراک میں تیرے

اَے بے نیاز جانبِ فتراک دیکھیے

آنکھیں بچھی ہوئی ہیں ترے فرشِ راہ پر

اے شہسوارِ خنگ خطرناک دیکھیے

ظالم فلک مٹانے کو تیار ہے میرے

غصّے میں آ کے جانبِ افلاک دیکھیے

جو مٹ چکا ہے اس کا مٹانا محال ہے

قصدِ محال رکھتا ہے سفاک دیکھیے

اَفلاک سر بسجدہ ہیں آدم کے وقت سے

کلیر کی سرزمین کے اَفلاک دیکھیے

افلاک جھک رہے ہیں کسی کی زمین پر

کلیر میں آ کے منکرِ بیباک دیکھیے

مدّت سے آرزو تھی کہ کچھ آرزو نہ ہو

میرا علوِّ ہمّت و ادراک دیکھیے

میں ایک خارِ زار ہوں گلزار میں تیرے

گُل تیرے دیکھے بھالے ہیں خاشاک دیکھیے

ہر سال لاکھوں آتے ہیں ہنستے ہوئے یہاں

اک رونے والا آیا ہے غمناک دیکھیے

رہتے ہیں پاک بندے ہزاروں حضور میں

مخدومِ پاکِ بندۂ ناپاک دیکھیے

بد ہیں اگرچہ کام محمدؐ ہے نیک نام

انجام نیک لے گیا چالاک دیکھیے

محمدؐ مصطفےٰ محشر میں طٰہٰ بن کے نکلیں گے

اٹھا کر میم کا پردہ ہُو یدا بن کے نکلیں گے

حقیقت جن کی مشکل تھی تماشا بنکے نکلیں گے

جسے کہتے ہیں بندہ قل ہو اللہ بن کے نکلیں گے

بجاتے تھے جو اِنّی عَبدُہٗ کی بنسری ہردم

خدا کے عرش پر اِنّی انا اللہ بن کے نکلیں گے

لباسِ آدمی پہنا جہاں نے آدمی سمجھا

منزّہ بن کے آئے تھے تجلّی بن کے نکلیں گے

بشر کے رنگ میں بیرنگ ہی کا جلوہ پنہاں تھا

بشر کے رنگ والے صبغۃ اللہ بن کے نکلیں گے

رسولوں کے نبیوں کے قیامت میں حکومت

وہ مالک بنکے نکلیں گے وہ مولا بن کے نکلیں گے

بپا نعلِ عبودیت بسر تاجِ اُلُوہیّت

خدا یکتا کی یکتائی کا نقشہ بن کے نکلیں گے

حسیں ایسے کہ جن کو دیکھ کر یوسف بھی محشر میں
بشکلِ پیرِ کنعانی زلیخا بن کے نکلیں گے

لواءِ الحمد لے کر احمدِ بے میم یا اللہ
محمدؐ یار کے دل کی تمنا بن کے نکلیں گے

○

فرید پاک محشر میں مسیحا بن کے نکلیں گے
مریضانِ محبت کا مداوا بن کے نکلیں گے

بجا کر عشق کا ڈنکا سرِ محشر باذنِ اللہ!
سرِ عشاق پر بیشک شہنشاہ بن کے نکلیں گے

حقیقت اِک معمّا ہے جو ہرگز کھل نہیں سکتا
حقیقی حسن سے شرحِ معمّا بن کے نکلیں گے

عبودیت کی شانیں جتنی تھیں سب ختم کر ڈالیں
الوہیت کے جلووں کا تماشا بن کے نکلیں گے

پہن کر یا ہ، کا پردہ خود فریدِ وقت بن بیٹھے

اٹھا کر پردہ یا فردِ یکتا بن کے نکلیں گے

محمدؐ کے تصوّر میں محمدؐ بن کے بیٹھے ہیں

غلامانِ محمدؐ کے وہ مولا بن کے نکلیں گے

○

دیکھے ہیں ہم نے حسن کے سامان نئے نئے

بُستاں نئے نئے ہیں گلستاں نئے نئے

زلفوں کے جال میں جو پھنسا پھر نہ چھُٹ سکا

پھنستے ہیں اس میں یوسفِ دوراں نئے نئے

سوز و گداز و درد و غمِ عشق و ابتلا!

آتے ہیں دل کی بستی میں مہماں نئے نئے

میرے حبیبِ پاک کے شوریدگانِ دل

کافر نئے نئے ہیں مسلماں نئے نئے

جلووں سے حسنِ یار کے آتی ہے یہ صدا
دیکھو ہمارے حسن کے طوفاں نئے نئے

مقتل میں جا کے خنجرِ خونخوار کے تلے
سر رکھ رہے ہیں عاشق جاناں نئے نئے

احمد احد میں فرق نہیں اے محمدؐ آ
عشاق یار رکھتے ہیں ایماں نئے نئے

○

انداز حسینوں کو سکھاتے نہیں جاتے
جو اُمّی لقب ہوں وہ پڑھائے نہیں جاتے

ہر ایک کا حصّہ نہیں دیدار کسی کا !
بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

میں کیا کہوں کس رنگ کا اب درد ہے دل میں
بے درد کو یہ درد سنائے نہیں جاتے

عشّاق کا حصّہ ہے امانت کا اُٹھانا
افلاک سے یہ بوجھ اٹھائے نہیں جاتے

○

کیا کہوں اپنی حقیقت کوئی ہمراز نہیں
کوئی ہمدم نہیں اپنا کوئی دمساز نہیں

ساتھ لے لو مجھے اے قافلے والو لے لو
میں رہا جاتا ہوں مجھ میں وہ تگ و تاز نہیں

مٹ گئے خاک ہوئے کوچے میں اس ظالم کے
پھر وہ کہتے ہیں کہ تو قابلِ ہم راز نہیں

ہمّتِ عشق کا اِک گام فقط کافی تھا
کیا کروں اب میری ہمت میں وہ پرواز نہیں

خنجرِ ناز نے جب قتل کیا عاشق کو
مسکراتے ہوئے فرمایا کہ یہ ناز نہیں

ایک ٹھوکر سے ہزاروں کو جلایا لیکن
میری نوبت میں کہا ہم میں یہ اعجاز نہیں
گر محمدؐ نے محمدؐ کو خدا مان لیا
پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغاباز نہیں

○

الحمد آج پہنچا ہوں اس سیمبر کے پاس
جس کا مقام رہتا ہے قلب و جگر کے پاس!
میرے جگر کے چاک کو سینا حرام ہے
کیوں دردمند جائے کسی بخیہ گر کے پاس
سوزِ فراق نے میرا سینہ جلا دیا!
عینِ وصال میں ہوں مَیں نارِ سقر کے پاس
سونا ہی بن گئے نہ سونے سے اہلِ دل
اِس واسطے میں سوتا ہوں اک نوحہ گر کے پاس

مَر ہم گئے تو مرہمِ دردِ جگر ملی !

مرمر کے آج پہنچی ہے زخمِ جگر کے پاس

دردِ فرید میرا بُراقِ عروج ہے

لے جائے گا اڑا کے محمدؐ نگر کے پاس

گرچہ گنہگار ہوں ابن الفرید ہوں

میرا گلہ کرو میرے اپنے پدر کے پاس

○

رنگ دیکھا عجب زمانے میں ۔۔۔ خُم ہیں خالی شراب خانے میں !

آج آئے تو کل ہوئے واپس ! ۔۔۔ کیا ملا ہم کو آنے جانے میں

کارخانے میں خاک چھانی ہے ۔۔۔ وہم بیٹھا صرف کارخانے میں

میری مٹّی خراب کر ڈالی ۔۔۔ کھپ پڑے ہی تھی خراب خانے میں

نامرادی میری مراد بنی ! ۔۔۔ کیا ملے گا مُراد پانے میں

یا فریدَ الزّماں کرم کرنا ! ۔۔۔ کیا کمی ہے تیرے خزانے میں

تیر کس کس کے ایسا مارا ہے ۔۔۔ کہ مچی دھوم ہے زمانے میں

مَر گئے انتظار میں ہم تو دیر ہوئی ہے کسی کے آنے میں

تا کہ شُد یارِ من محُمّد یار

سلطنت مِل گئی زمانے میں!

○

حیرت میں ہوں، کیا لکھوں شانِ محُمّد کا

دیدارِ محُمّد ہے قُرآن محُمّد کا

بخشے گئے جتنے تھے بد کار ہی عالم میں!

طوفان میں جب آیا غفران محُمّد کا

بندوں نے خدائی کی جب ان کے بنے بندے

بندوں پہ عجب برسا باران محُمّد کا

شاگردِ محُمّد ہیں اُستاد دو عالم کے

اُستاد بنا سب کا نادان محُمّد کا

ڈوبا تو نکالا ہے پھسلا تو سنبھالا ہے

میں بھول نہیں سکتا احسان محُمّد کا

دشمن کو کچل ڈالو فرمانِ محمّد ہے

اللہ نے سنا ڈالا اعلان محمّد کا

تصویرِ محمّد ہے تحریر محمّد کی!

تقریرِ محمّد ہے تبیان محمّد کا

کُفرانِ محمّد ہے کُفرانِ خداوندی

کُفرانِ خداوندی کُفران محمّد کا

شاہنشہیِ عالم جب اُن کو مُسلّم ہے

پھر کیوں نہ ہو جبریل سادربان محمّد کا

وہ جلوۂ نورانی وہ نقشۂ رحمانی

رہتا ہے میرے دل میں ہر آن محمّد کا

ہر آن میں ہر شان کے مظہر ہی محمّد ہیں

ہر آن میں ہر شان میں ہے ذیشان محمّد کا

ہم نامِ محمّد ہوں مدّاحِ محمّد بھی

ہاتھوں سے نہ چھوٹے گا دامانِ محمّد کا

زُلف کا بال بال بگڑا ہے   قید کرنے کو جال بگڑا ہے

اُن کے ابرو کا بال بگڑا ہے   یعنی رنگِ جدال بگڑا ہے

رُخِ انور کا خال بگڑا ہے   مصطفےٰ کا بلال بگڑا ہے

ختم ہو جائے زندگی میری   اب تو میرا مآل بگڑا ہے

بُتِ ظالم اگر بگڑ جائے!   سمجھ لو ذُوالجلال بگڑا ہے

دیکھ کر حال مست رندوں کا   شیخ کا قیل و قال بگڑا ہے

میری مٹی خراب مت کرنا   یہ کسی کا جمال بگڑا ہے

اب تو دل میں وہ ذوق شوق نہیں   شاید اُن کا خیال بگڑا ہے

قامتِ یار کی قیامت سے   آج محشر کا حال بگڑا ہے

غور کرنا محمدِ عربی!   اس محمدؐ کا حال بگڑا ہے

چینِ ابرو کو دیکھ کر یک دم   چینیوں کا کمال بگڑا ہے

اِس بگڑنے کی بس مثال نہ پوچھ
دلبرِ بے مثال بگڑا ہے

○

حق نے چاہا تو مِل کے بیٹھیں گے
بے خطر ہو سنبھل کے بیٹھیں گے

یار اپنا ہے آسماں اپنا
دشمنوں کو کچل کے بیٹھیں گے

بوسہ لیں گے کنار میں لے کر
مست ہو کر مچل کے بیٹھیں گے

دور سے بے قصور دیکھیں گے
اُن کے پہلو سے ٹل کے بیٹھیں گے

یار کی دید عید ہے اپنی
بحرِ غم سے نکل کے بیٹھیں گے

گر ہمارا ہوا محمّد یار
بادشاہوں میں چل کے بیٹھیں گے

⊙

آج الحمد کوئی آیا ہے مہماں اپنا
خونِ دل لختِ جگر خوب ہے ساماں اپنا

دل میں زخموں کی چمک سے ہے اُجالا ہر دم
کوئی اپنا ہو تو آ دیکھے چراغاں اپنا

جن کے آنے کی تمنّا تھی وہ لے آئے ہیں
میرے زخموں پہ چھڑکنے کو نمکداں اپنا

ہم تو قرآں کے حافظ ہیں پڑھا کرتے ہیں
رُخِ محبوب انوکھا ہے یہ قرآں اپنا

چشمِ بد دُور خدا رکھے تجھے اے ظالم
تیرے ظلموں نے کچل ڈالا ہے ایماں اپنا

یارسولِ عربی لطف سے دیکھا کرنا
کہیں جا کر نہ پھنس جائے ثنا خواں اپنا

میری تقدیر بدلنے کو لیے بیٹھے ہیں!
ہاتھ میں مالکِ تقدیر قلمداں اپنا

نفس و شیطاں سے کہو میری تمنّا نہ کرے
مالک الفقر فرید است سُلیماں اپنا

ہم حسینوں کے گلستاں میں رہا کرتے ہیں
یاالٰہی یہ سلامت رہے بُستاں اپنا

میں محمدؐ ہوں فقط فخر ہے ہمنامی کا
جن کا ہمنام ہوں کافی ہے نگہباں اپنا

ہر روز حسینوں کا دیدار اگر ہوتا
کیوں دیدۂ تر بہتا کیوں دردِ جگر ہوتا

میں حسن کا بندہ ہوں دیدار سے زندہ ہوں
ہے بر میں میرے دلبر کیوں خاک بسر ہوتا

اک راز ہے سربستہ محرم کو سناؤں گا
کیوں قلب و جگر جلتے اظہار اگر ہوتا

جنّت ہے میری طالب میں طالبِ جنّت ہوں
مطلوب مجھے ملتا گر پاک نظر ہوتا

جب نام محمدؐ ہے ناکام رہوں کیوں میں
ناکام ہی رہتا میں گر طالبِ زر ہوتا

○

حسینوں میں ہے انجلائے محمدؐ — جبینوں میں چمکا ضیائے محمدؐ
قمر چیر ڈالا کیا موم پتھر! — زہے قوتِ دست و پائے محمدؐ
ز تحت الثریٰ تا سرِ عرشِ اعظم! — چلو دیکھ لو جلوہ ہائے محمدؐ

بشر کو محمدؐ سے نسبت نہیں ہے — پڑھو غور سے اِنّمائے محمدؐ
میرے منہ کو کیوں چومتا ہے زمانہ — کہ میں بن گیا نقشِ پائے محمدؐ
ازل سے ہے دل میں ہوائے محمدؐ — ابد تک رہے اے خدائے محمدؐ
محمدؐ کو بھولوں یہ ممکن نہیں ہے — کہ ہے یاد مجھ کو وفائے محمدؐ
ہے مسجود میرا خدا جانتا ہے — خدائے محمدؐ بجائے محمدؐ
محمدؐ نے جس دم محمدؐ کو دیکھا — تو ثابت ہوا مدّعائے محمدؐ

خطا میری سب سے بڑی تھی مگر
محمدؐ نے بخشی خطائے محمدؐ!

○

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
کہا نہیں کو جو کُن کائنات ہو کے رہی
تمہارے ہونے سے ہونا ہے ہر دو عالم کا!
ہماری زندگی تجھ بن ممات ہو کے رہی

تیرے کرم نے ہمارے وہ کام کر ڈالے
کہ جن کے کرنے میں تقدیر مات ہو کے رہی

خدائے پاک نے قُل یٰا عِبَاد کہہ کے کہا
تمہارے بندوں کی آقا نجات ہو کے رہی

رسولِ پاک کے بندوں کو مُردہ مت کہنا
کہ اُن کی مَوت تو عینِ حیات ہو کے رہی

تیرے غلام کا غصّہ پڑا جو سُورج پر!
تو دن کی روشنی اکدم میں رات ہو کے رہی

نظر میں آتا ہے عالم کو جو زمانے میں!
تمہاری ذات ہے لیکن صفات ہو کے رہی

درِ حضُور پہ سجدے میں میرا دم نکلا
ادا نماز ہوئی اور زکوٰت ہو کے رہی

اگر چہ کام ہے بد نیک نام کے صدقے
محمّدؐ عجمی کی برات ہو کے رہی!!!

خدا ملے تو ملے پر صنم نہیں ملتا ۔۔۔ ہمارے یار کا نقشِ قدم نہیں ملتا

وہ اڑ گیا جو غبارِ حدوث تھا مجھ پر ۔۔۔ میں کیوں کہوں کہ مجھے اب قدم نہیں ملتا

نماز اپنی ہے حج و زکوٰۃ اپنے ہیں ۔۔۔ جہادِ نفس میں رنج و الم نہیں ملتا

فرید پاک نے اک جام بھر کے پلوایا ۔۔۔ ہمارے جام سے اب جامِ جم نہیں ملتا

وہ سوز جس سے دلِ زار بیقرار رہے ۔۔۔ بجُز عنایت و لطف و کرم نہیں ملتا

محمدؐ عربی کا شراب مستوں کو

بجز عبادتِ روئے صنم نہیں ملتا

⊙

خرامِ ناز میں آیا تو دیکھا اور پہچانا

محمدؐ مصطفےٰ یعنی خدا مٹھن کی گلیوں میں

خدا کو ہم نے دیکھا ہے سدا مٹھن کی گلیوں میں

خدا بے پردہ ہے جلوہ نما مٹھن کی گلیوں میں

فرید پاک کی صورت میں بے صورت کا جلوہ ہے

تو بے رنگی میں آ صورت نما مٹھن کی گلیوں میں

احد احمد ہے لیکن میم کے پردے میں آیا ہے
پہن کر یا کا پردہ فرد تھا مٹھن کی گلیوں میں

وہی جلوہ جو فاراں پر ہوا احمد کی صورت میں
اسی جلوے کو پھر عریاں کیا مٹھن کی گلیوں میں

بھلا کیوں کوٹ مٹھن کو میں ہر دم یاد رکھتا ہوں
کہ میرا میٹھا میٹھا یار تھا مٹھن کی گلیوں میں

مجھے گر یاد کرنا ہو تو یونہی یاد کر لینا
ہمارا اک محمدؐ یار تھا مٹھن کی گلیوں میں

○

شانِ جلال سے کہو تجھ کو جلال کی قسم
میری قبر نہ ڈھونڈنا میری کہیں قبر نہیں

پاؤں کے نیچے روند کر میرا نشاں مٹا دیا
پھر ہے نشاں کی جستجو عشق میں کچھ اثر نہیں

اب تو کمانِ عشق سے تیرِ ہنر نکل چلا
میرا جگر خرید لو پہلو میں گر جگر نہیں

دل کی تپش یہ چیخ تھی مگر جس نے جہاں جگا دیا
ماتمِ عشق میں ہمیں حاجت نوحہ گر نہیں

عاشقِ لاشریک کے رشتے تمام جل گئے
اب وہ پدر پدر نہیں اب وہ پسر پسر نہیں

کس کا اثر تھا قیس کا جس نے جگر جلا دیا
جا کے جگر سے پوچھنا عشق کا گر اثر نہیں

تیرا ہی ملنا ہو گیا اب تو محال اے صنم
ہاتھ میں میرے زر نہیں دل میں مرے اثر نہیں

ہنس کے کہا محمدؐ امیں ہوں محمدِؐ عرب
میرا جہاں گزر ہوا تیرا وہاں گزر نہیں

وہ خاکسار ہوں برہم میرا مزار رہا

کہ خاک ہو کے بھی ہر ذرّہ اشکبار رہا

سیاہ زلف کے ہر تار تار کے صدقے

سیاہ کاروں پہ ہر تار مشکبار رہا

ہمارے دل میں ہمیشہ ہوائے یار رہی

مگر نہ ہم پہ کبھی ان کو اعتبار رہا

مٹے کچھ ایسے کہ مٹ کے بے نشان ہوئے

مگر یہ مٹنا ہمارا نشانِ یار رہا

تمام عمر کٹی انتظار میں اب تو

نہ ہم رہے نہ ہمارا وہ انتظار رہا

غبار ہو کے اڑے کوئے یار میں لیکن

ہمارے یار کے دل پر وہی غبار رہا

خدائے پاک کی رحمت ہو اُن نگاہوں پہ

کہ جن کے لڑنے سے دل میرا بیقرار رہا

نجات مل نہ سکی جب ہجومِ عصیاں سے
میری نجات کا رحمت پہ انحصار رہا

فریدِ پاک کی پاکی کی اِک دلیل ہوں میں
کہ بے گناہ ہی رہا گرچہ گنہ گار رہا

ہمارے عجز نے ایسے نیاز کر ڈالے
کہ ہر نیاز میں ناکام کامگار رہا

محمدؐ عربی کے غلام کے صدقے
کہ ہر زمانے میں عالم کا تاجدار رہا

کنارِ یار سے نکلا نہیں محمدؐ یار
جہاں رہا وہ محمدؐ سے ہمکنار رہا

○

مجھ کو قسم ہے خالقِ عرشِ عظیم کی
یادِ خُدا ہے یادِ رسولِ کریم کی !!

بھولا ہوا ہے جس نے بھلایا حضور کو
بھولی ہے اس کو یاد رہِ مستقیم کی

بیشک گنہگار ہوں ڈرتا نہیں ہوں میں
عادت ہے مجھ کو یاد غفورُ الرّحیم کی

قسمت پہ مجھ کو ناز ہے قسمت کو مجھ پہ ناز
خوش بخت و شادماں ہوں قسم ہے قسیم کی

یٰسین میں مزمّل و طٰہٰ و طور میں!
تفسیر ہے فقط رُخِ درِّ یتیم کی

جلوہ نما ہے نورِ نبی شش جہات میں
کونین میں نمود ہے ماہِ وسیم کی

طالب خدا ہے اُن کا وہ طالب خدا کے ہیں
تفریق ہے فقط یہ حبیب و کلیم کی

صلِّ علیٰ یہ عظمت و اعزازِ مصطفیٰ
یادِ خدا ہے یادِ رسولِ کریم کی

ہر صبح و شام ہوتی ہے بارانِ بیکراں
ہم مجرموں پہ آپ کے لطفِ عمیم کی

زاہد تری تمام عبادت فضول ہے
دل میں اگر تڑپ نہیں حُبِّ کلیم کی

لاریب دو جہاں میں وہی سرفراز ہیں
اُلفت ہے جن کے دل میں نبئ کریم کی

دونوں جہاں کی ظلمتیں کافور ہو گئیں
اُٹھی رُخِ جمال سے چلمن جو میم کی

یہ حسنِ مہر و ماہ یہ شادابئ چمن
ہے اک کرن جمالِ حبیبِ علیم کی

روزِ جزا کی فکر ہو کیوں کر محمّدا
بخشش ہے اُن کے ہاتھ میں اپنے اثیم کی

○

حصّہ سوم

سرائیکی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آکھاں میں کیا ہیں جگ دے وچ کیرھا کیرھا لگدے مِٹھا

حسن ازل کر نازول وچ ہر ادا لگدے مِٹھا

یوسف مِٹھا یعقوب دا عاشق سچا ایّوب دا

مجنوں کوں لیلےٰ خوب دا کالا کُتا لگدے مِٹھا!

ہتی ہیر سچی توڑ دی، رانجھن دے اصلوں جوڑ دی

کھیڑیوں رہی منہ موڑ دی ورا کھ ڈِٹھا لگدے مِٹھا

سوہنی ڈِٹھا مہینوال کوں سانول دی چینچل چال کوں

لاگل بڈی جنجال کوں عاشق سچا لگدے مِٹھا

از ارض تا فوق السمأ از عرش تا تحت الثریٰ

دلبر دے سارے ملک دا ہک ہک ذرہ لگدے مِٹھا

شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ نور الھدیٰ صدر العُلیٰ

حضرت محمد مصطفیٰ خیر الوریٰ لگدے مِٹھا

○

قاصد مٹھا مصریاں ڈیساں، پنل منا ایویں ونج تے آ

دُھرمک پے رٹھی سرکار کوں، راہوں والا ایویں ونج تے آ

قصّے سناویں مردے، عاشق سچے پُر درد دے

یعنی سسّی بے پردے، واگاں بھنوا ایویں ونج تے آ

ڈُکھ درد وچ لاچار ہاں، بے کار زار نزار ہاں

ہر دم تتی بیمار ہاں، گھن آ دوا ایویں ونج تے آ

گالھیں بھُوں بھر مار دیاں، اقرار دیاں انکار دیاں

ظالم دی دار مدار دیاں، بھیں سُن آ ایویں ونج تے آ

کھُلسن کرار تے کول ہن، لگسن ھزار بول ہُن

تھیکر ظلُوم جہُول ہن، ونج بار چا ایویں ونج تے آ

بنھدی نہیں ہن کیا کراں، بے وس تتی چیکاں بھراں

دیداں اڑیاں اچیں گھراں، کئی کر ڈکھا ایویں ونج تے آ

ونج دردی تفصیل کر، فرقان دی تنزیل کر

قرآن دی ترتیل کر، بیٹھ رُوا ایویں ونج تے آ

یا کجھ کنیں وچ ڈور ہن، یا ظلم دے وَل دُور ہن
نہ نہ ہپنل بے غور ہن، گج گج الا ایویں ونج تے آ
ہیں فرد کوں مسرور کر، ہوں، خان کوں مجبور کر
بہرِ خُدا اُڈکھ دور کر، ونج ونج نہ تا ایویں ونج تے آ

○

لب لعل ماہی بھال کر ساڈے منٹڑے ایویں آ تے ونج
توں بن مِٹھا من ٹھار ہن ڈکھڑے گھنٹڑے ایویں آ تے ونج
دلڑی سڑے سے ڈکھ سہے لکھ سول تے لت مُک سہے
دیدار دی نت تکھ سہے سر نتیں نیٹڑے ایویں آ تے ونج
بہرِ خدا کجھ غور کر آوندی کتی سفے الفور کر !!!!
آجَو رتے دل جور کر جو کجھ نٹڑے ایویں آ تے ونج
ناشاد دل کوں شاد کر آ گھر ولا آباد کر !!
بے داد سٹ کجھ داد کر دشمن سُنٹڑے ایویں آ تے ونج

اک چمک پتے لبھڑیں آئے دل درد وچ جھنبڑے آئے

تیڈڑے عشق وچ چیڑیں آئے مکدے جھنڑے ایویں آتے ونج

تیں وانگ مالک راج دے سلطان تخت تے تاج دے

مالک سچے معراج دے کئی ماہنڑبے ایوں آتے ونج

قاصد دلیں وچ شور ہنڑسکدے سنجی تے زور ہنڑ

آکھیں سجنڑبے غور ہنڑ چھپٹ نہیڑیں ایویں آتے ونج

بادِ صبا تاکید کر ونج سجدہ تفرید کر!

ہیں فردی تائید کر ساڈی گنڑے ایوں آتے ونج

○

ارشد دے ارشاد اساکوں ہر ہک دم وچ یاد ن

دل برباد کرن دے کیتے درد وڈے اوستاد ن

جے اوشیریں بنڑ بہن تاں دل ساڈے فرہاد ن

پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم یار دے لطفوں لکھ دلڑیاں آباد ن

درد اساکوں ماندا کیتا، درد ونڈو کوئی ہووے
رووں وچ امداد کرے بہہ نال اساڈے رووے
میٹھہ وسدے اِتھ موتیاندے بہہ ہار ہنجھوں دے پووے
شالا پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساڈے منہ کالے آ دھووے

○

محبوب سبھے رکھ ہک پاسے	نازک متوارہ ہک پاسے
نمکیں رخسارہ ہک پاسے	قرآن دا پارہ ہک پاسے
ابرو خمدارہ ہک پاسے	تلوار دا دھارہ ہک پاسے
تلوار دو دستی ہک پاسے	ابرو دا اشارہ ہک پاسے
سب نبی تے مرسل ہک پاسے	میڈا نبی سونہارہ ہک پاسے
میڈے درد دے دفتر ہک پاسے	مجنوں وچارہ ہک پاسے
عاشق دا پسارہ ہک پاسے	زاہد دا کھپارہ ہک پاسے

مسجود محمد ہک پاسے
ساجد جگ سارا ہک پاسے

حقیقت دے پردے پھڑیندے محمدؐ

خدا نال ہک تھی جلیندے محمدؐ

اوکھڑپین دی ول پاڑ لیندے محمدؐ

نکھڑ گئیں کوں دم وچ ملیندے محمدؐ

اولا چار تھی تے انا الحق الیندے

جیکوں راز اپنا ڈسیندے محمدؐ

جڈاں ہتھ اُتے ہتھ رکھیندے محمدؐ

خدا نال بندے ملیندے محمدؐ

خُدا سُنڑدے ہاسے جتوسے وٹھوسے

محمدؐ دے اولے الیندے محمدؐ

عمر آخر آئی اجنڑ لکھ اُمیداں!

اجھو جھات رحمت دی پیندے محمدؐ

اساں سُنڑدے آیوں قدیماً حدیثاً

غریبیں دے ویڑھے وسیندے محمدؐ

جے آوقتاں دیدیں دے میں فرش لیساں
اے نت شوق تیڈا تپیندے محمدؐ

اوڈوں نیڈے منکر صدا سخت تیندن
ایڈوں درد تیڈا ستیندے محمدؐ

تیڈے منکریں دا میں کیا ڈکھ سناواں
کوئی لت کوئی ٹھک مریندے محمدؐ

میڈے قتل دے مشورے وچ اکھیدن
محمدؐ دے قصے سُنڑیندے محمدؐ

جے عاشق سڈاویں تاں سُنڑ شیر مردا
مصائب دے جھنبے پٹیندے محمدؐ

صبر نال جالیں تے کیتی نہ گالیں
اتھاں ماشے تولے تُلیندے محمدؐ

علی شیر حق پیر مشکل کُشا دیاں
لکھاں مشکلاں حل کریندے محمدؐ

ہیں سینے کوں ہیں کیوں مدینہ نہ آکھاں
جتھاں دمبدم جھوک لیندے محمدؐ
نہ مٹسے نہ مٹنسے تیڈا نقش دل توں!
او مٹسے جو تیکوں مٹیندے محمدؐ
جدائی دیاں سانگاں ہجر دے سنگولے
ایہو دل ہمیشہ جھلیندے محمدؐ
ایہو فرد ڈٖاہیں فریدالزماں کوں
فقط تیڈی سِک بُکھ لہیندے محمدؐ

○

حقیقت محمدؐ دی پا کوئی نہیں سگدا
ایتھاں چپ دی جا ہے الا کوئی نئیں سگدا
ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر
ایہو راز مشکل ڈٖسا کوئی نئیں سگدا

محمدؐ دی صورت ہے صورت خدا دی
میڈے دل توں نقشہ مٹا کوئی نئیں سگدا

اساں در محمدؐ دے سجدے کریسوں
جو ہیں در توں سر ساڈا چا کوئی نئیں سگدا

محض لادوا ہاں طبیبیں کوں آکھو
میڈی مرض دی کر دوا کوئی نئیں سگدا

انا الحق ، انا اللہ الاون ہے سوکھا
اَنَا اَحمدُ کوں الا کوئی نئیں سگدا

مذاہب دے جھگڑے اساں چھوڑ بیٹھے!
محبت دا جھگڑا چھڑا کوئی نئیں سگدا

جے ڈاڈھے الیسو عمل حبط تھیسن
عمل حبط تھیں کوں ولا کوئی نئیں سگدا

وَلَا تَرْفَعُوْا فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ
بحکمِ خدا غل مچا کوئی نئیں سگدا

شریعت، طریقت، حقیقت دے قصے!

سوا معرفت دے ڈسا کوئی نئیں سگدا

علی شیر حق پیر مشکلکشا دے

سوا جامِ کوثر پلا کوئی نئیں سگدا

سوا چار یارین نبی مصطفےٰ دے

خلافت کوں ہرگز چھکا کوئی نئیں سگدا

حقیقت محمد دا الاحل معمّا

نہ حل تھیا اینکوں حل کرا کوئی نئیں سگدا

اساں نت محمدؐ دیاں نعتاں نبڑیسوں

اساں وانگ نعتاں بنا کوئی نئیں سگدا

جے سر ڈیوو آ ڈا ایتھاں سر لڑیندے

سوا سر ڈتے ہتھ اڑا کوئی نئیں سگدا

ز آغاز و انجام پاک است یارم
زباں ڈلدی ہے حق الا کوئی نئیں سگدا

نال وسنڈڑے سنہڑیں آن کبھی تاں پردہ اٹھایا کر

ساڑ حجاب فراق دا لطفوں وصل دا جام پلایا کر

میں انڑ سوہیں راہ کنڈ بلا رُلدی پھر دی جنگل بیلا

تو نڑیں ہووے وقت کویلا ساڈے نال الایا کر

رب رسول سنجاتم تینوں حق جانڑ دا جانم تینوں

جو کجھ پاتم پاتم تینوں کجھ انصاف تاں پایا کر

ہاں مقتول نگاہ پراناں بے دس تیڈے راہ وکانڑاں

تو نڑیں رکھدیں لکھ بہانڑاں ساکوں نال بلہایا کر

مہروں آپ بلا کر مینوں قہروں خاص جلا کر مینوں

آ وچ خاک ملا کر مینوں پیریں نال لتاڑیا کر

فرد فریدالدّین کوں ڈہدیں نازک حق آئیں کوں ڈہدیں

مرد معین الدّین کوں ڈہدیں وَجہُ اللہ پکایا کر!

○

ہر صورت وچ اظہار ڈٹھم کل خار کوں گُل گلزار ڈٹھم!

کتھ صدق صفا بھرپور ڈٹھم — کتھ مکر فریب تے زور ڈٹھم
کتھ اقرب تے کتھ دور ڈٹھم — کتھ نور ڈٹھم کتھ نار ڈٹھم
کتھ شاہنشاہ رسولاں دا — مسجود فروع اصولاں دا
ستّار ظلوم جہولاں دا — احمد مرسل مختار ڈٹھم
کتھ واجب ذات قدیم ڈٹھم — کتھ احمد کوں بے میم ڈٹھم
کتھ فی أحسنِ تقویم ڈٹھم — کتھ عربی دا سردار ڈٹھم
بوبکر، عمر منظور ڈٹھم — عثمان، علی مسرور ڈٹھم
حسنین سراسر نور ڈٹھم — وہ پاک محمّد یار ڈٹھم
کتھ پاک فریدالدّین ڈٹھم — کتھ نازک حق تمکین ڈٹھم
کتھ شاہ معین الدّین ڈٹھم — کتھ قطب الدّین طیار ڈٹھم
کتھ ملوانے مغرور ڈٹھم — کتھ مستانے مخمور ڈٹھم
کتھ سرمد تے منصور ڈٹھم — سرداریں کوں سردار ڈٹھم
کتھ ہیر تے رانجھن پیر ڈٹھم — کتھ ہوت تے ملک ملہیر ڈٹھم
کتھ سسّی دامن گیر ڈٹھم — سب دردوں تار متار ڈٹھم

کتھ ابرو کوں تلوار ڈٹھم — کتھ نیناں کوں خونخوار ڈٹھم
کتھ زلفاں دی بدھ مار ڈٹھم — واہ عشق دی پھڑ پھاڑ ڈٹھم
لکھ ڈاتے دی وہ ذات ڈٹھم — ہک ذات کنوں لکھ ذات ڈٹھم
آثار افعال صفات ڈٹھم — ہک نور دے سب انوار ڈٹھم
کتھ گلشن باغ بہشت ڈٹھم — کتھ گلخن زاغ تے زشت ڈٹھم

کتھ کعبہ دیر کنشت ڈٹھم
کتھ بلبل خوش گفتار ڈٹھم

○

احد نال احمد رلا کیوں نہ ڈیکھاں
حبیب خدا کوں خدا کیوں نہ ڈیکھاں
ہیں صورت دے اولے او بے صورت آیا
محمدؐ دی صورت ڈسا کیوں نہ ڈیکھاں
اے حق ہے تے پک ہے نہ شک ہے تے اکھ ہے
ولا کیوں نہ ڈیکھاں ولا کیوں نہ ڈیکھاں

سُنڑے لَن ترَانِیُ نبی طور والا!

محمدؐ دے اولے خدا کیوں نہ ڈیکھاں

اوہک ذات باجملہ اوصافِ کامل!

محمدؐ دے وچہ جہات پاکیوں نہ ڈیکھاں

جِتھاں جہات پاتم مُحمّد سنجاتم

بہر جا مُحمّد دی جا کیوں نہ ڈیکھاں

اے دولہا دُلارا مُحمّد پیارا

لے لولاک دا لاڈلا کیوں نہ ڈیکھاں

اے حق دا نطن رااساڈا سہارا

غریبیں دا چارہ سدا کیوں نہ ڈیکھاں

اوہے کون لوک اِن جو بُلبُل کوں روکن

بگلزار احمد الاٰ کیوں نہ ڈیکھاں

پٹاں شرک دی پاڑ ساڑاں دوئی کوں

ایں ہک دل دا ہک دلربا کیوں نہ ڈیکھاں

محمدؐ دی صورت خدا کیوں نہ ڈیکھاں

خدا ڈیکھدیں مصطفےٰ کیوں نہ ڈیکھاں

ملائک تے مُرسل چہ اعلیٰ چہ افضل!

بدرگاہِ احمد گدا کیوں نہ ڈیکھاں

اے صُمٌّ تے بُکمٌ تے عُمیٌ اڈاہیں

کڈاہیں نہ ولسن ولا کیوں نہ ڈیکھاں

میں تبلیغ دا حق ادا کر ڈکھالاں

ہیں بُلبُل دا غلغل سنا کیوں نہ ڈیکھاں

اساں نال سانول الیسو کہ کیناں

اوہے قول اگلے پلیسو کہ کیناں

مہر دیاں نگاہیں بھلیسو کہ کیناں

او رس رنج پرانی ونجیسو کہ کیناں

ہے اصلوں تے ازلوں اے تنڑطی تساڈی
ہیں کملی کوں ول گھر وسیسو کہ کیناں

تساڈی سڈ یجاں تے در در میر یجاں
کتّی کوں پکڑ بدھ ملبھیسو کہ کیناں

میں تک تک تھکی ہاں تے تھک تھک ہٹی ہاں
مُٹھی ڈو نگاہیں بھلیسو کہ کیناں

او بھانڑے پُرانڑے تے اگلے ٹکانڑے
منڑیسو سیالیں سڑلیسو کہ کیناں

اے کھیڑے اوڑے رکھن نت بکھیڑے
سروں ہیر دے شر ٹلیسو کہ کیناں

ہوں تختوں اتر کر تے بختوں گزر کر
سڈ اچاک جھنگ ہیر پیسو کہ کیناں

اے وردیں دے قصے تے مردیں دے حصے
سنڑیساں ذرا وقت ڈیسو کہ کیناں

اُناوِل تپایا اُبا ھل ھرایا

ہلا ہل دی گولی پلیسو کہ کیناں
صبا کوٹ مٹھن دے پیریں کوں آکھیں
ہیں مُکبل کو خود گُل نبڑیسو کہ کیناں

دل دردتوں ماندی نہ تھی دردِ جگر ایویں ہوندن
وِلیسن گزر اصلوں نہ ڈر ظلم و قہر ایویں ہوندن
ہے عشق وچہ مشکل بہوں، چِک چل اتے پگِڑ ہوس
ہمت کریں اے دل بہوں، ظلمیں سفر اینویں ہوندن
سُنڑ حال میں بے حال دا، دشمن بنجڑ پیا بھال دا!
پتا نہ پیا مہینوال دا، سے بے خبر اینویں ہوندن
سوہنی شو دی لہریں گیتی، بے وس تتی بجریں گئی!
کھنڈ کھنڈ خبر شہریں گئی، عاشق نڈر اینویں ہوندن

چھک پئی سسّی ہک تِل کنوں، پنل ونجائیس گھل کنوں
رہ گئی مٹھی منزل کنوں، او کھے پہرائیویں ہوندن

سردار تھی داریں چڑھن تھی یار دیداریں چڑھن
چھڈ عیش دشواریں چڑھن گئی شیر نرائیویں ہوندن

لاخوف تھی جالن عُمر، رکھدے نہ دل وچ کئی خطر
فرشوں تے عرشوں گتے گذر، ملکوں بدرائیویں ہوندن

بدمست تے بے باک ہن، وہ چست تے چالاک ہن
سُلطان ہن بتھے چاک ہن، ہیریں دے درائیویں ہوندن

ہر وقت ہر دم نال ہے، مہروں نہ کردا گالھ ہے
سانول دی الٹی چال ہے، سنہڑیں دے شہرائیویں ہوندن

یوسف وسے کنعان وچ، یعقوب دی جندجان وچ
سے دل پھٹے ہر آن وچ، دیدیں دے پرائیویں ہوندن

عُشّاق دے سالار وسر، کربل دے غازیاں دے صدر
مُرسل محمّد دے پسر، جان و جگرائیویں ہوندن

محبوب تے معصوم ہن، معلوم تے مکتوم ہن!

موجود تے معدوم ہن، لعل و گہر اینویں ہوندن

نازک فریدوں مست ہن، قائم بہ رازِ الست ہن

ہر وقت جام بدست ہن، غرق الخمر اینویں ہوندن

جسموں تے اسموں پاک ہن، وارث شہ لولاک ہن

ہر وقت وِچ غمناک ہن، صاحب بصر اینویں ہوندن

ونج ڈیکھ کوٹ شریف کوں، یثرب دے خاص حریف کوں

مظہر لطیف ظریف کوں، نازک نگر اینویں ہوندن

کیوا کے سر سر مد بھئے، حد توں گزر انحد بھئے

عشقوں احد احمد بھئے، شق القمر اینویں ہوندن

نہ چاہ چاہ تے جاہ دی، خواہش نہ ملک تے شاہ دی

دل بھاہ بھڑکے آہ دی، سوزِ سقر اینویں ہوندن

گل وِچ ہمیشہ کل ڈیکھن، انگور وِچ قلقل ڈیکھن

ہر گل دے وِچ بلبل ڈیکھن، صاحب نظر اینویں ہوندن

ڈسے خرقہ پیون جام کوں، بھُل گئے کفر اسلام کوں

آغاز تے انجام کوں، سودے سکھ اینویں ہوندن

تھی فرد اغیاروں رہن، بے کار کم کاروں رہن

آزاد گھر باروں رہن، شاغل بشر اینویں ہوندن

○

نینڈڑے مکھڑے ڈٹھیں مٹھا مدنی موہن

سک لہندی نہیں، دل رجدی نہیں

اساں خاص قدیمی بردے ہوں

اساں نوکر تیڈڑے دردے ہوں

اساں کٹھڑے تیغ نظر دے ہوں

ہے گالھ پرانی، اج دی نہیں

اِسے خاص قدیمی بردی ہے

اِسے گٹڑی تیڈڑے دردی ہے

اے کٹھڑی تیغ نظر دی ہے

ہے روز ازل دی، اج دی نہیں

تو نڑیں لکھ ٹال مٹال کرو
نہ لطف کرم دی بھال کرو
کر خاک مٹی پامال کرو

دل حلقہ بگوش اے بھجدی نہیں

میں کوجھی تے بد عملی ہاں
بے کاری تے بے سملی ہاں
لج تیڈی ہاں تونڑیں کملی ہاں

کیا پاس تساکوں لج دی نہیں

جو در تیڈے مرخاک تھئی
ہر عیب کنوں ونج پاک تھئی
ہر آن سدا غمناک تھئی

ہم غم دی رہی دھج وجدی نہیں

نہ مفتی قاضی جور کرن
نا فتوے ڈے وچہ فور کرن
ہے حق رانجھنڑ دا غور کرن
ایہا ہیر کھیڑیں کوں سجدی نہیں

جو فرد وانگوں آزاد ہوئی
صدیق ہوئی دل شاد ہوئی
وچہ ملک سبھے آباد ہوئی
ہنڑ کوڑ فریب تے پج دی نہیں

○

سکھ سیجھ دیاں نیندراں گیاں، سانول سدھایا کیا کراں
لائق نہ ہم دیدار دی، دیدیں اڑایا کیا کراں
کیا کیا سناواں حال ہنڑ، دلبر نہ نیستم نال ہنڑ
پے گل وڈے جنجال ہنڑ، زلفیں پھسایا کیا کراں

بڈتر پیم وِنج دھار وچ، ظلمات دھوں اندھار وچ
موجیں دی وار مدار وچ، قادر کھڑایا کیا کراں

لائی انوکھی پیت ہم، گئی دیر چھوڑ مییت ہم !!
نازک ڈسائی ریت ہم، رہیتیں رُوایا کیا کراں

مولا ڈٹھو سے پیر وچ، اللہ دی تصویر وچ
بحرِ محیط دی سیڑھ وچ، مُکھڑا ڈکھایا کیا کراں

نہ قیل ہے نہ قال ہے حق ہے حقیقی حال ہے
حق دا جمال کمال ہے، حق حق الایا کیا کراں

ملاں پھرن مغرور ول، رہندے حضوروں دور ول
دِل بغض دے ناسُور وَل، غفلت مُسایا کیا کراں

عالم مقال تے قیل دے، ماہر قیاس دلیل دے
مظہر فقط تفضیل دے، مطلب ونجایا کیا کراں

لنگر دَگے انعام دا، پیریں دے فیض تمام دا
بحرِ اخواص عوام دا، منکر نہ آیا کیا کراں

اے بارہا چاونڑن دا نہ، سینے دے وچہ ماونڑن دا نہ
منہ کھول تے گانونڑ دا نہ، ہڈ چم جلایا کیا کراں

سولیں ستایا ہنڑ بھوں، سوزیں تپایا ہنڑ بھوں
تانگھیں اکایا ہنڑ بھوں، پینل پرایا کیا کراں

اوڑک کریسین بھال ول، کڈھسن گلوں جنجال ول
تھیسوں ولا خوش حال ول، عاشق ہنڑایا کیا کراں

کیویں چھپانواں درد کوں، رُخ زرد آہیں سرد کوں
ہیں فرد غازی مرد کوں، پیڑیں ہرایا کیا کراں

○

سیّد سردارا من گھن
عالی سرکارا من گھن

تو مظہرِ ذاتِ صمد ہیں
بے عیب اتنے بے حد ہیں
تو اَحَد دوں بھیا احمد ہیں

محبوب پیارا من گھن

تیکوں کیا آکھاں توں کیا ہیں
ہر ہک دے وچ ڈِسدا ہیں
سب موجاں توں دریا ہیں
بحر الانوارا من گھِن

جڈاں عشق اجارا چاتم
لکھ وَل شکل دیوچ پھاتم
پر حق جانن دا جاتم
خود گھوٹ کنوارا من گھِن

توں خود رحمت مولا ہیں
وسعت وچ بے ہمتا ہیں
ہر ویلے ہر ہِک جا ہیں
شاہد جگ سارا من گھِن

تیڈے حسن دے ہوکے ڈیسوں
سر بار ملامت چیسوں

مر ویسوں نہ وسریسوں
نہیں کھل خچکارا من گھن

توں افضل وچہ ہر شانیں
بوبکر عمر سلطانیں
عثمان علی دی جانیں
ہک ڈوں ترے چارا من گھن

توں پاک فریدالدینیں
حق نازک باتمکینیں
دلدار معین الدینیں
اے قطب مدارا من گھن

ڈکھ ٹال تے دفع بلا کر
دشمن کوں تہ بالا کر
رحمت دا شان ادا کر
ہاں سخت ڈکھارا من گھن

تیڈے عاشق سخت ملولین
ہک دل تے لکھ لکھ سولین
انسان ظلوم جہولین
کر درد دا چارا من گھِن

توں ہر دل دا دلدارین
غمگینیں دا غمخوارین
توں پاک محمّد یارین
کر یاری یارا من گھِن

توں حق ہیں حق ہیں، حق ہیں
حق باطل توں مطلق ہیں
مکتوم اتے معلق ہیں
مُرسل مختارا من گھِن

توں پار تے میں اُروار اں
لاڑ چار تے زار نزاراں

ہیں پاسے موڑ مہاراں
دریاؤں پارا من گھن

تیڈا بلبل زار نزارے
رووݨڑ دے نال وپارے
جے چاہیں بیڑا پارے
لے میر بجارا من گھن

○

رکیسیں نجد یا نام محمدؐ مصطفےٰ کیتنتیں
نہ پیسیں جامِ عشقِ احمدِ خیرُالوریٰ کیتیئیں
امام المرسلین من گھن !!
شفیع المذنبیں من گھن
خدا دا جانشین من گھن
ونجلیسیں محمدؐ عا کیتیئیں

وفا کر بے وفا نہ بنڑ
حیا کر بے حیا نہ بنڑ
محمدؐ دا بھرا نہ بنڑ
لکیسیں پیو تے ما کیتیئیں

بشر آکھن توں ہنڑ بس کر
کفر و نجنڑ دے نہ وس کر
نہ رہ بے چس ذرا چس کر
نجیسیں بے مزا کیتیئیں

بشر دا دعویٰ سٹ نجدی
قہرا زلوں کھڑا وجدی
بدل لعنت دا پیا گجدی
جھلیسیں سر گڑا کیتیئیں

بشر اکھیو تاں شر تھیسی
توں دوزخ کوں در تھیسی

اتوں نازل قہر تھیسی
نہ ڈر سیں منکرا کیتئیں

احد کوں سُو بسُو ڈیکھیں
بہر جا کُو بہ کو ڈیکھیں
مُحمّد ہو بہو ڈیکھیں
نٹیسیں اکھ ڈسا کیتئیں

خدا آکھاں تاں جگ ڈر دے
جدا آکھاں تاں دل مر دے
صفا آکھاں تاں حق تر دے
کر بیساں لک لکا کیتئیں

اساں بُلبُل ہوں گل تر دے
مُحمّد پاک پرور دے
خدا دے خاص مظہر دے
توں سِر سیں نجد یا کینتیں

ست علم عمل دے دھندے نوں!
کر پاک اہیں دل گندے نوں

جے آویں تاں حال سناواں
کھول حقیقت راز ڈساواں
تیڈی ذات دا انت نہ پاواں
چھڈ ملوانڑے اندھے نوں

بشری ویس وٹا کر آیا
احد اوہا احمد سڈوایا
اپڑیں ملک کوں آپ وسایا
آ ڈیکھ شہنشہ بندے نوں

یاری چھوڑ نھیوں اغیارا
تلخ زقوم کنڈیلا خارا
جے سر ڈیسیں ملسے چارا
جھل ڈیکھ فریدی رندے نوں

فِقہ اصول عقائد ٹھپ رکھ
تمن متون فوائد ٹھپ رکھ
نقل نقول قصائد ٹھپ رکھ
ہک جانڑیں چنگے مندے نوں

کئی خاکوں پاک گئے وَہ وَہ
کئی چڑھ افلاک گئے وَہ وَہ
کئی سینے چاک گئے وَہ وَہ
چھوڑ عشق دے جاہی ڈنڈے نوں

تھی کر مرد گزار انھائیں
فردوں فرد گزار انھائیں
بنڑ کر درد گزار انھائیں
ہنڑ سٹ کوڑے کھڑکھندے نوں

○

محمدؐ مصطفیٰؐ رازِ خدا دی گال کیا پچھدیں

تھیا حق نال ہک حق دی، حقیقت حال کیا پچھدیں

کرم دی بھال جے بھالے، ہزاراں درد ہِن ٹالے

مٹھے چنپل دی وہ چالے، کرم دی بھال کیا پچھدیں

اینڈی رفتار توں صدقے، اینڈی گفتار توں صدقے

اینڈے دیدار توں صدقے، اینڈے خط خال کیا پچھدیں

اینڈے اقوال توں صدقے، اینڈے افعال توں صدقے

اینڈے احوال توں صدقے، میڈے اعمال کیا پچھدیں

اِتھاں خود عبد سڈویندے، اُتھاں حق نال مل ویندے

دماغیں کوں چکر ڈیندے، ہے اُلٹی چال کیا پچھدیں

عبودیت کوں رنگ لائیں، الوہیت کوں چمکائیں

تے ہر ہر شان ٹھمکائیں، مفصّل حال کیا پچھدیں

جدائی توں جُدائی ہے، خدائی تک رسائی ہے

فقط ہک آن لائی ہے، اینڈے پر بال کیا پچھدیں

خدائی ایندی جاگیرے، ایندی تدبیر تقدیرے

اشارے کر کے چن چیرے، ہے قدرت نال کیا پچھدیں

ہے حاضر ہر مکان اندر، تے ناظر ہر زمان اندر

مکان و لامکاں اندر، رہے ہر نال کیا پچھدیں

میٹھے دردیں دا افسانہ، سُنڑے جو ہووے دیوانہ

ایہ جگ سارا ہے بیگانہ، جے ہے دم نال کیا پچھدیں

اکھیں کوں سک ہے ہر وونڑ دی، اساڈے منہ دھونڑ دی

ہنجوں دے ہار پوونڑ دی، پئے پڑوال کیا پچھدیں

ڈسیندے سب کوں عبداللہ، ڈسیندے رب کوں وجہ اللہ

مطیعش قَدْ اَطَاعَ اللہ، ایندے احوال کیا پچھدیں

کلام او کلام اللہ، سلام او سلام اللہ

غلام او غلام اللہ لکھاں پا مال کیا پچھدیں

جلال او جلال اللہ، وصال او وصال اللہ

جمال او جمال اللہ، ایندے ادلال کیا پچھدیں

اے دل ازلوں ہے دیوانی شرابِ حُبدی مستانی
محمدؐ یار وچ فانی، وڈے جنجال کیا چھڈیں!

○

لوا بروِیار دے خمدار وہ وہ
تکھی تلوار جوہردار وہ وہ

محبت وِچ ہزاراں خار وہ وہ
تنی بُلبُل دے ہن گلزار وہ وہ

ڈکھاں دی نیر ہے بھر مار وہ وہ
فجر پیشیں رہے بدھ مار وہ وہ

اُتھاں ٹھہ ٹھہ کھلنڑ مسکار وہ وہ
اتھاں سو ونڑ پٹینڑ دیکار وہ وہ

سدا سولاں دے سر سہرے سہاون
اساڈے گل ہنجوں دے ہار وہ وہ

تتے برہوں اسیکوں وہ تپایا
ڈرے دوزخ برہ دی نار وہ وہ

کرم کیتا فریدالدین پیارے
گئی مر بُھر اساڈی عار وہ وہ

تھئی دل ور دتوں دلبر دی بردی
بھلی شر خیر دی پٹکار وہ وہ

کیتے توحید آ دل وچ ٹھکانے
گئے تقلید دے آثار وہ وہ

حرم اسلام دے اذکار وہ وہ
حقیقی کفر دے زُنّار وہ وہ

ابو بکر و عُمر و عثمان و حیدر
مُحمّد مصطفےٰ دے یار وہ وہ

علی و فاطمہ شبیر و شبّر　　رسولُ اللہ دے انوار وہ وہ

معین و قطب و شاہنشاہِ نازک　　فرید نڑ پاک دے تکرار وہ وہ

اساں توں عشق آجیتی ہے بازی　　اوندا جیتنڑ ا ساڈی ہار وہ وہ

عمر گزری ہے ڈکھ دا بار چیندیں　　سجن کیتی نہ ول نِروار وہ وہ

احد احمد تھیا اظہار وہ وہ

تعالیٰ اللہ محمّد یار وہ وہ

○

تتی دلڑی نہ تھی ماندی　　اجھو ڈیسن بانہہ سراندی

تھی صابر کر چپ چاپے
خود اوسن گھر وچ آپے
مروین سول سیاپے
مک ویسی رین ڈکھاندی!

جے تیئیں نا سیں وچ ساہ ای
رہ پاندھی نہ کڈھ ساہی

اوڑک مل پوسیا ماہی

ونج مانڑیں سیج پھلاندی

کیا خاصے تے کیارا سے

دلبر ہر ہک دے پاسے

گئی یاس ہمیشہ آسے

تج پوسے درد مندا ندی

نت سولیں تانگیں تایا

کیا اوکھا ویلھا آیا

دل دار نہ گھر پوں پایا

ہاں باندی جیں دے ناندی

بن دلبر دل دلگیرے

سچ آکھیا بخش بشیرے

اوکھے ملدن لعل تے ہیرے

جھل لت ہمک بیدردا ندی

کیوں درد دا حال سُناواں
کیوں رو رو لوک رواواں
بے انت دا انت نہ پاواں

وَہ پیت ڈُٹھی سجنڑاندی

ہے سانگ کسانگ اجل دا
ہے اوکھا پینڈا اتھل دا
کیوں چھوڑاں پاند پنل دا

دنج پیچ سڑیاں باندی

گھر پاک فریدنڑ آون !
آ نازک قدر مناون
رل مل ہک راند رساون

ہے ریت مٹھی متراندی

سٹ زر زیور تے گھرڑی

تھلبر وچ ملسیا وزڑی

کیا کرسیں عیش محل کوں
ونج گول اصیل اصل کوں
ادں سُہنڑے خاں پنل کوں

ل پوسیا ہمت کرڑی

نیں باری پانڑیں تارے
دلدار دا دیرا پارے
نا ساتھی نہ کوئی یارے

ہُنڑ اپڑیں باہیں ترڑی

شہ تخت ہزاروں آیا
وچ جھنگ دے ڈیرا لایا
تیں کارنڑ چاک سڈایا

سُلطان بھنیا چاکرڑی

چھڈ تخت تے بخت بہانڑے
ملکانڑے تے منگھیانڑے
او جانڑے خواہ نہ جانڑے
ونج در دلبر دے مڑی

وہ عشق دا سانگ رسایا
جُڑ پاک فریدنڑ آیا
ہر دل وچ شور مچایا
لا ریب خُدا اکبر ڑی

بر جھر جنگل دے راہن
کھڈ کھڈ وچ نانگ سیاہن
پر درد تیڈے ہمراہن
ڑ پو اصلوں نہ ڈرڑی

سٹ صحبت اوپریاں لوکاں
تاسبز تھیون دل سوکاں

وچ کوٹ شہر لاجھوکاں

ونج کیچ دا پانڑیں بھرڑی

تھی بُلبُل غم نہ کھاتوں

آ اپڑیں آپ کوں پاتوں

گُل ہیں گلزار سُہاتوں

بس مُٹھڈڑے ساہ نہ بھرڑی

⊙

کوٹ مٹھن دے پیر ساڈے بند دلبندے

بخشے رب قدیر ساکوں نور اکھیندے

ہیں گھر پاک دے در نے اقدس تے اطہر تے

سے صاحب توقیر سُرمے وانگ گبیندے

اعلیٰ شان شہاں دا چھوٹے مُونھ نہ ماندا

پڑیں دی ترٹ بھبڑ وچ کیا آکھ سگیندے

ہک روضے دے اندر ست اقطاب برابر
آپت وچ کھنڈ کھیر منکر کافر تھیندے
اکمل پیر مکمل شیخ مُحمّد عاقل
قاضی کل تقدیر اتھاں پچ الیندے
وہ محبُوب خُدا دا، سخیاں دا اُستادا
حاتم دا منگیتر ڈیکھ خند الجنیندے
بیشک فخر جہانے پیریں وچ سلطانے
روشن پاک ضمیر نُوری جسم سُنڑیندے
فرد فریدوں پارن وہ اعظم او تارن
اللّٰہی تصویر پے بھگوان منیندے
مرد موحّد غازی، عاشق جیتی بازی
حق مطلق اکسیر نازک پاک سڈیندے
نازک پیر دا جایا اجمیری بن آیا
شاہنشاہ فقیر ساڈے دوست چھیندے

رُخ دے گاونڑ گاواں یوسف کول بلہاواں
مُصحف دی تفسیر ناز کرشمے ہیندے

قطب فرید سدھایا، پیرں دا سرمایا
دل وچ لکھ لکھ چیر ہر ویلہے ربڑیندے

رو رو نین کمانڑیں قُطبنڑ دے سدھرانڑیں
لُڑھدے نیر وہیر ہٹکیں نہ ہٹکیندے

فیضنڑ سیں حق پایا پاک اللہ ڈوایا
ہک بے دے ہن ویر ڈو کوں ہک سمجھیندے

جند جوانی مانڑن سادڑی دلدا مانڑن!
شیخینڈی تاشیر من گھنّے جوجیندے

نیڈھرڑے ننگیر لسے سارے گھن گئے حصّے
ساڈے وقت اخیر لطف کرو چر بھیندے

اوڑک بھال کریسو، اپنا شان ڈکھیسو
تونڑیں ڈوہ کشیر دامن ہیٹھ لکیندے

میں بلبل بے کاراں تیڈے باغ داخاراں
ہک دل وچ لکھ تیرا پڑیں کون سمبھلیندے

○

کیوں آکھاں یار پریڑے
شہ رگ توں وسدا نیڑے

ہے دلبر دل دا ویری
دل کیتس کولہ کیری
نت کڈھدے چال نویری
وچ دل دے رکھدے دیرے

ہے ساڈے سردار سائیں
جگ جیوے چر جگ تائیں
رل رہسوں سنجھ صباحیں
ہنڑ سانوں کون نکھیڑے

آسینگا دیدن سن توں

نہ بھول اساڈے گُنڑ توں
لکھ واری تونڑیں پنُڑ توں
لا لطفوں جھوکاں زیرے

ہے اصلوں یار کرارڑا
نت مارے بیا بیا دھاڑا
ہُنڑ کھِلدے عالم سارا
وہ ساڈے بھاگ بھلیرے

تھی فرد فرید سڈیساں
جے تیئں ہیں جگ تے جیساں
سب عالم کر سے رلیساں
سڑ سڑ تے مرسن کھیڑے

⊙

مُحمّد مُحمّد پکیندیں گزر گئی　　احد نال احمد ملیندیں گزر گئی
خدا کوں ڈھوسے مُحمّد دے اولے　　مُحمّد کوں ڈہدیں ڈیکھیندیں گزر گئی

کہیں کجھ پکایا کہیں کجھ اساڈی　　محمدؐ محمدؐ پکیندیں گزر گئی

میں اپنڑیں حیاتی توں قربان تھیواں　　خدا کوں محمدؐ سڈیندیں گزر گئی

حقیقت محمدؐ دا الاحل معمّا　　نہ حل تھیا ایویں ہل وہتیندیں گزر گئی

سسّی کھوج پتا نہ پاتا منزل دا　　گلیندیں تے اوجھڑ مریندیں گزر گئی

نبیّیں رسولیں دی احمدؐ دے ورتے　　ہمیشہ گدائی کریندیں گزر گئی

محمدؐ تے محمود و حامد دے ورتے　　کروڑیں دی منتھا گھنیندیں گزر گئی

سجنڑاں حال ساڈے تے وہ بھال کیتی　　انویں رات ڈینہ رہ تکیندیں گزر گئی

لگی مانگھ دی تانگھ دی سانگھ دل نوں　　تتی نت تنگھیندیں تنگھیندیں گزر گئی

اے باندی تساڈی تے باندی تساڈی　　پٹیندیں تے روندیں رو وندیں گزر گئی

فریدُ الزّماں دستگیرِ دو عالم　　تیڈا اسمِ اعظم جپیندیں گزر گئی

تو مشکلکشا تے دو عالم سڈیندیں　　تیڈی جگدی حاجت منیندیں گزر گئی

کرو حال بلبلؔ تے ہک بھال لطفوں
نمانڑیں تیڈا ارہ بھلیندیں گزر گئی

○

نبی سئیں تیڈے مُنہ ڈکھاونڑ توں صدقے
خدا سئیں محمّد بنڑاونڑ توں صدقے
تیڈے میم دے بُرقعے پاونڑ توں صدقے
احد ہو کے احمد سڈاونڑ توں صدقے
خدا کوں ڈٹھو رات معراج کھُل دیں !
تیڈے نیناں دے بار چاونڑ توں صدقے
تیڈا حکم نافذ ہے سارے جہاں تے
خدا دی خلافت چھکاونڑ توں صدقے
عجب طورِ سینا تے جلوے کِتو نیں
عرب آکے چادر لہاونڑ توں صدقے
شہر چاچڑیں وچ فرید آسڈایو
تیڈے ییے دے برقعے وٹاونڑ توں صدقے
حسَن مجتبےٰ پاک بچڑا نبی دا !!
تیڈی سُرخ پوشاک پاونڑ توں صدقے

حُسینڑ شہنشاہ ملکِ رضا دا
تیڈے بال بچڑے کُھاونڑ توں صدقے
اے بُلبُل تیڈا نعت خواں ہے قدیمی
ایندی نعت گاون الاونڑ توں صدقے

○

واہ حضرت عشق حجازی
آپیتری عشق دی بازی
وِچ وحدت دے عبدُاللہ
وِچ کثرت دے وجہہ اللہ
ما اجملک یا اللہ!
وِچ اولے میم مجازی
سب شاناں وِچ اسبق ہِن
لنگھ عرشوں گئے الحق ہِن

ہر قیدوں تھئے مطلق ہِن
کیا بازی مازی غازی

ہر مُرسل توں اعلےٰ ہَین
ہر بندے دا مولا ہین!
افضل اقدم اولیٰ ہین
اتھ کوان کرے انبازی

جی جھیندے تے جگ ڈردے
ہیوں ازلوں باھنے بردے
کیوں کھولوں تیڈے پردے
اَے شاہنشاہِ حجازی

ہر بُلبُل دا توں گُل ھِیں
ہر جزوی دا توں کُل ہیں
ہوں انمل دا توں مُل ہیں
ہے رمز دی محرم رازی

توں والی بحر و بَر دا
ابیض، اسود، احمر دا
اَعْطَیْنٰاکَ الکوثر دا
سب تیڈے ترکی تازی

آ عشقوں عبد سڈایو
ہر دل نوں چوٹک لایو
آ کیچوں پیچ کمایو!!
جُڑ کیتو عشق نوازی

توں نافع رافع ہر دا
توں مالک لعل تے زر دا
میں ساجد ازلوں در دا
وَل بھیتوے رحمت تازی

نہ ڈرسوں لوکوں لیکوں
سمجھیسوں ہر ہِک جیکوں

ہے احمد پاک شریکوں
سُنڑ سبھو لوک نمازی

ہا قال تے حال ادھورا
پر لطفوں ہا گرُ پورا!!
بھر بخشش جام طھورا
تھئی وحدت کثرت سازی

بٹھ استدلالی مسلے
سَٹ قولی قالی مسلے
سِکھ وجدی حالی مسلے
نہ بنڑ فخرُالدّین رازی

کئی رُل گئے دانا عقلوں
کئی بھُل گئے حرفوں نقلوں
ہک سمجھیں ہک ہے اصلوں
ہر ہک وچ ہکوّ رازی!!

ہئی چال عجائب فندی
ہئی گالھ فقط ہک کندی
رہ ویندی من وچ مندی
پر عشق کیتی غمازی
تھی فرد فریدیوں جیسوں
گھن پرم پیالہ پیسوں
قدمیں وچ پے لٹڑیسوں
ہے پیت دی ریت نیاری

○

ہک نال اساڈی ہک تھی گئی
بی ہر ہک شے ہالک تھی گئی
ہنڑ نکھڑن محض محال تھیا
دلبر ساں دلڑی بک تھی گئی

میں ونج پجدی پر راہ دے وچ

تقدیروں کجھ چل چک تھی گئی

نازک دی صحبت پاک کنوں

اے دل کملی نازک تھی گئی

دل دردوں چھٹڑاں مشکل ہے

اے مرض مٹھی مہلک تھی گئی

حق پاک فرید دے الطافوں

دل سکدیں سکدیں سک تھی گئی

دل عشقوں ناز نیاز بنڑیا

جو اُپرح ہمیٔ سالم جھک تھی گئی

تھی فرد گزاروں اغیاروں

توحید ساڈی مالک تھی گئی!

○

ہک مرد ڈتی کن سو ہے سب ادھے ادھے ادھے

سُنڑ سمجھ مٹھا دل جانی
غیریت ہے نادانی
توں ہیں موجود حقّانی
پیا کوڑیں رڑھیا روے ہے

لکھ ڈاتے ڈاٹ ڈتو سے
گھر بیٹھیں حج کتو سے
خود آپ کوں آپ جتو سے
رحمت دا تھیا انبو ہے

دل دردوں تھئی آبادے
تھیّا غیروں جی آزادے
ہک دلبر ہر دم یادے
ناں غیر دی خو نہ بو ہے

آ دلبر پاتی جھاتی
پا جھاتی لا یس چھاتی

میں اصلی رمز سنجاتی

حق جاتم جو کجھ جو ہے

دل اوکھیاں پیتیاں لایاں

بیگانیاں تھیاں ہمسایاں

نت مارن ما پیو جایاں

سپے گگڑے درد وکھو ہے

وہ عشق عدالت کیتی

میں ہاری بازی جیتی

تھی پوری جو ہم نیتی

نہ مکر فریب نہ ڈرو ہے

الحمد فرید ملیو سے

ہنڑ دردیں ڈانڑ ڈتو سے

پندھ کر کر تے رل پیو سے

جتھ کوٹ مٹھن دی ٹھو ہے

کیوں بُلبُل تھی غم کھاواں
تھی گل گلزار سوہاواں
ہر ہک دے من کوں بھاواں
کیا پلڑے میڈے ڈوہے

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

جواب

خطِ دعوت مخدوم محمدؐ بخش صاحب ساکن موج مبارک

عار کوں مار تا یار ملی اَے بخش موہن من ٹھارا
اوسوں جے ادسیں گھر ساڈے ہا ازلی اے کارا
دعوت رد رسول نہ کیتی بیشک یار پیارا
اِتھ آئیں حل تھیسن عقدے کھلسے بھید نیارا
پاک محمدؐ بخش دے لطفوں وسدے عالم سارا
جام فریدی مست کیتے ہے غیر کنوں چھٹکارا
فردؔ بھیوسے کو نیئوں وہ ماریا عشق نقارا

یار دے درد اساں کوں کیتا غیر دے دردوں واندا
ہر ویلھے ہر نال اساڈے دل ہر ہر دا باندا
سینے تنگ سفینے وچ اے بحر محیط نہ ماندا
چشماں نوں قربان ونجاں جھتّہ سارا اسجنز سماندا
پیر فریدُالدّین پیارا دارو درد منداندا
توں بن وچ گلزار دے بُلبُل دوزخ وچ تڑپاندا

○

مُرسل پاک سخی دے لطفوں سینہ شینا ڈِسدا
ہر ویلھے ہیں دل وچ او دلبر دیرینہ ڈِسدا
سُہنی کوں ہر چھول دے وِچ او ڈھول نگینہ ڈِسدا
درداں ماری ہاری کوں نہ ٹانگ سفینہ ڈِسدا
فرد فریدی اصلی کوں ہنٹر کوٹ مدینہ ڈِسدا

○

خود ساجد مسجود تھیوسے عشق ڈسائے پتے
ہک جانڑن ہک ڈیکھن آکھن پاک فرید دے منتے
کفر کیا اسلاموں نسدے عشق دے ہتے ستے
گل مُلّاں کوں ہک سمجھن جو ہن توحید دل رتے

○

جام محبت بھر بھر بخشے پیر فرید یگانے
رسماں ریتاں رہ گیاں بھُل گئے صوم صلوٰۃ دوگانے
ذاکر خود مذکور تھیا توحید دکھایا شانے
سُود زیانوں پاک رہن وچ مے خانے مستانے
فرد فریدالدین دے دستوں وہ پیتے پیمانے

○

پیر پکھیندیں پیر تھیوسے پیر دا ہر دم دھیانے
پیریں پیڑیں خوب نپیڑیا جندڑی تھی جھمانے
پیریں پیر کوں پیر کِتا پیریں دا اعظم شانے

پیر مغاں میخانے وِچ بھرپور ڈِتے پیمانے
بُھل گیاں رسماں ریتاں اصلوں گم تھیا نام نشانے
نازک پاک فرید دے لطفوں یار لدھوسے خانے
فرؔد تھیوسے اغیاروں آدردھیا درمانے

○

دُور تھیے خطرات دلوں وہ دلبر پائی جھاتے
بے رنگی دا جام پتوسے وچ میخانے آتے
خضر تھیوسے پیر فریدوں پیتا آب حیاتے
اُو تو اُعلِمَ دے لکھ ڈاتے آ بخشی علم دی ڈاتے
جاہل ہاسے عالم تھیوسے مترڑی عشق براتے
ہیوں دلبر دے باندر دردے ایہا ذات صفاتے
بُلبُل ہاسے گُل تھیوسے اللہ ہے لات مناتے

○

ہر صُورت بے صورت ڈسدی مرشد دا احسانے — قسم قرآنے
ہک ہک وِچ ہے ہک دا جلوہ ہک ڈیکھن مستانے — قسم قرآنے
دھیان کرو اکھ بھالو ڈیکھو ہر صورت سُبحانے — قسم قرآنے
دردمنداں کوں درد سلامت دردا ایہو درمانے — قسم قرآنے
فرد فریدالدّین پیارا عارف عالی شانے — قسم قرآنے

○

ہر ہک دے وچ ہک دا جلوہ ہر جا ہک دے دیرے
ہور نہیں ہکو لاہورے ہکو وسدا دیرے
عمر وہانڑیں پندھ کریندی اجاں پندھ پریرے
فرد فریدالدّین کوں ڈیکھو شہ رگ توں وی نیڑے

○

ہک جا تم ہک ڈِٹھم ہک دی ہر جا گفت شنیدے — قسم فریدے
زیر زبر اُچ جھک ہک جا تم ہک دی ہر دم دیدے — قسم فریدے
گئی تقلید تے آئی تحقیقے تھی مالک توحیدے — قسم فریدے

انڑ ڈٹھا من گھن لے یار دے ڈیکھنڑ دی تمہید ے — قسم فریدے
بن نازک غمخوار اساں ہیوں ڈاڈھے درد رسید ے — قسم فریدے
دل درد ول آباد تھی ہر ویلے درد دی عید ے — قسم فریدے
تن من جل بل خاک تھیا وچ دل دے زخم شدید ے — قسم فریدے
گُل بُلبُل کوں ہک جا تھی ستیں نازک دی تاکید ے — قسم فریدے

○

ہک ہا سے ہک ہیوں ہک ہوسوں ہک شاہد مشہود ے
ہر ہک دے وچ ہر دم ہک دا نُور وجود شہود ے
غیر نہ ہا نہ ہے نہ ہوسے غیریت مفقود ے
دھیان کرو ہر آن عیاں ہر شان دے وچ موجُود ے
ست گر گیانی گیان ڈتا اگیان تھیا نابُود ے
وہمی پردے پاڑ تے ڈیکھو ہر جا حق موجُود ے
فرد فریدالدّین کوں سمجھو معبود ے مسجُود نے

○

بحر دی قہر دی وٹھ وِچ آئی موج غریب نمانڑیں

فوج چڑھی بااوج تھی ونج موج سراسر پانڑیں

خواب کنوں بیدار تھئی تھئی آپ تے آپ دیوانی

وہم قیاس گمان گئے ایقان کیستی سُلطانی

جذب حقیقی زور کِتا مجذوب تھئی مستانی

فرد فریدی ہاسے ازلوں تھئی رحمت رحمانی

○

زاہد زہد کوں چھوڑ تا توں ہک تھیویں

کیتی کرنی بوڑ تا توں ہک تھیویں

تھی مظلوم گزاریں ڈیویں !!

عشق دے میتھ وچ ڈور تا توں ہک تھیویں

جلوت چھوڑ تے خلوت چنڑ گھن !

غیر کنوں منہ موڑ تا توں ہک تھیویں

ہر صورت وِچ یار کوں ڈیکھیں
نہ بنڑ اندھا کور تاں توں ہک تھیویں

عشق سنڑیندے شینہ مریلا
نہ تھیویں کمزور تاں توں ہک تھیویں

سیس نواویں درد نبھاویں
دردوں منہ نہ موڑتا توں ہک تھیویں

ناز کریندیں وقت ونجایو
جھکی وٹ نہ چھوڑ تاں توں ہک تھیویں

ہک ورے سانگے ہک دے کیتے
ہر دی جُتّی جوڑ تاں توں ہک تھیویں

مخدومی محرومی سمجھیں
خدمت نبڑسی توڑ تاں توں ہک تھیویں

یار دی نسبت پالیں ہر دم
غیر دی نسبت تروڑ تاں توں ہک تھیویں

دامن پاک نبی عربی دا!

مردیں تئیں نہ چھوڑ تا توں ہک بھیویں

پیر فریدالدین کوں سمجھیں

بیزوریں داز ور تا توں ہک بھیویں

شیخ حقیقت پیر طریقت

ابن العربی جوڑ تا توں ہک بھیویں

مُلوانڑیں دی سنگت سٹ گھت

ناں مفتے ڈلھہ بھور تا توں ہک بھیویں

کامل پیر تے رکھ کر تکیہ

ڑُموریں دی ٹور تا توں ہک بھیویں

پیر دے ہتھ وچ ہتھ کوں ڈے کر

نفس دی بانہہ مروڑ تا توں ہک بھیویں

ماراں کھانویں مار نہ آنویں

بنڑ کھلیں داکھوڑ تا توں ہک بھیویں

لَا اِلٰہ ، ضرب لگا کر

چکّی دل دی ہوڑ نا توں ہک بھیویں

عِلم عمل دا دھندا سَٹ کر

تھی رندی میخور رنا توں ہک بھیویں

لاہوروں آ ہور سڈایو

وَل وَنج شہر لاہور نا توں ہک بھیویں

غافل جیونڑ گندا بھیونڑ

اپنڑا آپ بھلور نا توں ہک بھیویں

توں سُلطان قدیمی اصلی

نہ بنڑ گھر دا چور نا توں ہک بھیویں

میکوں نال دھیان دے ڈیکھیں

میں بنڑ گیاں کجھ ہور نا توں ہک بھیویں

تھی احمد مُرسل دا بندہ

بڑہ گھت لیے بسر شور نا توں ہک بھیویں

یار محمّد یار کوں سمجھیں
نہ تھی اُلٹا تورتا توں ہک بھیویں

○

رُس نہ سانول یار مدتاں بیت گیاں
دل وچ درد ہزار مُدتاں بیت گیاں
توں بِن مٹھڑے لگدے بھکڑے　　تیں سانگے سب سانگے ترٹڑے
کر نہ عار و یار مُدتاں بیت گیاں
ظالم ظلم کمایو اَج تئیں!　　کیوں تترڑی کوں تایو اَج تئیں
وَہ کیتو نروار مُدتاں بیت گیاں
سسّی راہ بھلیندیں تھک گئی　　ہر دَم کانگ اڈیندیں تھک گئی
ڈلوے شتر سوار مُدتاں بیت گیاں
میں بَد کار کمینی کُتّی　　ازلوں در تیڈے تے سُتّی
لطف کرے ہک وار مُدتاں بیت گیاں
مَیں بے کار پُرانی جھَٹّی　　اوگنڑ ہار نمانڑیں جھَٹّی

یا آچی سرکار مُدتاں بیت گیاں

مکر فریب یاں چالاں سٹ گھت　　　گوڑیاں قیل مقالاں سٹ گھت

سچے کر اقرار مُدتاں بیت گیاں

عُمر گزاریم کھپدیں جھکدیں!　　　سڑدیں بلدیں دُکھدیں دکھدیں

ڈس کئی ہلڑ داوار مُدتاں بیت گیاں

در تیڈے دی بھیک چنگیری!　　　توں تڑیں ہووے کولا کیری!

در در نہ کر خوار مُدتاں بیت گیاں

تُوں تڑیں حق جانڑ نڑ دا جانم　　　تیڈی ذات دا انت نہ پانم!

آخر بیٹھم ہار، مُدتاں بیت گیاں

پیر پیمبر تینوں چہندے　　　غوث قطب سب بردے باندے

کون محمّد یار مُدتاں بیت گیاں

○

احمد مرسل اکبر ڈسدے　　　ہر افسر تے افسر ڈسدے

ہر وچ ڈسدے ہر گھر ڈسدے　　　وجہہ اللہِ الا کبر ڈسدے

رب اکبر دا مظہر ڈسدے　　ہر اکبر توں اکبر ڈسدے

دل دیوانی مستانی کوں !　　رب اکبر توں اکبر ڈسدے

اکھ بھال بھر مظہر ڈسدے　　مسجد ڈسدے مندر ڈسدے

ایندے قبضے قدرت اندر　　اخضر اسود احمر ڈسدے

مطلق ہے ہر قیدوں پاک اے　　اوحد ڈسدے اکثر ڈسدے

اے پاک محمد مولانا　　در تیڈا رب دا در ڈسدے

میں کیا آکھاں در تیڈے دا　　میکوں کیا کیا جوہر ڈسدے

در اقدس دا ساجد میکوں　　کسریٰ ڈِسدے قیصر ڈسدے

تیڈا توئیں کالا ہووے !　　ہر خوش توں خوشتر ڈسدے

تیڈی نسبت دے زور کنوں　　کالا کتا دلبر ڈسدے

محبوب الٰہی سبحانی　　برتر ڈسدے دربر ڈسدے

ہر دورے دا قطب اعظم　　در تیڈے دا چاکر ڈسدے

دشمن تیڈا عیب والے کوں　　سوئر ڈسدے ابتر ڈسدے

تیڈی پہلی منزل اندر　　جبریل جیہاں بے پر ڈسدے

اعطیت الرعب دی حشمت توں ‏ اصغر تیڈا اکبر ڈسدے

اے پیر فریدُ الدّین پیا ‏ توں بن جگ سارا بَر ڈسدے

فردُ الاَفراد فرید الدّین! ‏ سلطاناں دا سرور ڈسدے

ہر مہتر توں مہتر ڈسدے ‏ ہر بہتر توں بہتر ڈسدے

سب پیریں دامنگیریں تے ‏ حاکم ڈسدے داور ڈسدے

دل بے واہی سودائی دا ‏ دلدار اتے دلبر ڈسدے

اکھ وچ دل وچ آ جھوکاں لا ‏ عاشق تیڈے مضطر ڈسدے

نومید نہیں آخر دم تائیں! ‏ رحمت تیڈا جوہر ڈسدے

ہر عالم دا اے فرؔد میکوں
ہادی ڈسدے رہبر ڈسدے

○

احمد مرسل اجمل ڈسدے ‏ ہر اکمل توں اکمل ڈسدے

دل آزادی دکھیاری دا ‏ دارو ڈسدے درمل ڈسدے

ہر اعلیٰ توں اعلیٰ ڈسدے ‏ ہر افضل توں افضل ڈسدے

محبوب موہن من ٹھار میکوں — بھورل ڈسدے سانول ڈسدے

اوہ سہنڑیں دا سردار ڈٹھم ! — جھنہ ہر سہنڑاں مہمل ڈسدے

ہر صورت وچ اظہار ٹھیا ! — ہر مورت وچ ولول ڈسدے

چاکر تیڈا نوکر تیڈا — خاقان اتے ہرقل ڈسدے

ثانی تیڈا اے لاثانی — اخبث ڈسدے ارزل ڈسدے

ہر ہک مشکل آسان ڈسدی — لاینحل عقدہ حل ڈسدے

ہر اخبث توں اخبث ڈسدے — ہر ارزل توں ارزل ڈسدے

اکھ رجدی نہیں نوڑیں میکوں ! — دم دم ڈسدے پلپل ڈسدے

مقصود فقط ہک توں ڈسدیں — بیا سب کجھ ہک اٹکل ڈسدے

دشمن محبوب محمّد دا — ناکام بہر منزل ڈسدے

کیا پچھدیں شان محمّد دا — آخر ڈسدے اوّل ڈسدے

ہر مرسل دا شاہنشاہ ہے — ہر مرسل دا مُرسل ڈسدے

باطن ڈسدے ظاہر ڈسدے

آخر ڈسدے اوّل ڈسدے

محبوب مٹھا دلبر وے

آ جلدی میلا کر وے

ربّ پاک دی سونہہ ہے تینوں   نہ رول اکیلا مینوں !   نت رہندے خوف خطر وے
دل دردیں بابلیاں بھاہیں   میں جلدی سنجھ صباحیں   ہے حال بہوں ابتر وے
تیں یار وصل لائیاں جھوکاں   میں رُلدی اُپریاں لوکاں   نار دل میکوں گھر گھر وے
تیڈیاں سب توں اُچیاں شاناں   محبوباں دا سلطاناں   سب اصغر توں اکبر وے
ہن تیریاں لکھ لکھ چاہیں   اے پاک محمّد سائیں !   کر لطفوں خاص نظر وے

ہر ویلے پیا ڈسدا ڈھولا ماہی

وچ نیناں دے وسدا ڈھولا ماہی

آپے اصل اصول دا مالک   آپے باقی آپے ہالک   آپ شکار ہو سدا ڈھولا ماہی
آپے موسیٰ آپے سینا   آپ محمّد آپ مدینا   آپ خدا کہرکس دا ڈھولا ماہی
افلاکوں خود خاک تے آیا   چڑھ کر واپس وطن سدھایا   شان ڈکھایں جیسدا ڈھولا ماہی
ہر ہک شان دا شان ڈکھالیں   کفر اتے ایمان ڈکھالیں   مسجد مندر رسدا ڈھولا ماہی

آپے وہم تے آپ یقینے آپے دین اتے بید ینے رندی مشرب ڈسدا ڈھولا ماہی

تھی مٹی گھبکار سڑاوے ڈودھ ڈٹھی مکھڑ بنڑ آوے جتی ہو کر ڈسدا ڈھولا ماہی

پاک محمد یار اساڈا درداں وچ غمخوار اساڈا مالک قلم تے ڈسدا ڈھولا ماہی

○

یار کھرل دی یاری ساکوں وہ بخشی بیماری

درد اندوہ ہجوم کیتا ہے ہر دم نالہ زاری

توں بن یار اساڈی آ کر کون کرے دلداری

جے تئیں جیسا تیڈی رہساں تور نبھیساں یاری

کل وچ رہے مردیں تائیں تیڈی زلف دی کاری

دل ہلسوں ہکواری جے کر بخت کیتی بیداری

پاک فرید الدین دے صدقے لطف کرو ہک واری

توں بن جیونڑ مردہ تھیونڑ ماتم عمر ساری

عشق دا سانگ رسیسوں جے کر سنڑسی خلقت ساری

بیگانیں دے طعنیں ماریا شہر ہزار خواری

مولا سانگ نبڑ یسے اوڑک آوسے ملن دی واری

کانگ اڈیندیں فالاں پیندیں گزری عمر ازاری

چارے کیتم شان ونجائم شور کیتا لاچاری

سھنس طبیب کماون ہردم نہ لبھنیں بیماری

بے تشخیصے دلدے کالے دردوں بالکل عاری

شربت چاٹے جوڑ بناون نہ کر سکدے کاری

درد اساکوں ڈاجوں ملیا ببدردانڈی یاری

پاک محمدیار ملیوسے حکم تھیا سرکاری

○

سوز نواں ہر روز جلاوے بوڑ کڈھے ہڈ تن دے

شالا نال حبیب گزاروں سہنے ڈینہ سانوندے

لذت روز بروز ودھاون جلوے من موہندے

غبغب نئے کر رب ہپیوں پانی چاہ ذقندے

اوڑک ہک ڈینہہ مل کر ہنیسوں راہی پاکپتن دے

در جنت دے ملدن ساکوں پتے خاص وطن دے

جیکر بخت بھرا یا بنڑسوں وارث ملک امن دے

دمدم نال خیال دے جیسوں ہر دم ویسوں تنڑ دے

جلوت وچ خلوت دے چسکے گھنسوں نال سجنڑ دے

سچے ٹھیکر سوچ رکھیسوں کھوٹ ونجیسوں تن دے

ڈیکھ محمدؐ یار کو جیسوں باقی ڈینہہ جیونڑ دے

عالمِ فانی دے وچ جب نورِ حق آونڑ لگے

کفر ونج کافور تھیا کُفّار مُرجھاونڑ لگے

حضرت عبد اللہ دے گھر تشریف جاں لاون گے

عاشق و معشوق مِل کر عشق وچ دھاونڑ لگے

لطف بھیا الطاف دی برسات برساونڑ لگے

مُردے لکھ سالاں دے ول جُنبش دیوچ آونڑ لگے

غُل پیا وَنج جا بجا آیا محمّد مُصطفےٰ

دید دیاں عیداں تھیاں ہر دل دیوچ ساونڑ لگے

حق نما آیا خدا خود منہ وُکھلاونڑ لگے

انڑپے منہ توں اپنڑے پردے آپ اُلٹاونڑ لگے

بت گرے سجدے دیوچ بُت گر بنڑے خود بُت شکن!

انبیا در آمنہ بی بی دا کھڑ کاونڑ لگے

خاکپائے مصطفےٰ دی رب قسم کھاونڑ لگے

عشق دی اگ نال دل مضطر کوں بھڑکاونڑ لگے

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ راز فرماونڑ لگے

مَنْ رَآنِیْ قَدْ رَآ دی گیت کوں گاونڑ لگے

نعت خوانی کیا کراں اوں پاک سُبحانی دی میں

سجھ اتے چن مونہہ جیندا ڈیکھ شرماونڑ لگے

مل ملا خنزیر جہاں وِچ رُگدے گل کھاونڑ لگے

احمد مرسل دے کُتے بھونک کے آونڑ لگے !

ابنِ مریم دے ہتھوں حضرت مُحمّد مصطفےٰؐ

یَقتُلُ الخِنزِیر دی تصدیق فرماونڑ لگے

ہک مُحمّدؐ یار ہے سبتے یار دی حاجت نہیں

ہک مُحمّدؐ یار توں اغیار ڈر کھاونڑ لگے

دل درد توں خالی نہ بنڑ جے یار کوں ملنڑا ہووی

گوری رہیں کالی نہ بنڑ جے یار کوں ملنڑا ہووی

صُورت اُتے گالھی رہیوں مستان متوالی رہیوں ساری عمر گالی رہیوں

کر غور کجھ گالھی نہ بنڑ جے یار کوں ملنڑا ہووی

بے رنگ ہی ہر رنگ دے وِچ ہر وال تے ہر انگ دے وِچ ہر آن بیتے ڈھنگ دے وِچ

سُنڑ حال بے حالی نہ بنڑ جے یار کوں ملنڑا ہووی

احمد احد کوں ٹوں نہ کر من گھن چراؤ چوں نہ کر چپکر ابھاں ہاں ہوں نہ کر

کٹوال کٹوالی نہ بنڑ جے یار کوں ملنڑاں ھووی

چل چپک دے وچ ثابت رہیں   کھولیں نہ منہ صامت رہیں   پردھیان دیو چہ نت رہیں

ہیں باغ توں مالی نہ بنڑ جے یار کوں ملنڑاں ھووی

توں خود محمدؐ یار ہیں   لولاک دا مختار ہیں   ہر دلڑی دا دلدار ہیں

کر خیال توں خالی نہ بنڑ جے یار کوں ملنڑاں ھووی

سُر انہی خاریں تے چڑھ   منصور بنڑ داریں تے چڑھ   اقرار انکاریں تے چڑھ

حالی بنڑیں قالی نہ بنڑ جے یار کوں ملنڑاں ھووی

○

محمدؐ پاک مدنی دا شہر ڈیکھیں تاں کل پووی

خدائے پاک دے جلویں دا گھر ڈیکھیں تا کل پوی

سیہ زلفیں دے اندر سینڈھ دے چمکار توں صدقے

اندھاری رات وچ اندھا سحر ڈیکھیں تا کل پوی

خم ابرو دے وچ جھک کر ملائک آبر ولہندن !

قدر والیں دا بے قدر اقدر ڈیکھیں تا کل پوی

تونڑیں ابلیس ہیں پر ویس کر املاک دی من گھن

جے ہیں محراب وِچ ہک سجدہ کر ڈیکھیں تاکل پوی

فقط اللہؐ اکبر آکھدیں اللہ نہیں لبدا !!!

اللہ آباد کوں احمد نگر ڈیکھیں تاکل پوی

صلاۃ اندر سلام آکھیں سلام اندر قیام آکھیں !

خدا دا در ہے آپیں در تے مر ڈیکھیں تاکل پوی

محمدؐ مصطفٰےؐ دے یار دا اقرار کر ہر دم

محمدؐ یار دا علم وہنر ڈیکھیں تاکل پوی !

○

سک دا شان میں کیا آکھاں سک پا ہجوں بندہ سکھے

نیہہ لگا ونڑ پیت نبھاونڑ اساں توں کوئی سکھے

ہڈ تا جالیاں ہڈیاں اساڈیاں راکھ تھتی ونج لکھے

شالہ یار محمدؐ کوں وصل دے لیکھے لکھے

○

بدلے رووِن بجلی مسکے یار گیا ہُن ٹُر رُس کے
اکھیاں دی برسات کنوں گئی چولی چُنڑی لُس کے
سانول آوے نہ چرلاوے کجُھ مارے کجھ مُسکے
بیدرداں دے درد کنوں دل ہردم رووے ڈُسکے
پاک محمدؐ یار لدھو سے مر مر کے کُس کُس کے

○

ساون آن قریب ٹھیا دلدار بعید سُنڑیندن	درد شدیدن
دردیں سوزیں ساڑ بچا لیا روز بروز فریدن	ڈوڑے تھیندن
ونج آکھے کوئی ہجڑیں کوں آ دردے حال گھنیندن	لطف کریندن
ہاڑ مہینے سینے ساڑے جان جگر اُکلیندن !	سوز جدیدن
سانول آویں نہ چرلاویں تیڈے شان چھبیندن	نور اکھیندن
پاک محمدؐ یار کوں ڈیکھو مظہر پاک فریدن	شان مجیدن

○

بیدرد ٹھیتی مخلوق سبھو ترٹ بھیٹ گیا سانگ سہیلیاں دا

لڈ پیر گئے دلگیر گتے منہ کالا کر کے چپلیاندا
کئی محرم راز نہیں ملدا کیا چھیدیں حال اکیلیاندا
گیا حسن صفادا نازادا اے دور ہے میل کچیلیاندا
فساق دے فسق فجور کنوں گم نام ہے عشقدے بیلیاندا
بن یار فرید نہیں ملدا کئی چارہ ڈکھ ڈھیلیاندا
گھر پاک محمدؐ یار آوے خوش تھیوے صحن حویلیاندا

○

جتھاں ڈیکھاں جتھاں بھالاں، جتھاں نظر ٹکاواں
جیندے منہ کوں ولوں ڈیکھاں تیڈا منہ پکاواں
میں معدوم تو حاضر ناظر پیا کیجھا روپ چھکاواں
نازک ایجھا یار قدیمی کیویں بُکل لکانواں

○

تیڈی تصویر کوں سینے دیوچہ رکھاں پکائی سانول
خدائی نقش کوں کیویں رہاں ہر دم بھلائی سانول

وفا ساڈی کوں نہ تولیو، جفا ایڑیں کوں نہ پھولیو!
تمامی عمر نہ بولیو، ایویں رُس رُس مُسائی سانول

اساڈی ہے دعا تینوں، نہ لگے کوسی وا تینوں
رکھے قائم خدا تینوں، تو نڑیں ساکوں ڈکھئی سانول

سدا جیویں رقیباں وچ، تے خوش تھیویں حبیباں وچ
اساڈے وت نصیباں وچ، لکھی ہئی نت جدائی سانول

جگر دا خون پیندیں تئیں، مر ریندیں تے گھٹیندیں تئیں!
نہ بھلے ساکوں جیندیں تئیں، تساڈی کج ادائی سانول

محمدؐ پاک دے لطفوں، شہِ لولاک دے لطفوں
دلِ غمناک دے لطفوں، ہاں درتیڑے دی دئی سانول

محمدؐ یار دی یاری، نبی مختار دی یاری!
سچی سرکار دی یاری، نہ کرسی بے وفائی سانول

نیڈے سوزیں دے سازاں وچ حقیقت دے مجازاں وچ
رہوسے نت نمازاں وچ، تساڈے پیر چائی سانول

تیڈے دردیں ٹھڈکا ماریا، تیڈے سوزیں تپا ماریا

نیڈریں تا نگھیں اکا ماریا، پئے راہسوں جھٹ نبھائی سانول

عمر گزری عذاباں وچ، حجاباں وچہ نقاباں وچ

نہوی ملدا کیوں خواباں وچ، ایہہ عادت کتیں سکھی سانول

تیڈیں زلفیں دے سپ مینوں، ڈنگیندے لک تے چھپ مینوں

ڈوجھا مارے کلھپ مینوں، خدا ایھتر بڑائی سانول

ڈوکھاں دا توں اُستادیں، ستم دا خاص بنیادیں

ہمیشہ دل کوں توں یادیں، نہیں بھلدے قصتی سانول

توں دوزخ وچہ سدا رہسیں، تے اپنیں توں جدا رہسیں

ڈکھاں وچ مبتلا رہسیں، ڈوکھا یو پیو تے متی سانول

اکھیں دی چوک توں صدقے، کجل دی نوک توں صدقے

تساڈی جھوک تیں صدقے، نہ ٹھنڈی ہتی علیٰ سانول

○

یا رسُولَ اللہ کرم بے حال تے
ہِن تتی بدکار بد اعمال تے

او کرم تھیوے جیویں کیتا ہا دے
اول یمن دے لعل تے حتوال تے

مٹ مراں میں تیڈے راہاں دے اتے
جیویں سوہنی مِٹ موئی مہینوال تے

سسّی پُنّوں کوں خرید یا نئیں میکوں
صدقے تھیواں تیڈی سوہنی چال تے

ہیر رانجھن ڈی رہی ہیں ہاں تیڈی
لج تیڈی کوں تکیہ تیں لجپال تے

درد تیڈے وچ جیواں ہِن وچ مراں
حشر تھیوے میڈا تیڈے خیال تے

یا شفیعَ المذنبین رحمت تھیوے
ہیں محُمّد یار گڑھی وال تے

تیڈے خط خالاں دی دیوانی رہاں آمین

مست جیواں تیڈے خط و خال تے

دید دی عید تھیتی ہر ویلے ویدیں عیداں کیتاں

تیغ نگہ مقتول کیتا مقبول تھیاں من پیتا ل

ٹھپ کر ڈوں ترے چار رکعتاں عشق دی ہکہ نیتا ل

شالا لطفوں مردیں ویلے عشق دی بازی جیتا ل

عشق محمدؐ پاک دے وچ سب بھل گیاں رسماں ریتا ل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ شریف چشتیہ

فخریہ فریدیہ محمّدیہ نازکیہ

اے کہ بے رنگ و رنگہا شُدۂ — ناخدا بودی و خدا شُدۂ

میم امکاں چو در احد آمد — احمدِ سیّد الوریٰ شُدۂ

احمدی حامدی و محمودی — بہرِ ما طُرفہ دلرُبا شُدۂ

ظاہر و باطن اول و آخر — ابتدا نیز انتہا شُدۂ

حاضر و ناظر و سمیع و بصیر — از بشر از ملک جُدا شُدۂ

در لباسِ محمّد مطلق — بخُدا اے خُدا خُدا شُدۂ

از کرم ہائے احمد مُرسل — مرتضیٰ شاہِ ھَلْ اتیٰ شُدۂ

دانم و کنہ تو نمے دانم — یا علی نفس مصطفیٰ شُدۂ

من نہ دانم کہ کیستی لیکن — ظاہر از خانۂ خدا شُدۂ

خود بہ بصرہ بہ شکل شیخ حسن
مجتہد پاک بے خطا شدہ

عبدِ واحد طبیبِ روحانی
زخمِ عشاق را شفا شدہ

فضل کردی کہ خود فضیلِ شدی
رہزناں را تو رہنما شدہ

ابنِ ادہم شدی بہ لطف وکرم
مالکِ ملکِ دوسرا شدہ

شہ حذیفہ بہ ملکِ شام شدی!
شام را صبحِ دل کشا شدہ

حضرت خواجہ امین الدین
وہ ہبیرہ چہ حق نما شدہ

شاہِ ممشاد علو دینوری!
کعبۂ ہر شہ وگدا شدہ

خواجۂ خواجگان ابو اسحاق
معدنِ علم وکشف ہا شدہ

قطبِ حق خواجہ ابی احمد
مظہر شانِ انّما شدہ

بو محمد شدی بہ چشتِ شریف
ناصرِ دینِ بے نوا شدہ

چشتیِ خواجۂ ابو یوسف
کشتیِ چشت و ناخدا شدہ

شاہِ مودود و شیخ ہر مسعود
چشتیاں را بہشت ہا شدہ

ہم شریفی و ہم تو مخدومی
مکّی و مکّہ و صفا شدہ

حاکم ہر کسے شہنشاہے
شاہ عثمان ذوالحیا شدہ

غوثِ اعظم پناہِ ہر عالم / نافذ الحکم پادشا شدۂ
یعنی در صورت مُعینُ الدّین / در رہِ اسلام رادوا شدۂ
خنجرِ عشق را شہید شدی / قطبِ دیں قطبِ قطبہا شدۂ
گنجِ شکّر شدی کرم کردی / قند ہا بہرِ تلخہا شدۂ
در مثالِ شہِ نظامُ الدّین / مالکِ فقرِ مرتضےٰ شدۂ
قائم اندر مقام محمودی / شافع و دافع البلا شدۂ
خواجۂ کاملین کمالُ الدّین / شیخ علّامۃ الہُدیٰ شدۂ
رہبرِ سالکین سراجُ الدّین / دینِ حق را عجب ضیا شدۂ
علمِ حق علمِ دیں تو خود بودی! / پردہ ہا کردہ پیرِ ما شدۂ
غرقِ بحرِ شہودِ حقّانی / شیخ محمُود پارسا شدۂ
از جمالِ تو شد جمال الدّین / شاہ حسن چہ مقتدا شدۂ
خود محمّد حسن بہ خُلقِ حسن / مُتّقی تارکِ الہوا شدۂ
پیرِ ما شیخِ ما محمّدِ ما / ہادی و کاشفُ الدّجیٰ شدۂ
شیخِ یحییٰ شدی بہ شہرِ نبی / خالدِ خُلد و الدّنا شدۂ

نام خود کردہ کلیمُ اللہ ساکن وادیٔ دنا شُدہ

ناظمِ ملکِ دین نظامُ الدّین سیّدِ جُملہ اصفیا شُدہ

فخرِ دیں عاشقِ رسولِ امیں! قبلۂ قلبِ اولیا شُدہ

قبلۂ عالَم و محُمّد وقت در مہاراں شدی بجا شُدہ

عقلِ اوّل محُمّد عاقل صدرِ دیں بدرِ اصطفا شُدہ

قاضیِ ہر قضا و ہر قدرے حاکمِ دفتر قضا شُدہ

ہم خدائی و ہم خُدا بخشی من چہ گویم بگو چہا شُدہ

زینت و فخر ہر مکان و مکیں فخرِ دیں فخر انبیا شُدہ

فرد وقتی و مرد دَورانی عین تسلیم و ہم رضا شُدہ

جانِ جانی و نور ایمانی مظہر ذاتِ مُجتبےٰ شُدہ

در عرب در حجاب یا بُودی در عجم با نقاب یا شُدہ

از احد حضرت احید شدی فرد بودی فرید ما شُدہ

حاملِ حمد و صابر وقتی کاملِ الشکر والثّنا شُدہ

کانِ تجرید و جانِ تفریدی شانِ توحید بر ملا شُدہ

یعنی در کسوت محمد بخش
احمدِ وقت بے ریا شدہ

دلبرِ خوش لقا معین الدین
مظہرِ حسنِ کبریا شدہ

در تیمی بہ اسم پاک فرید
چشمِ بد دور پیشوا شدہ

وقتِ فیض محمدی آمد
ناگہاں شیخ باخدا شدہ

انتہا بود ابتدا شدہ
درد مارا عجب دوا شدہ

خود شدی بلبلِ محمد یار
برگلِ حسنِ خود فدا شدہ

در لباس محمد مطلق
دلبر و عین مصطفےٰ شدہ

اے کہ نازک مزاج و نازشِ یار
زینتِ آبگینہ ہا شدہ

نازکی از برائے فردِ فرید
ایں چنیں نقش سینہ ہا شدہ

آشنائے راز

سلطان الکاملین حضرت خواجہ محمد یار فریدیؒ نے جس طرح زبان اور دل کی ہم زبانی سے وحدت الوجود کو سامعین کے وجود میں رچا بسا دیا اور شعر و سخن کے آہنگ میں اس اَدِق فلسفے کی تشریح کی وہ اپنی طرز کی پہلی مثال ہے۔

کتابوں کی دنیا میں وحدت الوجود کا چرچا رہا لیکن عامی اس فلسفے کی تہ تک نہ اتر سکے۔ فتوحاتِ مکیہ سے لے کر الروض المجود تک کا علم انہیں مرعوب تو کرتا رہا۔ مرغوب نہ ہوا۔

یہ سعادت بر ہانِ محبتِ نبوی حضرت خواجہ محمد یار فریدی کے حصے میں آئی، کہ انہوں نے عامۃ الناس کی زبان میں بات کی اور فتوحات مکیہ کے ادق مقامات اور وحدت الوجود کی شرح میں تحریر کی گئی دوسری تصانیف کے سنگلاخ نکات کو اپنی زبان فیض ترجمان میں پانی کر دیا۔ وحدت الوجود کو عوام کی سمجھ کے مطابق پیش کرنا اور ہر کسی کو کسی نہ کسی تک اس کے معانی و مفاہیم تک رسا کرنا حضرت خواجہ محمد یار فریدیؒ کے سوا کسی کا منصب نہ ہوا۔

فلسفہ وحدت الوجود کے جن پھولوں کی طرف ہماری قوت شامہ حضرت خواجہ محمد یار فریدی قدس سرہٗ کے دم قدم سے متوجہ ہوئی انہوں نے مشامِ جاں کو معطر کر دیا۔

حضرت خواجہ محمد یار فریدی نور اللہ مرقدہٗ حمد کہتے ہیں تو جس کی حمد کرتے ہیں وہ محمد ہوتا ہے وہ نعت کہتے ہیں تو بات خداوندِ عظیم و کریم تک جا پہنچتی ہے وہ اپنی شیریں گفتاری کا سبب مدح و حمد کو قرار دیتے ہیں

اگرچہ بیکارم بکردم کار را ۔ صد ہزار الحمد آں دلدار را
تا ثنا خوانِ محمد گشتہ ام ۔ رشک مے آید بمن ابرار را
گرچہ حساں نیستم سحباں نیم ۔ مدح او شیریں کند گفتار را

راجا رشید محمود

ایڈیٹر ماہنامہ نعت لاہور

حقیقت محمدؐ دی پا کوئی نیئں سکدا
اتھاں چُپ دی جا اے لا کوئی نیئں سکدا

●

ما سلطنت بہ کُوچۂ جاناں فروختیم
مورِ حقیر را بہ سُلیماں فروختیم

●

کنارِ یار سے نِکلا نہیں مُحمّد یار
جہاں رہا وُہ مُحمّدؐ سے ہمکنار رہا